بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۲۲ (22)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ

۲۲

مختلف مکاتب فکر قدیم و جدید، اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
(۲۷۹۔ برنٹو روڈ۔ کراچی۔ فون ۷۲۳۳۵۴۱)

www.drhasanrizvi.com

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

تصدیق نامہ

میں نے ادارہ "پاک محرم ایجوکیشن" کا شائع کردہ بائیسواں پارہ "وَمَنْ يَّقْنُتْ" کو حرف بحرف بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ اغلاط سے مبرا ہے۔

فیض احمد شاہ سعیدی

۲۰۰۱-۸-۶

۸۶/۹۲
حافظ
فیض احمد شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.com

فہرستِ مضامین پارہ ۲۲

شمار	عناوین	صفحہ	شمار	عناوین	صفحہ
۱	رزق سے مراد	۳۹۳۲	۲۲	تین اشخاص جن کا نکاح اللہ نے کیا	۳۹۵۶
۲	ازواجِ نبیؐ کو ہر نیکی پر دوگنا اجر کیوں؟	"	۲۳	حضور اکرمؐ نے زینبؓ سے نکاح کیوں کیا؟	۳۹۵۷
۳	پردے کے بارے میں غلط فہمی کا ازالہ	۳۹۳۳	۲۴	جھوٹی کہانیاں	"
۴	نیکی گھر سے شروع ہوتی ہے	۳۹۳۴	۲۵	کیا انبیاء اکرامؑ بھی تقیہ کرتے تھے؟	۳۹۵۹
۵	زوجۂ موسیٰؑ کی نسبت زوجۂ رسولؐ سے	۳۹۳۵	۲۶	محمدؐ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں	۳۹۶۱
۶	عربی میں تبرّج کے معنی	۳۹۳۶	۲۷	امام حسنؑ اور امام حسینؑ فرزندانِ رسولؐ ہیں	۳۹۶۲
۷	یہ بات کس قدر افسوسناک ہے	"	۲۸	کافروں کو دوٹوک جواب	۳۹۶۳
۸	حواب کے کتے بھونکیں گے (الحدیث)	۳۹۳۷	۲۹	رسولِ خداؐ پر نبوت ختم ہوگئی	۳۹۶۴
۹	کتاب حیوۃ الحیوان دمیری میں ہے	"	۳۰	اللہ کا ذکر بکثرت کرنے سے مراد	۳۹۶۸
۱۰	مستدرک حاکم میں لکھا ہے	"	۳۱	"ذکرِ کثیر" سے مراد	"
۱۱	آیت کا آخری حصہ آیتِ تطہیر کہلاتا ہے	"	۳۲	ذکرِ کثیر کی کوئی حد نہیں	۳۹۶۹
۱۲	آیت کا زور	۳۹۳۸	۳۳	صبح و شام کی تسبیح سے مراد	۳۹۷۰
۱۳	فنی بحث	۳۹۴۰	۳۴	اللہ سے ملاقات کے معنی	۳۹۷۳
۱۴	رجس کے معنی، تطہیر اور اہلِ بیتؑ کے معنی	۳۹۴۱	۳۵	گواہ کا لفظ بہت وسعت رکھتا ہے	۳۹۷۵
۱۵	اب رہا سوال طہارتِ اہلِ بیتؑ کا	۳۹۴۲	۳۶	اللہ نے رسول اللہؐ کو روشن چراغ کیوں فرمایا	۳۹۷۶
۱۶	آیتِ تطہیر میں ازواج شامل نہیں	"	۳۷	"بِاِذْنِہٖ" سے مراد	۳۹۷۷
۱۷	شانِ نزول آیت ۳۵	۳۹۴۷	۳۸	فضلِ کبیر	۳۹۷۸
۱۸	اللہ کے نزدیک مرد اور عورت برابر ہیں	۳۹۵۰	۳۹	فقہی مسئلہ	۳۹۸۰
۱۹	شانِ نزول آیت ۳۲	۳۹۵۱	۴۰	شانِ نزول آیت ۵۰	۳۹۸۲
۲۰	یہ حکم اسلامی آئین کا اصول ہے	۳۹۵۲	۴۱	محققین اور فقہاء نے نتیجے نکالے	۳۹۸۷
۲۱	حضرت زید بن حارثہ پر خدا کے احسانات	۳۹۵۵	۴۲	خدا کے قانون میں سہولت ہے	۳۹۸۸

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۴۳	لونڈیوں کا ہونا ضروری تھا	۳۹۸۹
۴۴	نتیجہ آیت ۵۳	،،
۴۵	شادی سے قبل عورت کو دیکھنا جائز ہے	،،
۴۶	آیت ۵۳ میں حکم دیا جا رہا ہے	۳۹۹۱
۴۷	شانِ نزول آیت ۵۳	۳۹۹۲
۴۸	خواتین کے پردے کا حکم	۳۹۹۳
۴۹	مہمان نوازی اسلامی تعلیمات کا ایک تحسین اور عمدہ باب ہے	،،
۵۰	مہمان کا حق میزبان پر	۳۹۹۴
۵۱	دُرود کا طریقہ (بخاری میں)	۳۹۹۶
۵۲	صلوٰۃ کے معنی	۳۹۹۸
۵۳	مکمل صلوٰۃ۔ دُرود کا طریقہ معصومؑ سے	،،
۵۴	ایک فرشتے کی اللہ سے درخواست	۳۹۹۹
۵۵	شافعی کا قول	،،
۵۶	شبِ جمعہ، روزِ جمعہ درود پڑھا کرو	۴۰۰۰
۵۷	اعتراض کا جواب	،،
۵۸	جس نے علیؑ و فاطمہؑ کو اذیت پہنچائی	۴۰۰۱
۵۹	اُس نے رسولؐ اور اللہ کو اذیت پہنچائی	
۵۹	بہتان اور غیبت کی تعریف	۴۰۰۳
۶۰	یُؤذُونَ المؤمنین والمؤمنٰت	،،
۶۱	شانِ نزول آیت ۵۹ - (۱) (۲)	۴۰۰۴
۶۲	شانِ نزول آیت ۵۹ - (۳) جلابیب	۴۰۰۵
۶۳	دل کی خرابی - نتیجہ اور تعلیمات	۴۰۰۶
۶۴	حضرت موسیٰؑ کی تکلیف کا ذکر	۴۰۱۰
۶۵	قَوْلًا سَدِيدًا	۴۰۱۱
۶۶	اپنے اعمال کی اصلاح کا ثواب	۴۰۱۲
۶۷	زُبان کے تیس گناہ	،،
۶۸	امانتِ الٰہی سے کیا مراد ہے	۴۰۱۳
۶۹	ائمۂ اہلِ بیتؑ کے ارشادات کے مطابق اس آیت میں امانت سے مراد	۴۰۱۴
۷۰	آیت ۷۳ میں اللہ نے سب سے پہلے منافقوں کا ذکر کیا	۴۰۱۶
	سورۃ ۳۴ سبا کی خصوصیات	۴۰۱۸
۷۲	حمد کا لفظ	۴۰۲۰
۷۳	رزقِ کریم کے معنی	۴۰۲۴
۷۴	اللہ کا پورا پورا شکر ادا کرنا	۴۰۲۹
۷۵	حضرت داؤدؑ کا واقعہ	۴۰۳۱
۷۶	حضرت سلیمانؑ پر اللہ کے احسانات	۴۰۳۳
۷۷	محراب کا لفظ (معنی)	۴۰۳۵
۷۸	تماثیل، مجسمے وغیرہ	۴۰۳۶
۷۹	درختوں کی تصاویر بنانا حرام نہیں ہے	۴۰۳۷
۸۰	مسجد میں تصاویر کا ہونا ؟	،،
۸۱	دعوتِ شکر - اور - ناشکری کا شکوہ	۴۰۳۸
۸۲	حضرت سلیمانؑ کی موت کی تفصیل	۴۰۳۹
۸۳	آیت کے نتائج و تعلیمات	۴۰۴۲
۸۴	قومِ سبا کا قصہ - نعمتوں کی بیقدری پر عذاب	۴۰۴۳
۸۵	انبیاءؑ کی نافرمانیوں کی سزا	۴۰۴۵
۸۶	برکت والی بستیوں سے مراد	۴۰۴۶

شمار	عناوین	صفحہ
۸۷	باطنی تفسیر	۴۰۴۶
۸۸	بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا	۴۰۴۷
۸۹	خدا نے شیطان کو یہ طاقت نہیں دی	۴۰۴۹
۹۰	روزِ غدیر کا واقعہ	۴۰۵۰
۹۱	قومِ سبا کا قصہ	۴۰۵۱
۹۲	مشرکین کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ	۴۰۵۳
۹۳	و لا تنفع الشفاعۃ	"
۹۴	آیت ۲۳ کا مفہوم اور نتیجے	۴۰۵۴
۹۵	دعوتِ فکر کا بہترین طریقہ	۴۰۵۵
۹۶	مجھے پانچ چیزیں بالخصوص عطا کی گئیں	۴۰۵۷
۹۷	رزق میں اضافہ یا کمی اللہ کے اختیار میں ہے	۴۰۶۳
۹۸	مال کا ہونا مفید بھی ہو سکتا ہے	۴۰۶۴
۹۹	خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا مفہوم	۴۰۶۶
۱۰۰	خدا کی راہ میں خرچ کرنا بہترین تجارت ہے	"
۱۰۱	لمحۂ فکریہ اور طریقۂ دعا	۴۰۶۸
۱۰۲	فرشتے عرض کریں گے	۴۰۷۰
۱۰۳	جائے عبرت ہے	۴۰۷۳
۱۰۴	آپس میں ملکر غور و فکر کی اہمیت	۴۰۷۶
۱۰۵	اجرِ تبلیغِ رسالت میں اُمت کا فائدہ ہے	۴۰۷۶
۱۰۶	قل جآء الحق	۴۰۷۷
۱۰۷	روزِ محشر کفار کی حالت	۴۰۷۹
۱۰۸	ظہورِ امام مہدیؑ کی نشانی	"
۱۰۹	ظالم و کافر کی موت کا نقشہ	۴۰۸۰
۱۱۰	آیت میں شک میں پڑے رہنے والوں کا نقشہ	۴۰۸۱

شمار	عناوین	صفحہ
۱۱۱	شک کی چار قسمیں یا شاخیں	۴۰۸۱
۱۱۲	سورۃ ۳۵ فاطر کی خصوصیات	۴۰۸۲
۱۱۳ ۱۱۳	فرشتوں کی حقیقت	۴۰۸۲
۱۱۴	ایک فرشتہ آسمان پر بشکلِ علیؑ	۴۰۸۵
۱۱۵	آیت ۲ اور ۳ کی تشریح	۴۰۸۸
۱۱۶	شیطان کے دھوکے سے بچتے رہو	۴۰۸۹
۱۱۷	اجرِ کبیر	۴۰۹۰
۱۱۸	عُجب، خود پسندی یا تکبر کی مذمت	۴۰۹۱
۱۱۹	اللہ کی فرماں برداری میں عزت ہے	۴۰۹۳
۱۲۰	کلماتِ طیبہ اللہ کی طرف بلند ہوتے ہیں	۴۰۹۴
۱۲۱	اللہ نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا	۴۰۹۶
۱۲۲	کلمۂ طیبہ اِس طرح ہے	۴۰۹۵
۱۲۳	عمر اور روزی میں کمی اور اضافہ کے اسباب	۴۰۹۷
۱۲۴	اجلِ معلق کی تعریف	۴۰۹۸
۱۲۵	آیت ۱۲ کے چند الفاظ کی تشریح	۴۰۹۹
۱۲۶	انسان خود مختار بھی ہے اور محتاج بھی	۴۱۰۳
۱۲۷	آیت ۱۲ کا مفہوم	۴۱۱۴
۱۲۸	روزِ قیامت کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔	۴۱۰۵
۱۲۹	مردے سنتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں	۴۱۰۸
۱۳۰	نبیؐ اپنا قائم مقام اپنی وفات سے پہلے ہی نامزد کر دیتا ہے۔	۴۱۰۹
۱۳۱	"بالزُّبُرِ" کے معنی	۴۱۱۱

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ	شمار	عناوین	صفحہ
۱۳۲	نعمتوں کا شکر، مقامِ تفکر علماء کے اوصاف	۴۱۱۳	۱۳۷	قرآن کے احکامات پر عمل کرنے والوں کی قدر	۴۱۲۲
۱۳۳	آیت ۲۸ کی تشریح	۴۱۱۵	۱۳۸	آیت ۲۵ کے الفاظ کی تشریح	۴۱۲۴
۱۳۴	خوفِ خدا رکھنے والے علماء	۴۱۱۶	۱۳۹	وہ عمر جس کے بعد عذر قبول نہیں ہوتا	۴۱۲۵
۱۳۵	اہلِ ایمان کے نیک کاموں کو خدا نے تجارت فرمایا ہے ؟	۴۱۱۷	۱۴۰	اللہ کی قدرت کاملہ ہے	۴۱۲۶
۱۳۶	نیکیوں میں سبقت کرنے والے	۴۱۲۰	۱۴۱	خدا کی سزا لوگوں کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔	۴۱۳۲
۱۴۲	آیت ۴۵ کا مفہوم یہ ہے	۴۱۳۴			

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت : جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

" عبادت یہ نہیں ہے، کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں ہی پڑھتے رہو اور لمبے لمبے رکوع و سجود کیے جاؤ، بلکہ عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔

(الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ يَّقْنُتْ پارہ ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ (۳۱) اور (اے نبیؐ کی بیویو!) تم میں سے
وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت
نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ کرتی رہے گی، اُسے ہم اُس کا اجر دوگنا
اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ (چوگنا) عطا کریں گے۔ اور اُس کے لیے ہم نے
بہترین باعزت روزی بھی تیار کر رکھی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ (۳۲) اے نبیؐ کی بیویو! اگر تم تقویٰ،
مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرو، تو
تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ (یہ تمہارے لیے بہت ضروری ہے کیوں کہ
الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تم
وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ دَبی (نرم) زبان میں (چپکے چپکے) بات
نہ کیا کرو، تاکہ کوئی دل میں خرابی رکھنے والا کسی قسم کی لالچ (یعنی غلط فہمی)

www.drhasanrizvi.com

میں مبتلا نہ ہوجائے (یا) وہ کسی غلط قسم کی غلط توقعات نہ باندھ لے بلکہ تم صاف ستھری سیدھی دو ٹوک بات کہا کرو۔ (۳۲)

"رزق" سے مراد

خداوندِ عالم کا نیک کام کرنے والوں کے لیے فرمانا: "ہم نے اُن کے لیے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے۔" تو "رزق" سے مراد صرف کھانا پینا ہی نہیں ہوا کرتا بلکہ ہر وہ نعمت رزق کہلاتی ہے جو ہماری ضرورت ہو اور جو ہمارے لیے مفید ہو۔

پھر یہاں تو "رزقِ کریم" فرمایا ہے۔ یعنی بہت عمدہ، بہترین رزق۔ اب جس رزق کو خداوندِ عالم کریم "یعنی بہترین" فرمائے اُس کی بہتری کا تصور کرنا ہمارے لیے محال ہے۔

*...... (تفسیر ماجدی)

ازواجِ نبیؐ کو ہر نیکی پر دوگنا اجر کیوں؟

اِس لیے ہوگا کہ (۱) انھوں نے خدا کی اطاعت کی۔

(۲) انھوں نے جنابِ رسولِ خداؐ کے ساتھ رہنے کو پسند کیا اور اِس طرح قناعت اور صبر کی زندگی اختیار فرمائی

*...... (تفسیر صافی)

(۳) تیسری وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ ازواجِ رسولؐ کو دیکھ کر دوسری عورتیں بھی قناعت اور صبر کا طریقہ اختیار کریں گی۔ اِس لیے اُن کو دوہرا اجر دیا جائے گا۔ * (تفہیم القرآن)

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ اُنھوں نے خدا کی اطاعت کر کے خدا سے تعلق کو نبھایا، اور رسولؐ کے ساتھ عسرت اور تنگی کی زندگی اختیار فرما کر رسولؐ سے تعلق کو نبھایا اور دوسروں کو خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور تعلق نبھانے کی تعلیم دی۔ *... (تفسیر کبیر)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ ہر وہ شخص جس کے کردار کو لوگ مثالی بنائیں اور اُس کی پیروی کی جانے لگے جیسے علمائے کرام صاحبانِ اقتدار، اساتذہ کرام، لیڈرانِ قوم، واعظین، خطبا، حکام وغیرہ پر یہی حکم جاری ہوگا یعنی اِن کی ذمہ داریاں زیادہ ہوں گی تو اُن کو ہر نیکی پر اجر و ثواب بھی دوگنا، اور ہر بدی پر سزا بھی دوگنی ملے گی۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا (۳۳) اپنے گھروں کے اندر استقلال کے ساتھ

تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ — ٹکی (ٹھہری) رہا کرو، اور پہلے کے

الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ — زمانۂ جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر اپنی

وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ — شان اور اپنا جلوہ نہ دکھاتی پھرا کرو،

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ — اور نماز کو پابندی سے ادا کرتی رہو

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ — اور زکوٰۃ بھی ادا کرتی رہو۔ غرض اللہ

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ — اور اُس کے رسولؐ کی فرماں بردار بن کر رہو،

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ (۳۳) — اللہ کا تو بس یہ ارادہ ہے کہ اے

اِس گھر والو (یا) اے اہلِ بیتِ رسولؐ! وہ تم سے ہر قسم کے گناہ اور گندگی کو دور ہی رکھے، اور تمھیں پوری پوری طرح ایسا پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

پردے کے بارے میں غلط دلیل کا ازالہ

بعض لوگوں نے یہ دلیل دی ہے کہ پردے کا یہ حکم صرف جنابِ رسولِ خداؐ کی ازواج کے لیے ہے۔ کیوں کہ آیت میں تخاطب ازواجِ رسولؐ سے ہے۔ مگر یہ

www.drhasanrizvi.com

استدلال غلط ہے۔ کیوں کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خداوندِ عالم یہ چاہتا ہے کہ فقط ازواجِ رسولِ خدا گندے بُرے کاموں سے الگ اور پاک رہیں ؟ صرف وہی اللہ اور رسول اللہؐ کی اطاعت کریں ؟ صرف وہی نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں ؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ حکم صرف ازواجِ رسولؐ ہی کے لیے کیوں ہوگا ؟ باقی تمام مسلمان عورتیں اس سے کیوں مستثنیٰ قرار پائیں گی ؟ کیا کوئی معقول دلیل ہے جس کی بناء پر ایک ہی سلسلۂ کلام کے مجموعی احکام میں کچھ احکام عام اور کچھ کو خاص قرار دیا جائے ؟

رہا خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اے ازواجِ رسولؐ! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔" اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ عام عورتیں تو جاہلیت کی رسم کے مطابق خوب بن سنور کے نکلیں اور غیر مردوں سے خوب پینگیں بڑھائیں، میٹھی میٹھی باتیں کریں، البتہ ازواجِ رسولؐ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے برعکس اندازِ کلام کچھ اس قسم کا ہے کہ جیسے ایک شریف آدمی اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ تم بازاری بدمعاش بچوں کی طرح نہیں ہو، تم کو گالی نہیں بکنی چاہیے۔ اس جملے کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ شریف آدمی اپنے بیٹے کو تو گالیاں بکنے سے روک رہا ہے، اور دوسرے تمام بچوں کو فحش گالیاں بکنے کی کھلی اجازت دے رہا ہے۔

* ...... (تفہیم القرآن)

Charity begins at home
نیکی گھر سے شروع ہوتی ہے

اس لیے سب سے پہلے خدا اپنے رسولؐ کی ازواج کی اصلاح فرما رہا ہے تاکہ ساری مسلمان خواتین اس حکم کی تعمیل فرماتی رہیں۔ سارے احکام کی اِن پوری تفصیلات میں کوئی اور حکم ایسا نہیں ہے، جو صرف رسولؐ کی بیویوں کو دیا گیا ہو، دنیا کی زیب و زینت سے روکا گیا ہے، آخرت کا اجر طلب کرنے، اُس کا عظیم اجر عطا فرمانے، کھلی ہوئی فحش باتوں سے بچنے، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے، نیک اعمال بجا لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اور یہ بات بالکل مسلّم ہے کہ یہ تمام احکامات ساری عورتوں کے لیے بھی ہیں صرف ازواجِ رسولؐ سے مخصوص نہیں ہیں۔

* ...... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اَلْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى : اِس سے مراد قبل از اسلام کا زمانہ ہے، اور کسی مدّت کی تحدید کرنا غیر موزوں ہے

" تفسیر برہان " میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت رسالت مآبؐ سے دریافت کیا کہ :

زوجۂ موسیٰؑ کی نسبت زوجۂ رسولؐ سے

" یارسول اللہؐ ! آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کو غسل کون دے گا۔" آنحضرتؐ نے فرمایا: " ہر نبیؑ کو اُس کا وصی غسل دیا کرتا ہے۔"

★ پھر میں نے عرض کی: " آپؐ کا وصی کون ہے "؟

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: " علی ابنِ ابی طالبؑ ہے۔"

★ میں نے عرض کی: " وہ آپؐ کے بعد کتنے عرصے تک زندہ رہیں گے "؟

★ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: " تیس برس۔ کیوں کہ یوشعؑ بن نونؑ جو حضرت موسیٰؑ کے وصی تھے وہ حضرت موسیٰؑ کے بعد تیس برس ہی زندہ رہے۔ اور حضرت موسیٰؑ کی زوجہ صفورا بنتِ حضرت شعیبؑ ، نے یوشعؑ پر خروج کیا تھا ' یہ کہہ کر کہ: " میں تم سے زیادہ حقدار ہوں"۔ لیکن حضرت یوشعؑ کو فتح ہوئی ' اور انھوں نے زوجۂ موسیٰؑ (صفورا) کے ساتھ اچھائی سے برتاؤ کیا۔

" اسی بنا پر ازواجِ نبیؐ کو اِس آیتِ مجیدہ میں حکم دیا گیا ہے کہ: " پہلے کی سی جہالت کی طرح تم اپنے گھروں سے نہ نکل پڑنا۔" (تفسیر انوار النجف ' تفسیر برہان ' نور الثقلین)

★ (لیکن حضرت عائشہؓ نے قرآن مجید کی اِس آیت کی قطعاً پرواہ نہ کی اور حضرت امام علیؑ وصیِ رسولِ خداؐ پر خروج کیا اور گھر سے نکل کھڑی ہوئیں۔ جنگ جمل لڑی ' تو اُن کو شکست اور حضرت علیؑ کو فتح ہوئی۔ تاہم حضرت امام علیؑ نے زوجۂ رسولؐ حضرت عائشہؓ کا احترام کیا۔)

★ حضرت عائشہؓ جب بھی یہ آیت " قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ " (اپنے گھروں میں ٹکی بیٹھی رہو) پڑھا کرتیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں ' یہاں تک کہ اُن کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا۔ کیوں کہ ان الفاظ کو پڑھنے سے اُن کو اپنی غلطی یاد آجاتی تھی کہ جو اُن سے جنگ جمل لڑنے سے ہوئی تھی۔" (تفہیم القرآن ' مولانا مودودی)

www.drhasanrizvi.com

عربی میں "تبرّج" کے معنی ابھرنے اور کھل کر سامنے آنے کے ہوتے ہیں۔

ظاہری چیز کے لیے عرب "بَرَج" اور "بُرج" کہتے ہیں۔ کشتی کے بادبان کو عربی میں "بارج" کہتے ہیں۔ کیوں کہ بادبان دور سے نمایاں ہوتا ہے۔

عورت کے لیے تبرّج کے معنی چہرہ اور حُسن دکھانا، لباس اور زیور کی شان دکھانا، اپنی چال ڈھال، چٹک مٹک دکھانا، ناز و ادا کے ساتھ لچکے کھانا، اِٹھلاتے ہوئے چلنا۔

★..... (مفردات القرآن۔ تفسیر کبیر بقول مجاہد، قتادہ، ابنِ نجیح، مقاتل، ابو عبیدہ وغیرہ)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ اس آیت میں اسبابِ فتنہ تک سے بچنے کو کہا گیا ہے، چاہے وہ سبب بعید ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے عورتوں کو خاص طور پر ہر سبب قریب و بعید سے بچنا چاہیے۔

★..... (مرشد تھانوی)

★ عام عربوں کا طریقہ ہی یہ تھا کہ عورتیں مردوں سے کچھ اس ناز و ادا سے بات کرتی تھیں کہ مردوں کو رغبت ہو۔ اپنے لب و لہجہ میں کشش پیدا کرتی تھیں۔ اسی بات سے خاص طور پر روکا گیا ہے۔ اب کیوں کہ ازواجِ رسولؐ کا مرتبہ عام عورتوں سے بڑھ کر ہے، اس لیے اُن کا پردہ یہ قرار دیا گیا کہ وہ گھروں میں ہی ٹکی بیٹھی رہیں۔ بازاروں میں چٹک مٹک نہ دکھاتی پھریں۔

★..... (تفسیر مجمع البیان، شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین، جلالین)

★ اکثر محققین و مفسرین نے یہ بھی لکھا کہ: "اگرچہ خطاب ازواجِ رسولؐ سے کیا گیا ہے مگر تعلیم ساری اُمت کی عورتوں کو دی جارہی ہے۔

★..... (ابو بکر جصاص)

یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ ازواجِ رسولؐ کو گھر میں ٹکی رہنے کا حکم تھا، مگر اس کے باوجود امّ المومنین حضرت عائشہ، حضرت علیؑ خلیفۂ رسولؐ سے جنگ کرنے کے لیے بصرہ جا پہنچیں اور اس جنگ میں دس ہزار آدمی کٹوا دیے۔ اگرچہ اُن کو زندگی بھر اپنے اس عمل پر افسوس رہا۔

www.drhasanrizvi.com

حَواب کے کتّے بھونکیں گے

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا تھا کہ میری ایک زوجہ علیؑ پر خروج کرے گی۔ جب وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر حَواب کے مقام پر وارد ہوگی تو اُس کو حَواب کے کتّے بھونکیں گے۔

★ کتاب "حیٰوۃ الحیوان دمیری میں ہے کہ "جب حضرت عائشہؓ کا قافلہ بصرہ جا رہا تھا اور مقامِ حَواب پر پہنچا تو وہاں کے کتّوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہؓ بے چین ہو گئیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے جناب رسولِ خداؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب آپؐ اپنی بیویوں سے فرما رہے تھے کہ: "تم میں سے اُس بیوی کا کیا حال ہوگا جس پر حَواب کے کتّے بھونکیں گے"؟

★ ..... (حیٰوۃ الحیوان دمیری)

★ "مستدرک حاکم" میں لکھا ہے کہ "جب حضرت عائشہؓ دیارِ بنی عامر پہنچیں تو وہاں کے کتّے بھی بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا اِس چشمے کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: "حَواب"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "اب سوائے لَوٹنے کے اور کوئی بات میرے ذہن میں نہیں آتی۔ کیوں کہ میں نے حضرت رسولِ خداؐ سے سنا ہے کہ: "تم میں سے اُس کا کیا حال ہوگا جس پر حَواب کے کتّے بھونکیں گے۔ اے حُمیرا! اِس بات سے ڈر کہ کہیں وہ میری بیوی تم نہ ہو۔"

★ ..... (مستدرک حاکم۔ روضۃ الاحباب۔ تاریخ کامل۔ تاریخ مروج الذہب مسعودی)

نوٹ: اگر ازواجِ رسولؐ آیۂ تطہیر میں شامل ہوتیں تو حضرت عائشہؓ اپنے گھر سے نہ نکلتیں اور اتنی بڑی غلطی ہرگز نہ کرتیں۔ تاریخ کا یہ واقعہ ثبوت ہے کہ آیۂ تطہیر میں ازواجِ رسولؐ شامل نہیں ہیں۔

★ ..... (مؤلف)

★ آیت کا آخری حصہ "آیتِ تطہیر" کہلاتا ہے

خود آیت کے تیور، الفاظ اور انداز بتا رہا ہے کہ یہ آیت اوپر والے سلسلۂ کلام میں داخل نہیں ہے۔ کیوں کہ ازواج کی بات ہو رہی تھی، اُسی

www.drhasanrizvi.com

مناسبت سے اب اہلِ بیتِ رسول ص کی فضیلت بیان کی جارہی ہے۔ اس کی گواہ شانِ نزول کا واقعہ بھی ہے کہ تمام مفسرین نے متفقہ طور پر لکھا ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب رسولِ خدا نے اپنی عبا کے نیچے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ کو جمع کر لیا، تب جبرئیل اِس آیت کو لائے۔ اور جب ام المومنین جناب اُمِ سلمہؓ نے چادر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، تو آنحضرت ص نے روک دیا۔ اور فرمایا: تم خیر پر ہو۔

★...... (فصل الخطاب)

آیت کا زورِ بیان

طہارتِ اہلِ بیت کو دو لفظوں میں بیان فرمایا ہے:

"یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" اِس "یُطَهِّرَ" کا لفظ بابِ تفعیل سے ہے جو از خود مبالغے کے لیے ہوتا ہے۔ یعنی: بہت زیادہ پاک۔ اِس پر تاکید کا مزید اضافہ فرمایا گیا ہے "تَطْهِيرًا" کے لفظ سے۔ یعنی: اے اہلِ بیتؑ! خدا نے تمھیں ایسا پاک رکھنے کا ارادہ فرمایا ہے کہ: "جو حق ہے پاک رکھنے کا۔" یعنی: تمھیں طہارت کا اعلیٰ ترین درجہ عطا فرمانے کا ارادہ خدا نے فرمایا ہے۔ اعلیٰ ترین طہارت ہی کو اصطلاح میں "عصمت" کہتے ہیں۔

★...... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف، فصل الخطاب)

★ قرآن کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں کہ خداوندِ عالم نے حضرت مریمؑ کی عصمت و طہارت کو اِس طرح بیان فرمایا کہ: "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ": اے مریمؑ! بیشک اللہ نے تم کو چُن لیا اور تم کو پاک رکھا۔"

سارا عالمِ اسلام حضرتِ مریمؑ کی عصمت کا قائل ہے کیوں کہ خدا نے اُن کے لیے طَهَّرَكِ فرمایا ہے۔ اب جن کے لیے "یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" فرمایا ہو۔ یعنی ایسا پاک رکھا جو حق ہے پاک رکھنے کا۔" اُن کی طہارت حضرت مریمؑ کی طہارت سے بھی ارفع و اعلیٰ ہوگی۔ اِس لیے اُن حضرات

www.drhasanrizvi.com

کی عصمت حضرت مریمؑ کی عصمت سے بھی بدرجہا بلند اور ارفع و اعلیٰ ہونی چاہیے۔

★ نیز یہ کہ آیت کی ابتدار "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ" سے ہے۔ یعنی "بس اللہ نے تو ارادہ فرمالیا ہے"۔ گویا اللہ کے ارادے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اب جس قدر قوت اور طاقت اللہ کے ارادے میں ہوگی، اُسی قدر اہلِ بیت رسولؐ کی طہارت قوی اور محکم ہوگی۔ ظاہر ہے کہ کائنات کی سب سے بڑی طاقت اللہ کا ارادہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہزاروں سال کی بنی اُمیہ اور بنی عباس کے خود ساختہ خلفار کی اہلِ بیتِ رسولؐ سے دشمنی اور ان کو بدنام کرنے کی تمام کوششیں رائیگاں ہوگئیں اور اہلِ بیتِ اطہارؑ کے پاک و پاکیزہ دامن کو داغدار نہ کرسکیں، اور آئندہ بھی نہ کرسکیں گے۔

★ ..... (مؤلف)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیتِ تطہیر، حضرت امام علیؑ حضرت فاطمہؑ، حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ واقعہ ام المومنین جناب اُمِ سلمہؓ زوجۂ رسولؐ کے گھر پیش آیا۔ جہاں جناب رسولِ خداؐ نے حضرت امام علیؑ حضرت فاطمہؑ، حضرات امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بلوایا اور ان کو اپنی چادر اُڑھادی اور خود بھی اوڑھ لی پھر دعا کی: "اے اللہ! بس یہی میرے اہلِ بیتؑ ہیں جن کے بارے میں آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ اے اللہ! ان کو ہر قسم کے گناہ اور نجاست سے دور رکھیو اور ان کو ایسا پاک رکھیو جو پاک رکھنے کا حق ہے۔"

★ اِس پر جناب اُمِ سلمہؓ نے عرض کی: "یا رسول اللہؐ! کیا میں بھی اِس گروہ میں شامل ہوسکتی ہوں؟"

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "نہیں۔ مگر تم نیکی پر ہو۔"

★ ..... (تفسیر قمی۔ تفسیر صافی صـ۴۰۵، تفسیر نور الثقلین، تفسیر کبیر امام رازی، تفہیم القرآن مولانا مودودی، تفسیر نمونہ، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فنّی بحث

سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کے پوتے حضرت زیدؒ شہید نے خوب فرمایا کہ
"اے لوگو! اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آیتِ تطہیر میں ازواجِ رسولؐ بھی شامل ہیں۔ اگر خدا اُن کو اِس آیت میں شامل فرماتا تو آیت کے صیغے مؤنث ہوتے (کیوں کہ اگر ازواج بھی آیتِ تطہیر میں شامل ہیں تو ازواج ۱۷ تھیں اور جناب سیدہؑ کے ساتھ ۱۸ عورتیں تھیں۔ جبکہ مرد صرف چار تھے۔ حضرت امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور خود جناب رسولِ خداؐ۔
(اس لیے عربی قواعد و گرامر کے اعتبار سے اگر عورتیں زیادہ ہوں تو صیغے مؤنث کے آتے ہیں جبکہ آیتِ تطہیر کے تمام صیغے مذکّر کے ہیں) اگر آیت میں ازواج شامل ہوتیں تو آیت یوں اُترتی:
" اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُنَّ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُنَّ تَطۡہِیۡرًا " (یعنی تمام صیغے مؤنث کے آتے) جبکہ پچھلی آیتوں میں تمام صیغے مؤنث کے استعمال کیے گئے ہیں۔

٭..... (تفسیر صافی ص۴۰۵)

٭ صیغۂ مؤنث کا صیغۂ مذکر میں بدل جانا از خود بتا رہا ہے کہ سلسلۂ کلام الگ ہوگیا۔ پھر یہ کہ صرف "اھل بیت" نہیں فرمایا، بلکہ "اَھل البیت" فرمایا۔ یعنی بیت پر الف لام لگا ہوا ہے۔ جس کے معنی "اُس گھر والے" تمام شیعہ و سُنّی روایات کے مطابق وہ گھر رسولِ خداؐ کی چادر کا تھا۔ جس میں حضرات علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو جناب رسولِ خداؐ نے ڈھک رکھا تھا۔ اسی چادر کو "بیت" اور اِس چادر والوں کو اھل البیت۔ یعنی: "چادر کے گھر والے" فرمایا گیا ہے۔
اِسی گھر میں مردوں کی اکثریت تھی۔ کیوں کہ عورتوں میں صرف جناب فاطمہؑ تھیں اور ۴ مرد تھے۔
پھر اِس کی مزید تائید حضرت اُمِ سلمہؓ کے سوال سے ہوگئی۔ کہ جناب رسولِ خداؐ نے اپنی زوجہ اُمِ سلمہ کو چادر کے اندر آنے کی اجازت عطا نہیں فرمائی۔ اور یہ فرمایا: کہ: تم اچھائی پر ہو۔

٭..... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۳۳ کے چند الفاظ کی تشریح

"رِجْسَ" کے معنی : ہر قسم کی ناپاکی، خواہ وہ چیز انسان کے مزاج یا طبیعت کے لحاظ سے ناپاک ہو، یا شریعت کی رُو سے گناہ ہو۔ اِس طرح "رِجس" سے مراد گناہ، شرک، کفر، بخل، حسد، باطل عقیدے، ہر قسم کی اخلاقی بُرائی، ہر قسم کی نجاست۔ کیوں کہ "رِجْس" کے اوپر الف۔ لام ہے، جو یہاں ہر جنس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی ہر ہر قسم کی نجاست۔

٭ ...... (مفردات القرآن امام راغب)

"رجس" کے معنی ہر شیطانی عمل، ہر وہ کام جو خدا کو ناراض کردے۔

٭ ..... (تفسیر مجمع البیان، انوار النجف از ابن عباس)

"تطھیر" کے معنی : پاک رکھنا۔ پاکیزگی کا اعلان کرنا۔

٭ اب کیوں کہ یہاں پر یہ لفظ مفعول کی شکل میں ہے۔ اِس لیے طہارت پر زبردست تاکید بھی ہے۔ یعنی اہلِ بیتؑ لازمی طور پر پاک رکھے گئے ہیں۔

٭ ...... (تفسیر نمونہ)

"اَھْلَ الْبَیْتِ" کے معنی : "بیت" کے معنی گھر۔ مگر کیوں کہ "بیت" پر الف لام لگا ہوا ہے۔ اِس لیے تمام علماءِ اسلام نے مراد رسولِ اکرمؐ کا گھر لیا ہے۔ ٭ (تفسیر نمونہ)

مگر زیادہ درست یہ ہے کہ "بیت" سے مراد وہ گھر ہے جو رسولِ خدا نے اپنی چادر سے بنایا۔ "البیت" یعنی: "وہ خاص گھر" اور وہ خاص گھر چادر سے رسولِ خداؐ نے بنایا جس میں آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو داخل فرمایا تھا۔ اِسی چادر کے گھر والوں کے لیے طہارت کی دعا فرمائی تھی۔ اِس کا ثبوت حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مباہلہ کے موقع پر جناب رسولِ خداؐ گھر سے باہر میدان میں آئے اور اپنی چادر اُتار کر علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ پر ڈال دی اور دعا کی: "اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ" "اے اللہ یہ ہیں میرے اہلبیت"

www.drhasanrizvi.com

پھر فرمایا: "اے اللہ! آپ دوست رکھیے اُن کو جو اِن کو دوست رکھیں، اور دشمنی رکھیے اُن سے جو اِن سے دشمنی رکھیں۔" (ترمذی شریف، ارجح المطالب)

پھر حضورؐ نے آیتِ تطہیر کو تلاوت فرمایا۔

★ اِس سے واضح ہو گیا کہ اصل گھر چادر والا گھر تھا، جو مٹی پتھر کے گھر سے الگ باہر بنایا گیا تھا۔ ★ ...... (مؤلف)

اب رہا یہ سوال:

کیا اہلِ بیتِ رسولؐ پہلے پاک نہ تھے؟

★ پاک تھے۔ یہ صرف اعلانِ طہارت تھا۔ کیوں کہ تطھیرًا بابِ تفعیل سے ہے جس کی خصوصیت اعلان ہے۔ جیسے: خدا نے فرمایا: "کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا" "اللہ کی بڑائی بیان کرو۔" ہم "اللہُ اکبر" کہتے ہیں۔ تو کیا اللہ پہلے بڑا نہ تھا، ہمارے اللہ اکبر کہنے سے بڑا ہوا؟ نہیں وہ پہلے ہی سے بڑا تھا۔ ہم اُس کی بڑائی کا اعلان کر رہے ہیں۔ کیوں کہ "تکبیرًا" بابِ تفعیل سے ہے، جس کی خصوصیت اعلان کرنا ہوتا ہے۔ اِسی طرح "تطھیرًا" بھی بابِ تفعیل سے ہے۔ جس کی خصوصیت اعلان کرنا ہے کہ یہ اہلِ بیتِ رسولؐ کی طہارت کا اعلان ہے۔ (مؤلف)

مثلاً قرآن میں حضرت مریمؑ کے لیے فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰكِ وَطَھَّرَكِ": "بیشک اللہ نے تم کو چُن لیا اور پاک رکھا۔" تو کیا جناب مریمؑ (معاذاللہ) پہلے نجس تھیں؟ اب پاک کی گئیں۔ نہیں۔ وہ پہلے ہی سے پاک تھیں۔

مثلاً: قرآن میں کعبہ کے لیے فرمایا: "طَھِّرَا بَیْتِیَ" "میرے گھر کو پاک رکھو" کیا کعبہ پہلے ہی سے پاک نہیں تھا۔؟ اس بنا پر معنیٰ "پاک کرو" نہیں، بلکہ "پاک رکھو" ہوں گے۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

"آیتِ تطہیرؔ" میں ازواج شامل نہیں

(۱) ازواج سے متعلق تمام آیات کی ضمیریں مؤنث

www.drhasanrizvi.com

کی ہیں، اور ہونی بھی چاہیئے تھیں۔ لیکن درمیان میں آیتِ تطہیر کے تمام صیغے مذکر کے ہیں۔ لغت اور ظاہری الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس آیت کے آخری حصّے کا تعلق ازواج سے نہیں رہا۔ ورنہ صیغے مؤنث کے ہوتے۔ ★ .... (تفسیر مجمع البیان)

(۲) ازواج والی شروع کی تمام آیتوں میں سرزنش، زجر و توبیخ، ڈانٹ ڈپٹ کا لہجہ نمایاں ہے اگر قدح نہیں ہے تو مدح بھی نہیں ہے۔ جبکہ اس آیت میں صیغے بھی مذکر کے ہیں اور واضح طور پر لہجہ بھی مدح و ثنا کا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ماقبل کا مصداق کوئی اور ہے، اور مابعد کا کوئی اور ہے۔ ؎ "آنے کے قدم اور ہیں، جانے کے قدم اور"

(۳) آیتِ تطہیر کے کھلے الفاظ اور تاکید پر تاکید، اصرار پر اصرار یُطَہِّرَکُمْ کے بعد تَطْہِیْرًا عصمت کو ثابت کرتا ہے۔ یعنی جن کی تعریف ہو رہی ہے۔ وہ ایسے پاک ہیں جو حق ہے پاک کہنے کا اسی کو اصطلاح میں عصمت کہتے ہیں، جبکہ ازواجِ رسولؐ میں سب سے اہم حضرت عائشہؓ نے خود بار بار جنگِ جمل میں جنگ کرنے پر توبہ استغفار اور ندامت فرمائی۔
★ ...... (تفہیم القرآن)

(۴) متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آیتِ تطہیر کے مراد علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں۔
★ ..... (تفسیر انوار النجف)

(۵) قرآن مجید میں ایسے مقامات ہیں جہاں آیت کا شروع کے حصّہ کا مصداق کوئی اور ہوتا ہے اور آخری حصّے کا کوئی اور۔ فصحائے عرب کے نزدیک اس کو صفتِ تفنّن کہتے ہیں۔
★ ..... (تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر انوار النجف)

(۶) زید بن ارقم مشہور عظیم صحابی سے پوچھا گیا: "اہلِ بیتؑ کون ہیں"؟ انہوں نے فرمایا کہ: "اہلِ بیتؑ وہی ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔"
★ .... (تفسیر برہان، صحیح مسلم شریف۔ تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

(۷) حضور اکرمؐ نے جناب اُم سلمہؓ کو چادر میں داخل ہونے سے روک دیا۔
٭...... (تفہیم القرآن، تفسیر ثعلبی، تفسیر مجمع البیان)

(۸) تمام علمائے اسلام کا دستور ہے کہ وہ جب دُرود پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ۔ اگر آل میں ازواج داخل ہوتیں تو آل کے بعد ازواج کو الگ سے بیان نہ فرماتے۔ اسی طرح ساری اُمّت درود میں یہ کہتی ہے: "اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ" معلوم ہوا کہ آل سے مراد اُمّت نہیں۔ اگر اُمّت مراد ہوتی تو اصحاب کو الگ سے آل کے بعد بیان نہ کرتے۔ ٭ (تفسیر انوار النجف)

(۹) مشہور عظیم سُنّی عالم حاکم حسکانی نے "شواہد التنزیل" میں متعدّد روایات سے اس بات کو ثابت فرمایا ہے۔ .... نیز ۱۳۰ احادیث اس بارے میں نقل فرمائی ہیں۔
٭...... (شواہد التنزیل)

(۱۰) جناب رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو چادر میں داخل کر کے ارشاد فرمایا: "اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ"۔ اے اللہ یہی میرے اہلبیت ہیں۔ اِن سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھیو۔" ٭.... (تفسیر درِ منثور از ابنِ عباس)

(۱۱) اسی آیتِ تطہیر کے اُترنے کے بعد چھ مہینے تک، جب بھی جناب رسولِ خداؐ صبح کی نماز کے لیے نکلتے تو حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکارتے الصلوٰۃ یا اھل البیت پھر آیتِ تطہیر کی تلاوت فرماتے۔ ٭.... (شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۱۱، ص ۲۸)

(۱۲) جناب رسولِ خداؐ نے بار بار مشہور صحابی ابو سعید خدری سے فرمایا کہ: نزلت فی خمسۃ فی رسول اللہؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ۔ ٭..... (شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۲۵)

٭ آنحضرتؐ نے فرمایا: "خدا کی قسم مجھے خدیجہ سے بہتر بیوی نہیں ملی کیوں کہ انھوں نے مجھے اُس وقت مانا جب سب کافر تھے (بخاری، مسلم)

٭ نیز فرمایا: "حسنؑ و حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، مگر اُن کے والد اُن سے افضل ہیں۔

٭ نیز فرمایا: علیؑ جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ ٭.... (زہری)

www.drhasanrizvi.com

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ ع ۴

(۳۴) اور یاد رکھو اللہ کی اُن آیتوں اور حکمت و دانائی کی اُن گہری باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی پڑھائی جاتی رہتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا لطف و کرم کرنے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

(۳۵) حقیقت یہ ہے کہ جو مرد اور جو عورتیں اپنے تمام معاملات کو خدا کے سپرد کردینے والے "مسلم" ہیں، اور ایمان کا جوہر رکھنے والے مرد اور ایماندار عورتیں، اور خدا و رسولؐ کی اطاعت کرنے والے مرد اور خدا و رسولؐ کی اطاعت کرنے والی عورتیں، اور سچے مرد اور سچی عورتیں، اور صبر سے کام لینے

www.drhasanrizvi.com

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ (۳۵) والے مرد اور صبر سے کام لینے والی
وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ عورتیں، اور عاجزی سے پیش آنے
اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ والے مرد اور عاجزی سے پیش آنے
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً والی عورتیں (یا اللہ کی نصیحت کا)
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ اثر قبول کرنے والا دل رکھنے والے مرد اور

اثر پذیر دل رکھنے والی عورتیں، اور صدقہ خیرات دینے والے مرد اور صدقہ خیرات دینے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد، اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں (جنسی خواہشات) کی حفاظت کرنے والے مرد، اور پاکدامن عورتیں، اور اللہ کو بہت یاد رکھنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے مغفرت (یعنی) گناہوں سے معافی اور خدا کی بے انتہا رحمتوں سے ڈھانپ لینا اور بڑا زبردست اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے۔

★ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ دل سے اسلام کے احکامات کو مانتے ہیں، کیوں کہ وہ یہ بات دل سے مانتے ہیں کہ قرآن اور محمدؐ نے وہ سیدھا راستہ دکھایا ہے کہ اس پر عمل کر کے انسان کی حقیقی

www.drhasanrizvi.com

کامیابیوں کا دارومدار ہے۔ جو خدا و رسولؐ نے حق کہدیا ہے وہی حق ہے۔ وہ خدا و رسولؐ کے احکامات میں تبدیلی کرنے کی کوششیں نہیں کرتے۔

٭ ...... (تفہیم القرآن)

شانِ نزول

٭ "تفسیر مجمع البیان" میں منقول ہے کہ جب جناب اسماء بنتِ عمیس زوجۂ جناب جعفر طیار اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ سے واپس آئیں، تو اُنھوں نے ازواجِ نبیؐ سے دریافت کیا کہ "ہمارے بارے میں بھی قرآن مجید کی کوئی آیت اتری ہے۔"؟ اُنھوں نے نفی میں جواب دیا۔ پس وہ خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: "یا رسولؐ اللہ! عورتیں تو خسارہ میں رہیں۔"

٭ آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا: "وہ کیسے؟"

٭ اُنھوں نے عرض کی: "عورتوں کا کبھی بھی خیر سے ذکر نہیں ہوا جس طرح مردوں کا ذکر ہوتا ہے۔"

پس یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ کارِ خیر کرنے والے مرد ہوں یا عورتیں سب کے لیے اللہ کے نزدیک بخشش اور اجرِ عظیم مقرر ہے۔

٭ مسلمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اطاعتِ خدا و رسولؐ کے لیے پوری طرح اپنے آپ کو حاضر کردیں۔

٭ مومنین سے مراد ہے کہ اللہ و رسولؐ کی ہر بات کی تصدیق کریں، اور اس پر دل سے ایمان لائیں اور اُن کے کسی فرمان میں شک و شبہ نہ کریں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اُس کے شر سے محفوظ رہیں۔" آپؐ نے فرمایا: "اُس شخص کا مجھ پر کوئی ایمان نہیں، جو پیٹ بھر کر سوئے اور اُس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔"

٭ ..... (تفسیر انوار النجف)

٭ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "ایمان کی لذت اُس نے چکھ لی جو اس بات پر دل سے راضی ہوگیا کہ اللہ ہی اُس کا مالک ہے، اسلام اُس کا دین (طریقۂ زندگی) ہے اور محمدؐ خدا کے سچے رسولؐ ہیں۔ (صحیح مسلم)

www.drhasanrizvi.com

★ دوسری حدیث میں فرمایا: "تم میں کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک اُس کے نفس کی خواہشات تک اُس چیز کی تابع نہ ہو جائیں جسے میں لایا ہوں۔"
(شرح)

★ سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا: "اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے اولیاء یعنی دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں اُنھی پر اللہ جلد رحم فرمائیں گے بیشک اللہ زبردست طاقت والے، حکمت والے ہیں۔" (سورۃ التوبہ آیت ۷۱ پ ۱۰)

★ اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "وہ لوگ مطیع. فرمان بردار (قٰنِتِیْنَ) ہیں۔ یعنی عملاً خدا کی اطاعت کرنے والے ہیں، عملاً خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے نہیں ہیں۔

★ اور خدا کا اُن کو "صابرین" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے احکامات پر عمل کرنے میں جو تکلیفیں، دقتیں، مخالفتیں پیش آتی ہیں، لوگ مذاق اُڑاتے ہیں، وہ اِن سب باتوں پر صبر کرتے ہیں، نقصانات برداشت کرتے ہیں، ثابت قدمی سے دین کے احکامات پر ڈٹے رہتے ہیں، کوئی خوف، لالچ، خواہشِ نفس، نقصان اُن کو راہِ حق سے نہیں ہٹا سکتا۔
..... (تفہیم القرآن)

★ خدا کا فرمانا کہ "وہ جھکنے والے ہیں۔ یعنی تکبر سے پاک ہیں۔" وہ خود کو خدا کا غلام سمجھتے ہیں، اِس لیے اُن کے جسم اور دل اللہ کے احکام کے آگے جھکے رہتے ہیں، کیوں کہ اُن پر خدا کا خوف اور رُعب طاری رہتا ہے۔"

★ خدا کا فرمانا کہ "وہ صدقہ دینے والے ہیں۔" اِس کے معنی صرف یہ نہیں کہ وہ صرف زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، بلکہ وہ تمام خیرات (خمس وغیرہ) بھی ادا کرتے ہیں، لوگوں کی مدد کرنے میں ازحد کوششیں کرتے ہیں۔ خدا کے لیے اپنا مال لٹا دینے میں بُخل نہیں کرتے .... اور

www.drhasanrizvi.com

★ خدا کا فرمانا کہ: "وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔

یعنی: (۱) زِنا کاری سے بچتے ہیں (۲) برہنگی و عُریانی سے پرہیز کرتے ہیں۔

★ خدا کا فرمانا: "وہ خدا کو کثرت سے یاد کرتے ہیں"۔

اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر فقرے میں اللہ کا لفظ ضرور استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کے دل میں ہمیشہ خدا کا خیال رچ بس جاتا ہے۔ اُن کے شعور، لاشعور اور تحت الشعور میں یہ بات اُتر چکی ہوتی ہے کہ وہ ہر نعمت پاکر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھتے ہیں، کھانے پینے یا ہر جائز تفریح کے بعد الحمد للہ کہتے ہیں۔ سوتے جاگتے اللہ کو یاد کرتے ہیں، ہر مشکل میں خدا سے مدد مانگتے ہیں، ہر آفت پر خدا سے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں، ہر برائی کے موقع پر خدا کے خوف سے کانپ جاتے ہیں، اگر غلطی کر بیٹھتے ہیں تو خدا سے گڑگڑا کر معافیاں مانگتے ہیں۔ یعنی زندگی کے ہر ہر موڑ پر خدا سے تعلّق جوڑے رکھتے ہیں۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ جناب رسولِ خداؐ سے معاذ ابنِ انس نے دریافت کیا کہ: "جہاد کرنے والوں میں سب سے زیادہ اجر پانے والا کون ہے"؟

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "اُن میں جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہوتا ہے"۔

معاذ نے پھر سوال کیا: "تمام روزہ رکھنے والوں میں سب سے زیادہ اجر کس کو ملے گا"؟

★ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اُن میں سے جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہوتا ہے"۔

معاذ نے پھر دریافت کیا کہ: نماز، زکوٰۃ اور صدقہ دینے والوں میں سب سے زیادہ اجر کس کو ملے گا؟

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "جو سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والا ہوگا"۔

★ ...... (مسند احمد بن حنبل)

www.drhasanrizvi.com

★ ہر جگہ مردوں اور عورتوں کا ساتھ ساتھ ذکر کرنا صاف بتا رہا ہے کہ :
(۱) اللہ کے ہاں اصل قیمت اوصافِ نیک کی ہے۔ اگر یہ صفات اور یہ بنیادی قدریں مردوں میں ہوں گی تو مرد خدا کو عزیز ہوں گے۔ اگر عورتوں میں ہوں گی تو عورتیں خدا کو عزیز ہوں گی۔
مرد اور عورتوں میں کوئی فرق نہ کیا جائے گا۔ دونوں کو اُن کے عمل کے اعتبار سے اجر دیا جائے گا۔
اگر عورت نے گھر میں بیٹھ کر گھر کے محاذ کو بچایا اور مرد نے میدانِ جنگ میں جا کر جہاد کیا، تو خدا کے ہاں دونوں کا اجر اور مرتبہ برابر ہوگا۔

★۔۔۔۔ (تفہیم القرآن، تفسیر کبیر)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو رات کو نمازِ تہجد کے لیے اٹھائے اور دونوں سو کر اٹھیں، دونوں وضو کر کے نمازِ (تہجد) پڑھیں تو اُن دونوں کا شمار خدا کو زیادہ یاد کرنے والوں میں ہوگا۔"

★۔۔۔۔۔۔ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر قرطبی)

اللہ کے نزدیک مرد اور عورت برابر ہیں (لیکن ہر جگہ نہیں)

دونوں کے حقوق و فرائض میں قدرے فرق ہے۔ مگر وہ فرق معاشرتی ضرورتوں کی وجہ سے ہے۔ ایمان و عمل کے لحاظ سے دونوں کو برابر درجہ دیا جائے گا۔ ★۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ لیکن قرآن و حدیث کے اعتبار سے عورتیں مردوں کی بہ نسبت ایمان میں ناقص، حصوں میں ناقص، اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں۔ ایمان میں ناقص اس لیے ہیں کہ عورتوں کو ہر ماہ اپنی مقررہ مدّت کے مطابق نجاست سے واسطہ پڑتا ہے اُن دنوں میں وہ عبادات سے محروم رہتی ہیں اور مرد کو یہ عارضہ نہیں ہوتا۔ وہ اپنے فرائض بجالاتا اور حقوقِ عبادات کو پورا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے مردوں کو عبادات بجالانے کی وجہ سے ایمان میں عورتوں پر برتری حاصل ہو جاتی ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

www.drhasanrizvi.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا (۳۶) کسی مومن ایماندار مرد اور کسی
مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى مومن ایماندار عورت کو یہ حق نہیں
اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول
أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ کسی بات کو طے کر دیں (یا) کسی
مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ معاملے کا فیصلہ کر دیں، تو پھر اُسے
يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اپنے اُس معاملے میں خود کوئی فیصلہ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا کرنے کا کوئی اختیار باقی رہے
مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے
رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ حقیقتاً کھلی ہوئی گمراہی میں بہک گیا ہے۔

شانِ نزول

یہ ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنتِ جحش کے لیے اپنے متبنّٰی زید بن حارثہ کا پیغامِ نکاح دیا تو حضرت زینب کے رشتہ داروں نے اِس رشتہ کو نامنظور کر دیا۔

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خداؐ نے پیغام دیا تو حضرت زینب نے عرض کی:

"أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ نَسَبًا" (یعنی:) "میں نسب کے اعتبار سے زید سے بہتر ہوں۔"

: کیوں کہ

www.drhasanrizvi.com

حضرت زید جناب رسولِ خداؐ کے آزاد کردہ غلام تھے اور لے پالک بھی تھے۔ جبکہ حضرت زینب حضور اکرمؐ کی پھوپھی امیمہ بنتِ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ مگر جیسے ہی یہ آیت اُتری تو حضرت زینب اور اُن کے خاندان کے تمام افراد نے سرِ اطاعت جھکا دیا۔ چناں چہ آنحضرتؐ نے خود ہی نکاح پڑھا اور حضرت زید کی طرف سے ساٹھ درہم مہر، کپڑے اور خوراک کا سامان گھر بھجوا دیا۔

★...... (تفسیر کبیر، مجاہد، قتادہ، عکرمہ، مقاتل وغیرہ)

یہ حکم اسلامی آئین کا اصول ہے

یہ آیت اگرچہ خاص موقع کے لیے نازل ہوئی ہے کہ جو حکم دیا جا رہا ہے وہ اسلامی آئین کا اصول ہے۔ اِس آیت کی رو سے کسی مسلمان فرد یا قوم، کسی ادارے، عدالت یا پارلیمنٹ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ خدا اور رسولؐ کے حکم کے خلاف اپنی رائے سے فیصلہ کرے مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے آزادانہ اختیار سے دستبردار ہو جائے۔

★...... (تفہیم القرآن)

★ نیز خداوندِ عالم نے فرمایا: "تمھارے پالنے والے مالک کی قسم! ایمان کی حقیقت تک وہ اُس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ (اے رسولؐ!) وہ تمھیں اپنے اختلافات کا فیصلہ کرنے والا (حَکَم) نہ مان لیں، اور پھر تمھارے کیے ہوئے فیصلے سے ذرّہ برابر بھی ناراض نہ ہوں اور اسے مکمل طور پر تسلیم کر لیں۔ (سورۃ النساء ۴ آیت ۶۵)

★ نیز خدا نے فرمایا: "کس شخص کا دین یا طریقۂ زندگی اُس سے بہتر بھی ہو سکتا ہے جو اپنے پورے وجود کے ساتھ اپنے پالنے والے مالک کے سامنے جھک گیا۔ جبکہ وہ نیک کام کرنے والا بھی ہے۔" ★... (سورۃ النساء ۴ آیت ۱۲۵)

★ اِس کے مدِمقابل وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے بجائے اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں۔ وہ بدترین لوگ ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ	(۳۷) اور وہ وقت یاد کیجیے کہ جب
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ	آپ اُس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر
عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ	اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا
زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ	کہ "اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے
فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ	دو اور اللہ سے ڈرتے رہو" اور
وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ	آپ اُس وقت اپنے دل میں وہ
اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى	بات چھپائے ہوئے تھے جسے
زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا	اللہ کھولنا چاہتا تھا (کہ زید کی بیوی
لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ	کا نام آپ کی بیویوں میں شامل ہے)
حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ	آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، جبکہ اللہ
اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ	اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ
كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾	آپ اُس سے ڈریں۔ پھر جب

زید اُس (خاتون) سے اپنی ضرورت پوری چکا (یعنی جب زید

www.drhasanrizvi.com

نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی)، تو ہم نے اُس (خاتون) کی شادی آپؐ سے (طے) کر دی تاکہ ایمان لانے والوں پر اپنے منھ بولے بیٹوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی تنگی باقی نہ رہے، جب وہ اُن سے اپنا مطلب بھی پورا کر چکے ہوں۔ غرض اللہ کی بات تو انجام تک پہنچ کر ہی رہتی ہے۔ (اللہ کے حکم کو پورا ہو کر ہی رہنا ہوتا ہے)

★ اِن آیات کا پس منظر یہ ہے کہ: جناب زینب بنتِ جحش، جناب رسولِ خداؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اور اُن کے شوہر زید بن حارثہ، جناب رسولِ خداؐ کے منھ بولے بیٹے تھے جناب رسولِ خداؐ نے غلاموں کے مرتبے کو بڑھانے کے لیے حضرت زینب کو راضی کر کے اُن کی شادی زید سے کر دی تھی، جبکہ زید غلامِ رسولؐ تھے۔ جن کو آپؐ نے خرید کر آزاد فرما دیا تھا، اور پھر اپنا منھ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ مگر زید اور زینب کے تعلقات بعد میں خراب ہو گئے۔ اس لئے زید نے اُن کو طلاق دے دی، حالانکہ جناب رسولِ خداؐ نے زید کو طلاق دینے سے روکا، جیساکہ خدا نے اس آیت میں فرمایا۔ بہر حال طلاق ہو گئی۔ اب خدا یہ چاہتا تھا کہ رسولِ خداؐ کو محلِ امتحان میں لا کر عہدِ جاہلیت کی اس غلط ذہنیت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے کہ منھ بولے بیٹے سگے بیٹوں کی طرح ہوتے ہیں اور اُن کی بیویاں حرام ہوتی ہیں۔

اِس لیے خدا نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ تم زینب سے نکاح کرو۔ آخر کار خداوندِ عالم کا یہ حکم پورا ہو کر رہا۔ (اور آنحضرتؐ نے اُن سے شادی کر لی) بحوالہ (تفسیر مجمع البیان، فصل الخطاب، کشاف، نمونہ تفسیر کبیر امام رازی۔)

www.drhasanrizvi.com

حضرت زید بن حارثہ پر خدا کے احسانات

حضرت زید غلام تھے اُن پر خدا نے احسانات کیے۔

(۱) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو خریدا اور

(۲) غلامی سے آزاد کیا۔

(۳) پھر اپنا منھ بولا بیٹا بنالیا۔

(۴) پھر جب حضورِ اکرمؐ نے اسلام کا پیغام عام کیا تو حضرت زید کو مسلمان ہونے کی توفیق ملی۔ وہ شروع شروع میں ایمان لائے جبکہ اُن کی عمر ۳۰ سال تھی۔

(۵) جناب رسول خداؐ نے اُن کا عقد اپنی پھوپھی زاد بہن جناب زینب بنتِ جحش سے فرمایا۔

(۶) چھٹا احسان یہ تھا کہ جب زید اور زینب کے تعلقات خراب ہوئے تو اُنھوں نے جناب رسولِ خداؐ سے عرض کی کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں کیوں کہ زینب مجھے اپنے برابر کا نہیں سمجھتیں۔" تو حضورؐ نے صلح کرانے کی کوشش فرمائی اور طلاق سے روکا۔

★ اصل بات یہ ہے کہ جب زید اور زینب میں تلخیاں زیادہ پیدا ہوگئیں تو خداوندِ عالم نے جناب رسولِ خداؐ کو حکم دیا کہ اب تمھیں خود زینب سے نکاح کرنا ہوگا۔ کیوں کہ (۱) تمھارے حکم پر ہی زینب نے زید کو قبول کیا تھا۔ (۲) دوسرے یہ کہ خداوندِ عالم چاہتا تھا کہ عرب سے یہ غلط رسم ختم کردی جائے کہ منھ بولا بیٹا' سگے بیٹے جیسا ہوتا ہے۔ جناب رسولِ خداؐ جانتے تھے کہ سارے عرب اُن کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور مٹھی بھر مسلمان بھی شک وشبہ میں مبتلا ہو جائیں گے اِسی لیے جناب رسولِ خداؐ اِس شدید آزمائش میں پڑنے سے ہچکچا رہے تھے۔ اب ایسے عالم میں جب زید نے زینب کو طلاق دینے کا ارادہ بیان کیا تو جناب رسولِ خداؐ نے اُن سے فرمایا کہ "اللہ سے ڈرو اور طلاق نہ دو۔" حضورؐ چاہتے تھے کہ یہ طلاق نہ دیں تاکہ میں جاہل عربوں کی مخالفت

www.drhasanrizvi.com

سے بچ سکوں کیوں کہ اگر زید نے طلاق دے دی تو پھر مجھے زینب سے شادی کرنی پڑے گی جبکہ خداوندِ عالم اپنے نبیؐ کو اولوالعزمی اور رضا بقضاء کے بلند مرتبے پر دیکھنا چاہتا تھا، اِس لیے اللہ نے جنابِ رسولِ خداؐ سے فرمایا: "تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالاں کہ اللہ اِس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس سے ڈرو۔"

★..... (تفسیر کبیر امام رازی، تفہیم القرآن مولٰنا مودودی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی ابن الحسینؑ زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ آپؐ کو زینب سے نکاح کرنا پڑے گا۔" اب جو زید نے آکر حضرتِ رسولِ خداؐ سے زینب کی شکایت کی تو آنحضرتؐ نے زید سے فرمایا کہ "اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق نہ دو۔"

اللہ نے جنابِ رسولِ خداؐ سے فرمایا کہ: "میں تو تمھیں پہلے ہی خبر دے چکا تھا کہ میں تمھارا نکاح زینب سے کرنے والا ہوں، مگر تم زید سے یہ بات چھپا رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔"

★..... (ابنِ جریر، ابنِ کثیر، ابنِ ابی حاتم، تفسیر کبیر)

★ آیت کا حاصل یہ ہے کہ خداوندِ عالم اپنے رسولؐ سے یہ فرما رہا ہے کہ تم نے زید سے یہ کیوں کہا کہ تم اپنی بیوی کو نہ چھوڑو، حالاں کہ میں تمھیں پہلے ہی بتا چکا تھا کہ زینب سے تم کو نکاح کرنا ہے۔"

★..... (تفسیر روح المعانی)

★ حضرت زینب ازواجِ رسولؐ پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ نے کیا ہے اور تمھارا نکاح تمھارے والدین نے رسولِ خداؐ سے کیا ہے۔

★..... (تفسیر مجمع البیان از طبرسی، کامل ابنِ اثیر جلد ۲)

تین ایسے اشخاص جن کا نکاح اللہ نے کیا

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ:

www.drhasanrizvi.com

"تین اشخاص ایسے ہیں کہ جن کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود کیا : " (۱) حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح جناب حوّا علیہا السّلام سے ۔ (۲) حضورِ اکرمؐ کا نکاح حضرت زینب بنتِ حجش سے (۳) امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام کا نکاح جنابِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے ۔

★(تفسیر برہان ۔ تفسیر انوار النجف)

حضورِ اکرمؐ نے زینبؓ سے نکاح کیوں کیا

(۱) اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے کے لیے ۔

(۲) حضرت زینب نے اپنی مرضی کے خلاف حضورِ اکرمؐ کی فرمائش پر زید سے نکاح کیا تھا ، جبکہ وہ زید کو اپنے برابر کا نہیں سمجھتی تھیں ۔ حضور اکرمؐ کو اس کا بڑا احساس تھا ۔

(۳) عربوں کی اُس غلط فہمی کو دور کرنا تھا کہ " منھ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا ' اور منھ بولے رشتہ دار حقیقی رشتہ دار نہیں ہوتے ۔"

(۴) یہ ثابت کرنا تھا کہ خدا کے رسولؐ لوگوں کے اعتراضات سے نہیں ڈرتے ، وہ تو وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے ۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

جھوٹی کہانیاں

ایسی کہانیاں بھی بنی اُمیہ کے زمانے میں بنائی گئیں کہ ایک دفعہ جناب رسولِ خداؐ زید کے گھر گئے تو جناب زینب کو دیکھا تو اُن کے حُسن سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سبحان اللہ کہکر واپس آگئے زید کو جب یہ خبر ہوئی تو اُنھوں نے آنحضرتؐ کی خاطر زینب کو طلاق دیدی ۔

★ حالاں کہ متفقہ تاریخ سے ثابت ہے کہ زینب آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور آپؐ کے سامنے پلی بڑھی تھیں ۔ آنحضرتؐ نے خود اُن کو زید کا پیغام دیا تھا ۔ آپؐ نے پہلی مرتبہ زینب کو نہیں دیکھا تھا ۔ اگر آنحضرتؐ اُن کے حُسن سے متاثر ہوتے تو زید کا پیغام کیوں دیتے ، خود ہی نکاح کر لیتے ۔ صاف معلوم ہورہا ہے کہ یہ منافقوں کی گھڑی ہوئی کہانی آنحضرتؐ کو بدنام کرنے کے لیے وجود میں آئی ۔ (دروغگو را حافظہ نباشد) (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۙ ﴿۳۸﴾

(۳۸) (نیز یہ کہ) پیغمبر پر کوئی سختی یا کسی کام میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہے اُس چیز میں جو اللہ نے اُس کے لیے مقرر کر دی ہے۔ یہی اللہ کی وہ سنت ہے، جو اُن تمام انبیاء کے بارے میں رہی ہے، جو پہلے گذر چکے ہیں (کیوں کہ) اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ اندازے پر مقرر کیا ہوا ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

(۳۹) (یہی اللہ کی سنت اور طریقہ اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں، اور اللہ ہی سے ڈرتے رہتے ہیں، اور ایک خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے (کیوں کہ) حساب لینے کے لیے تو خدا بہت کافی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

کیا انبیاءِ کرامؑ بھی تقیہ کرتے تھے؟

بعض مفسرین نے آیت کے ان الفاظ سے کہ " خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے "

یہ غلط نتیجہ نکالا ہے کہ انبیاء کرامؑ تقیہ نہیں کرتے ۔ یہ تصور درست نہیں ہے ۔

اصل بات یہ ہے کہ تقیہ کی کئی قسمیں ہیں ۔ ایک قسم تقیۂ خوفی ہے ۔ یعنی خوف کی وجہ سے دین کے عقیدوں کو چھپانا ۔ اِس تقیہ کی یہاں نفی کی گئی ہے ۔ لیکن تقیہ کی دوسری قسم : تقیۂ پوششی ہے ۔ یعنی مصلحتِ وقت دیکھ کر اپنے اصل مقصد کو چھپائے رکھنا ۔ حضور اکرمؐ کے واسطے بیشمار روایتیں ہیں کہ آپؐ جب جنگ پر روانہ ہوتے تو اپنے مکمّل منصوبے کو چھپائے رکھتے ۔ بعض دفعہ کوئی حکم آتا تو سارا حکم ایک دفعہ بیان نہ فرماتے ۔ مثلاً سود اور شراب کو یکایک حرام نہیں فرمایا ، مرحلہ وار حرام فرمایا ۔ غرض یہ ایک عقلی اصول ہے کہ اگر مقصد کے خطرے میں پڑنے کا خوف ہو تو مقصد کو وقتی طور پر چھپانا ضروری ہوتا ہے ۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ نے اُس دن تک اپنے مقصد کو چھپائے رکھّا اور اُس دن کا انتظار فرماتے رہے جب سارے شہر والے اپنی عید منانے شہر سے باہر گئے ۔ اُس دن حضرت ابراھیمؑ نے مندر میں گھس کر سارے بت توڑ ڈالے سوائے بڑے بُت کے ۔ اِسی طرح قرآن میں ہے کہ مومنِ آلِ فرعون نے اپنے ایمان کو فرعون سے چھپائے رکھّا ، اور جب خطرناک موقع آیا تو حضرت موسیٰؑ کی مدد کی ۔ قرآن نے اُس کی تعریف کی ۔

بہر حال انبیاء کرامؑ اپنی جان کے خوف کی وجہ سے دین کی حقیقتوں کو نہیں چھپاتے ، مگر اس لیے چھپاتے ہیں کہ کہیں پورا دین یا دیندار لوگ ضائع نہ ہو جائیں ۔

* ...... (تفسیرِ نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ : " تقیہ کرنا (یعنی جان عزّت کے ضائع ہونے کے خوف سے اپنے اصل عقیدوں کو ظالموں سے چھپائے رکھنا ۔) میرا دین ہے اور میرے

www.drhasanrizvi.com

آباء و اجداد ع کا دین ہے۔ جو شخص تقیہ نہیں کرتا اُس کا دین ہی نہیں ہے۔ تقیہ خدا کی مضبوط ڈھال ہے۔ کیوں کہ اگر مومنِ آلِ فرعون اپنے ایمان کو ظاہر کر دیتا تو یقیناً فوراً قتل کر دیا جاتا۔ (پھر وہ حضرت موسیٰ ع کو خطرے سے آگاہ نہ کر سکتا۔)

★..... (تفسیر مجمع البیان جلد)

★ بہر حال عام حالات میں دین کی کامیابی کی شرط دین کی تبلیغ میں ہے۔ اور خدا کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنا ہے۔ کیوں کہ کوئی نعمت، خداوندِ عالم کی ہدایت سے افضل نہیں۔ اور کوئی عمل لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے سے افضل نہیں۔

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب مجھے دین کی تبلیغ کے سلسلے میں یمن بھیجا تو پہلے ارشاد فرمایا:

"جب تک تم کسی قوم کو حق کی طرف نہ بلالو، حق نہ سمجھالو، اُس وقت تک اُن سے جنگ نہ کرنا۔ کیوں کہ خدا کی قسم! اگر تمھارے ہاتھوں ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی، تو یہ بات تمھارے لیے اُن تمام چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جن پر سورج طلوع کرتا ہے اور غروب کرتا ہے۔"

★..... (اصولِ کافی - بحار الانوار جلد۲)

★ اِس لیے سچے مبلّغِ دین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بے خوف ہو کر اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہیں۔ اور وہ یاد رکھیں کہ: "وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا" اور اعمال کا حساب لینے والا خدا کافی ہے۔" اور "وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ" (اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، تو اللہ خود اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔) (سورۃ الطلاق آیۃ ۳ پارہ ۲۸)

★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾

(۴۰) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے پیغام پہنچانے والے رسولؐ (پیغامبر) اور تمام نبیوں کے آخری نبیؐ (خاتم النبیین) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا اچھی طرح سے جاننے والا ہے۔

ع ۵
۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾

(۴۱) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو (یا) جو ابدی حقیقتوں کو دل سے مانتے ہو، اللہ کو بہت یاد رکھا کرو۔

محمدؐ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں

تاریخ سے ثابت ہے کہ:

جناب رسولِ خداؐ کے حقیقی بیٹے تھے جن کے نام قاسمؑ، طیبؑ، طاہرؑ اور ابراہیمؑ تھے لیکن تمام تاریخوں کے مطابق وہ سب کے سب بالغ ہونے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اس لیے اس آیت میں رِجال یعنی مردوں کا لفظ استعمال فرمایا ہے یعنی کوئی بالغ مرد ایسا

www.drhasanrizvi.com

نہیں ہے جس کے والد جناب رسولِ خدا ہوں۔
★...... (تفسیر قرطبی، تفسیر المیزان، تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ)

★ **امام حسنؑ و امام حسینؑ فرزندانِ رسولؐ ہیں** جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

" اِبْنَایَ ھٰذَانِ اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا ۔" (امام حسنؑ و امام حسینؑ)

یعنی: "یہ دونوں میرے فرزند امام ہیں (جہاد کے لیے) کھڑے ہوں یا صلح کر کے بیٹھ جائیں۔"

(صحیح ترمذی شریف)

★ نیز ارشاد فرمایا:

" اِنَّ کُلَّ بَنِیْ بِنْتٍ یُنْسَبُوْنَ اِلٰی اَبِیْھِمْ اِلَّا اَوْلَادُ فَاطِمَۃَ فَاِنِّیْ اَنَا اَبُوْھُمْ "

یعنی: " یقیناً لڑکی (بیٹی) کی اولاد ہمیشہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوا کرتی ہے مگر اولادِ فاطمہؑ میری طرف منسوب ہوگی پس میں اُن کا باپ ہوں۔"

★..... (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر انوار النجف)

★ آیت کا پیغام یہ ہے کہ "رسولؐ" اگرچہ کسی مرد کے حقیقی باپ نہیں ہیں، مگر اُن کا تعلق اُمّت سے باپ سے بھی زیادہ ہے۔ کیوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں، اور ایسے رسولؐ جن کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا۔ لیکن آپؐ قیامت تک کے لیے ھادی اور ھمارے لیے نمونۂ عمل (ماڈل) ہیں۔

★..... (تفسیر نمونہ)

★ جناب رسولِ خداؐ کو خداوندِ عالم نے " خاتم النبیّین " اِس لیے فرمایا کہ نبوّت آپؐ پر ختم ہوگئی۔

(امام راغب، تاج، تفسیر کشاف، بحر، معالم، ابنِ کثیر، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر رسولِ خداؐ اپنی حقیقی اولاد کے سوا کسی کو اپنا بیٹا کہدیں تو وہ اُس کے حقیقی باپ نہیں ہوجاتے۔

★ اور نہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو واقعی رسولِ خداؐ کی اولاد ہے اُس کے بھی رسولؐ باپ نہیں ہیں۔

★..... (تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ)

★ "صحاح ستّہ" میں ہے کہ: جناب رسولِ خداؐ نے امام حسنؑ کے لیے ارشاد فرمایا:

"اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ" (یہ میرا بیٹا سیّد و سردار ہے۔)

★ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لیے فرمایا: "یہ میرے دونوں بیٹے امام ہیں۔"

★..... (ترمذی شریف)

کافروں کو دوٹوک جواب

کافروں کا اصل اعتراض یہ تھا کہ رسولؐ نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا۔ جبکہ آپ کی اپنی شریعت میں بیٹے کی بیوی، بیٹے کے باپ پر حرام ہے۔

اِس کا جواب دیا گیا ہے کہ: "محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ ہی نہیں ہیں۔" یعنی: جس کی مطلّقہ سے رسولؐ نے نکاح کیا ہے وہ محمدؐ کا بیٹا ہی کب تھا کہ اُس کی مطلّقہ سے نکاح حرام ہوگا۔؟ تم لوگ تو خود جانتے ہو کہ محمدؐ کا سرے سے کوئی بیٹا ہے ہی نہیں

★ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اگر منھ بولا بیٹا، بیٹا نہیں ہوتا، تو بھی اُس کی مطلّقہ سے نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اِس کے جواب میں فرمایا: "کہدو وہ اللہ کے رسولؐ ہیں"

کیوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اِس لیے اللہ کے حکم کے تابع فرمان ہیں۔ خدا کا اُن کو حکم تھا کہ وہ منھ بولے بیٹے کی مطلّقہ بیوی زینب سے شادی کریں تاکہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے

www.drhasanrizvi.com

حرام کر رکھا ہے، وہ حلال ثابت ہو جائے، اور اس طرح منہ بولے رشتوں کی حقیقت واضح ہو جائے۔

پھر اس پر مزید تاکید یہ بھی فرمائی کہ "محمدؐ" خاتم النبیّین "ہیں۔ یعنی اُنؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے۔ اب اگر خدا کا کوئی قانون نافذ ہونے سے رہ جائے گا تو وہ کبھی نافذ نہ ہو سکے گا۔ اس لیے اُنؐ پر ہم نے یہ بات فرض کر دی ہے کہ وہ خود عہدِ جاہلیت کی رسوم کا خاتمہ فرمائیں۔

آخر میں مزید زور اس طرح دیا کہ: "اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

یعنی، اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اپنے نبیؐ کے ہاتھوں جاہلیت کی رسم کا ختم کر دینا کیوں ضروری ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اب نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آخری نبیؐ خود اس کا خاتمہ کریں۔ اگر بعد کے مصلحین اس غلط رسم کو توڑیں گے تو وہ عمل دائمی اور عالمگیر نہ ہوگا۔

★ ..... (تفہیم القرآن)

رسولِ خداؐ پر نبوت ختم ہو گئی

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"اے علیؑ! تمہارا مقام میرے پاس وہی ہے جو ہارونؑ کا مقام موسیٰؑ کے پاس تھا" اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ " سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

★ ..... (بخاری شریف، مسلم شریف)

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "میری مثال اس طرح ہے کہ جس طرح کوئی معمار ایک عالی شان محل تعمیر کرے اور اُس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے تو ہر شخص ایک اینٹ کی کمی محسوس کرے گا۔ پس میں ہی اِس نبوت و رسالت کے عالی شان، خوبصورت پختہ و دلکش و بے عیب محل کی آخری اینٹ ہوں۔ لہٰذا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

★ ..... (تفسیر مجمع البیان، بخاری شریف، مسلم شریف، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "بنی اسرائیل کی رہنمائی انبیاءؑ کرتے تھے جب کوئی نبیؑ مرتا تھا، تو دوسرا نبیؑ اُس کا جانشین ہوتا تھا۔ مگر میرے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا میرے بعد خلفاء ہوں گے۔"

★ ...... (بخاری کتابِ مناقب)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، میرے بعد اب کوئی رسول ہے نہ نبی ہے۔"

★ ...... (ترمذی، مسند احمد بن حنبل)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے، جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

★ ...... (ابو داؤد کتاب الفتن)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور میری اُمت کے بعد کوئی اور اُمت نہیں۔"

★ ...... (بیہقی، طبرانی)

★ ساری اُمت، صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ اطہارؑ کا اجماع ہے کہ حضور اکرمؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

★ ...... (تفہیم القرآن۔ تفسیر انوار النجف)

★ امام ابوحنیفہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: "جو شخص اِس سے نبوت کی دلیل یا علامت بھی طلب کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کیوں کہ جنابِ رسولِ خداؐ فرما چکے ہیں کہ: "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔)

★ ...... (مناقب امام ابوحنیفہ۔ تفہیم القرآن)

★ علامہ ابنِ جریر طبری نے لکھا کہ: "خدا نے نبوت کو ختم کردیا، اُس پر مہر لگا دی۔ اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔"

★ ...... (تفسیر ابنِ جریر، جلد ۱۲)

www.drhasanrizvi.com

★ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ: "جو یہ کہے کہ محمد صلعم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسیٰ کے اُترنے کے) تو اُس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں میں کوئی اختلاف نہیں۔
★...... (الملل والنحل جلد ۳ ص ۲۴۹، تفسیر کبیر)

★ علامہ بیضاوی نے لکھا کہ: "حضرت عیسیٰ بھی جب آسمان سے اُتریں گے تو یہ بات ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے، کیوں کہ وہ بھی محمد ص کے دین پر ہوں گے۔"
★...... (انوار التنزیل از بیضاوی)

★ علامہ ابنِ کثیر نے لکھا: "جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے ہمارے رسول ص کے بعد وہ جھوٹا، دجّال، گمراہ، گمراہ کرنے والا ہے۔"
★...... (ابنِ کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان)

خاتَم کے معنی "مَا یُوضَعُ عَلَی الطِّینَۃِ" وہ مہر جو گیلی مٹی کے اوپر لگائی جاتی ہے اُس کو خاتم کہتے ہیں۔ (جو یہ بتاتی ہے کہ بات ختم ہوگئی۔)
★..... (لسان العرب قاموس اللغۃ)

★ کیوں کہ مہر لگانے کا کام بالکل آخر میں کیا جاتا ہے اِس لیے اُس مہر کو خاتَم کہتے ہیں۔
★..... (تفسیر نمونہ)

★ خاتَم کے دوسرے معنی انگوٹھی کے ہیں۔ کیوں کہ پرانے زمانے میں لوگ انگوٹھی میں مہر لگا لیا کرتے تھے اور اُسی انگوٹھی سے خط کے اختتام پر مہر لگاتے تھے۔ خود جنابِ رسولِ خدا ص کی مہر بھی آپ ص کی انگوٹھی میں تھی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "جنابِ رسولِ خدا کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نقش "محمد رسول اللّٰہ" تھا۔
★...... (بیہقی در سنن جلد ۱۰ ص ۱۲۸)

★ جنابِ رسولِ خدا ص نے یہ انگوٹھی اور مہر اس لیے بنوائی تھی کہ اُس زمانے کے بادشاہ ایسے خطوط نہیں پڑھتے تھے جن پر مہر نہ ہو۔ ★.... (سفینۃ البحار)

★ اِسی لیے جب جناب رسول اللّٰہ ص نے یہ ارادہ فرمایا کہ اسلام کے پیغام کو عام فرمائیں تو آپ ص نے

www.drhasanrizvi.com

بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ اُس وقت آپؐ نے حکم دیا کہ میرے لیے انگوٹھی بنائی جائے جس کا نقش " محمدؐ رسول اللہ" ہو۔

★ ...... (طبقاتِ کبریٰ جلد ۱)

★ غرض خاتم کا لفظ ختم سے بنا ہے جس کے معنی انتہار کے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ مہر پر مضمون ختم ہوتا ہے، اِس لیے مہر کو بھی خاتم کہتے ہیں، اور کیوں کہ مہر انگوٹھی پر ہوتی تھی اِس لیے خاتم انگوٹھی کو بھی کہتے ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ خود قرآن مجید میں ختم کا لفظ آخری مہر لگانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ فرمایا:

" اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ " (سورۃ یٰس ۳۶ آیت ۶۵) پ ۲۳

یعنی: " آج (قیامت کے دن) ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔"

فرمایا: " خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ " (سورۃ البقرۃ ۲ آیت ۷ پ ۱)

یعنی: " اللہ نے اُن (منافقوں) کے دلوں پر مہر لگا دی " (اسی لیے اُن پر نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " حلالِ محمدؐ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک حلال ہے اور محمدؐ کا حرام قرار دیا ہوا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک حرام ہے، اِس کے علاوہ نہ کچھ ہوگا، اور نہ ہی کوئی آئے گا۔"

★ ...... (اصولِ کافی جلد ۱ حدیث ۱۹ باب البدع والرای)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: " اے علیؑ! تم میرے نزدیک وہی مقام و منزلت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، ذخائر العقبیٰ از محب طبری، صواعق محرقہ ص ۱۲۱ مطبوعہ القاہرہ، تاریخ بغداد جلد ۷، کنز العمال، ینابیع المودۃ)

www.drhasanrizvi.com

اللہ کا ذکر بکثرت کرنے سے مراد

اِس آیت میں یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ:

جب دشمنوں کی طرف سے طعنوں، فقروں کی بارش ہو رہی ہو تو اہلِ ایمان کا کام یہ نہیں ہے کہ اُن کے طعنوں، اعتراضوں کو آرام سے سنتے رہیں، اور نہ یہ کام ہے کہ دشمن کے پھیلائے ہوئے شکوک میں خود بھی گرفتار ہو جائیں، نہ یہ کام ہے کہ گالی گلوچ پر اُتر آئیں، بلکہ مومنین کو چاہیے کہ ایسے حالات میں اللہ کو کثرت سے یاد کریں۔ صبح و شام تسبیح کرتے رہیں یعنی اللہ کی پاکیزگی کو بیان کرتے رہیں تاکہ اللہ کی مدد شاملِ حال ہو جائے۔

★ .... (تفہیم القرآن مولانا مودودی)

ذِکراً کثیراً سے مراد

★ "تفسیر مجمع البیان" میں ائمۂ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ: "جو شخص تسبیحاتِ اربعہ (یعنی) "سُبْحَانَ اللهِ (۱) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ (۲) وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ (۳) وَاللهُ اَكْبَرُ (۴)" (یہ چار تسبیحات) تیس (۳۰) مرتبہ پڑھے۔ وہ اللہ کا ذکر کثیر کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔ ★ ... (تفسیر انوار النجف)

★ عمران بن امین نے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ "جو شخص تسبیحِ فاطمہؑ پڑھے گا، وہ "ذکرِ کثیر" کرنے والوں میں سے ہوگا۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

★ ابنِ عباس سے مروی ہے کہ جبرئیلؑ نے جنابِ رسالت مآبؐ کی خدمت میں آکر خبر دی کہ "جو شخص یہ کلمات پڑھے: "سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ عَدَدَ مَا عَلِمَ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ وَمِلْأَ مَا عَلِمَ" وہ ذکرِ کثیر کرنے والا ہوگا۔ اور شب و روز کے ذکر کرنے والوں سے بھی اُس کا ذکر کرنا افضل ہوگا۔ اس کے لئے جنّت میں باغات ہوں گے، اُس کے گناہ اس طرح گریں گے جس طرح خشک پتّے درخت سے گرتے ہیں اور اللہ اُس کی طرف نظرِ رحمت فرمائیں گے اور جس پر اللہ کی نظرِ رحمت ہو، اُس پر عذاب کیسے آسکتا ہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

: ذکرِ کثیر کی کوئی حد نہیں :

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ہر چیز کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مثلاً فرائض کی حد ہے۔ ماہِ رمضان کے روزوں کی حد ہے، حج کے لیے حد ہے، لیکن ذکرِ خدا کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا: "اللہ کا ذکر بکثرت کرو" اور کثرت کی کوئی حد نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: "میرے پدرِ بزرگوار اللہ کا بہت ذکر کرتے تھے۔ چلتے پھرتے، اور کھانا کھاتے وقت حتیٰ کہ لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے بھی ذکرِ خدا میں مصروف رہتے تھے، اور ایسا محسوس ہوتا تھا گویا اُن کی زبانِ مبارک حلق کے ساتھ چپٹ چکی ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کو وردِ زبان رکھا کرتے تھے ہم سب کو جمع کر کے رات بھر طلوعِ آفتاب تک ذکرِ خدا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اور قرآن کی تلاوت کا حکم دیتے، جو قرآن نہ پڑھ سکتا، اُس کو ذکر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور فرماتے کہ:

"جس گھر میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اُس گھر میں برکت نازل ہوتی ہے، فرشتے اُترتے ہیں اور شیاطین دور ہوتے ہیں، اور ایسا گھر آسمان والوں کے لیے اِس طرح چمکتا ہے جس طرح زمین والوں کے لیے آسمان کے تارے چمکتے نظر آتے ہیں۔ اور جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے اور اللہ کا ذکر نہ کیا جائے، اُس گھر سے برکت چلی جاتی ہے، فرشتے دور ہو جاتے ہیں، اور شیاطین اپنا ڈیرہ جما لیتے ہیں ۔۔۔۔ الخ اور

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کو اللہ کا ذکر کرنے والی زبان مل گئی گویا اُس کو خیرِ کثیر مل گیا۔"

نیز فرمایا: "جو شخص اللہ کا ذکر زیادہ کرتا ہے، اللہ اُس کو دوست رکھتا ہے، اور اُس کو دنیا میں نفاق سے، اور آخرت میں جہنم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ جو اللہ کا ذکرِ کثیر کرے وہ جنت میں رحمتِ خدا کے سائے میں ہوگا۔" ★ (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف، تفسیر نور الثقلین، تفسیر المیزان)

www.drhasanrizvi.com

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ اور صبح وشام اُس کی تسبیح کیا کرو۔ (یعنی) اُس کی پاکی یا بے عیب ہونے کو بیان کیا کرو۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ وہی اللہ ہے جو تم پر رحم فرماتا ہے (یا) وہ وہی ہے جو تم پر رحمت (درود) بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی تمہارے لیے خدا کی رحمت کی دعا مانگتے ہیں، تاکہ وہ تمہیں (کفر و جاہلیت کے اور ناشکری) اندھیروں سے نکال کر (ایمان وعملِ صالح کی) روشنی کی طرف لے آئے (کیوں کہ) وہ ایمانداروں پر بیحد مسلسل رحم فرمانے والا ہے۔

صبح وشام کی تسبیح سے مراد

"بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا" سے صبح وشام کی نمازیں مراد لی گئی ہیں۔ اور ان کو خاص طور پر اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ دن اور رات کے فرشتے اِن کی گواہی دیتے ہیں۔

* ..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف)

"هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ" (وہ وہی ہے جو تم پر درود و رحمت بھیجتا ہے) اللہ کی صلوات سے مراد بخشش

www.drhasanrizvi.com

و رحمت اور فرشتوں کی صلوات سے مراد دعائے مغفرت و رحمت ہے ۔

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت ہے کہ : " جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ایک مرتبہ صلوات پڑھے تو خداوندِ عالم اور ملائکہ اُس شخص پر سو مرتبہ صلوات بھیجتے ہیں ، اور جو شخص ایک سو دفعہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجے ، تو اللہ اور ملائکہ اُس شخص پر ایک ہزار مرتبہ صلوات بھیجتے ہیں ۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جب حضورِ اکرمؐ کا نام آئے تو زیادہ سے زیادہ صلوات پڑھا کرو ۔ کیوں کہ جو شخص صلوات پڑھے گا تو خداوندِ رحیم فرشتوں کی ایک ہزار صف کے ساتھ ایک ہزار مرتبہ اُس شخص پر صلوات بھیجتا ہے ۔ اور خدا اور فرشتوں کی صلوات کی وجہ سے اللہ کی تمام مخلوق اُس شخص پر صلوات بھیجتی ہے ۔ اور جو شخص اس کے بعد بھی ایسا نہ کرے وہ مغرور ہے ۔ اور اُس سے اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اہلِ بیتِ رسولؐ بیزار و بری ہیں ۔

★ ..... (تفسیرِ صافی بحوالہ کافی ، تفسیر مجمع البیان ، تفسیر انوار النجف)

★ ظلمات سے مراد جہالت ، اور نور سے مراد معرفت ۔ اور ظلمات سے مراد گمراہی اور نور سے مراد ہدایت لی گئی ہے ۔ نیز دوزخ اور جنّت بھی اس کی تاویل کی گئی ہے ۔

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

★ یہاں مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ کافروں اور منافقوں کے جلنے کا اصل سبب یہ ہے کہ خدا کی رحمت کی وجہ سے تم مسلمان ہوئے ، ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے ، جاہلیت کے اندھیروں سے نکلے ، اسلام کی روشنی میں آئے تمہارے اندر بلند اخلاق پیدا ہوئی ۔ خدا نے تمھیں غلبہ عطا فرمایا ، تم کردار کے اعتبار سے دوسروں سے برتر نظر آتے ہو ۔ اسی وجہ سے کافروں اور منافقوں کا غصہ بہت تیز ہو گیا ہے مگر تم کوئی ایسا عمل نہ کر بیٹھنا کہ تم خدا کی رحمت سے دور ہو جاؤ ۔ " ★ **صلوات کا لفظ** جب بندوں کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی خدا کا اپنے خاص بندوں پر خاص مہربانیاں فرمانا ہوتا ہے اور جب ملائکہ یا مومنین کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی خدا سے دعا کرنا ہوتا ہے ۔

★ .... (مفردات القرآن ، تفسیر کبیر ، تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ (۴۴) جس دن وہ خدا سے
سَلٰمٌ ۚ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا ملیں گے تو ان کا استقبال
كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ تحفۂ سلام سے ہوگا۔ اور ان کے

لیئے اللہ نے بڑی عزت والا عمدہ اجر بالکل تیار کر رکھا ہے۔

★ مومن کا احترام اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کی خدمت میں سلام پیش کرے۔ جنت میں مومنین کے اعزاز و احترام کی یہ انتہا ہوگی۔

★ ---- (بحر)

★ خداوند عالم کا فرمانا کہ: "ان کا استقبال سلام سے ہوگا۔"

اس کے تین مطلب ہوسکتے ہیں۔ (۱) خود خدا ان کا استقبال سلام سے فرمائے گا۔ جیسا کہ سورۂ یٰسین میں فرمایا ہے: "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ٥" (آیت ۵۸ پ ۲۳)

یعنی: رحیم پروردگار کی طرف سے سلام (کا تحفہ) آئے گا۔

(۲) دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ملائکہ مومنین کا استقبال تسلیمات سے کریں گے۔ جیسا کہ سورۃ النحل میں فرمایا: "الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥" (آیت ۳۲۔ پ ۱۴)

یعنی: "یہ وہ لوگ ہیں جن کی روحیں ملائکہ اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوتے ہیں تو فرشتے ان سے (نہایت تپاک سے) کہتے ہیں سلام علیکم جو نیکیاں تم دنیا میں) کرتے تھے ان کے صلے میں (بے تکلف) تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

www.drhasanrizvi.com

(۳) تیسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جنّت میں مومنین خود ایک دوسرے کو سلام کریں گے جیسا کہ سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا: "دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" ۝ (سورۂ یونس آیت ۱۰ پ ۱۱)

یعنی: "اُن (باغوں) میں اُن لوگوں کا بس یہ قول ہوگا: اے اللہ! آپ کی ذات پاک و پاکیزہ ہے (ہر عیب سے) اور اُن میں اُن لوگوں کی باہمی خیر سگالی سلام سے ہوگی اور اُن کا آخری قول یہ ہوگا کہ حمد زیبا ہے تمام عالمین کے پالنے والے مالک کے لیے۔"

٭...... (تفہیم القرآن، تفسیر کبیر، مجمع البیان)

اللہ سے ملاقات کے معنی

اللہ سے ملاقات کے معنی اکثر مفسرین نے اللہ کے ثواب اور انعامات کا ملنا لکھا ہے۔ لیکن یہاں پر اللہ سے ملاقات کے معنی اللہ کو دل کی آنکھوں سے دیکھنا بھی لیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ قیامت کے دن سارے پردے ہٹ جائیں گے، خدا کی عظمت کی نشانیاں بالکل واضح ہو کر سامنے آجائیں گی تب انسان دل کی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ سکے گا۔

٭...... (تفسیر نمونہ)

٭ انسان دنیا میں دنیاوی کاموں کی دلچسپیوں اور طلبِ معاش میں اُلجھ کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے لیکن قیامت میں جب دنیاوی مشاغل نہ ہوں گے تو وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ مکمّل طور پر اپنے پالنے والے مالک کی طرف ہی متوجّہ ہوگا۔ بس یہی خدا سے ملاقات کا مفہوم ہے۔

٭...... (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ (۴۵) اے نبیؐ! ہم نے آپؐ کو
شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۴۵ گواہی دینے والا، خوشخبری دینے
اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

یعنی "اے ہمارے نبیؐ! ہم نے آپؐ کو حق و صداقت کا اعلان کرنے، اپنی عملی زندگی میں خدا کی اطاعت کا کامل نمونہ اور آخرت میں تمام لوگوں کے ایمان و اعمال کی گواہی دینے والا، نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دینے والا، اور برے کاموں کے برے نتائج سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"

★ قرآن مجید میں دوسری جگہ پر بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ: "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا" (سورۃ النساء آیت ۴۱ پ ۵)
یعنی: "پس کیا حال ہوگا (اس وقت لوگوں کا) جب ہم ہر امت میں سے ایک چشم دید گواہ لائیں گے اور پھر ان سب پر ہم آپؐ کو گواہ بنا کر پیش کردیں گے"۔

آیت کے پیغامات

★ (۱) مسلمانوں کو نصیحت کرنے کے بعد خداوندِ عالم اپنے نبیؐ کو تسکین کے کلمات فرما رہا ہے کہ ہم نے جو آپؐ کو بلند مراتب عطا فرمائے ہیں، وہ ایسے ہیں کہ آپؐ کے دشمن آپؐ کا کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتے۔ اس لئے آپؐ ان کی شرارتوں اور بد معاشیوں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ انھیں بکنے دیں۔ (کتے بھونکتے رہتے ہیں۔ چاند پر تھوکنے سے چاند کا کچھ نہیں بگڑتا، اپنا تھوک خود اپنے ہی منہ پر آتا ہے)

★ (۲) دوسری طرف تمام مخلوقات کو بتایا جا رہا ہے کہ ان کا سابقہ کسی معمولی انسان سے نہیں ہے بلکہ ایک اتنی بلند ترین شخصیت سے ہے کہ جس کو خداوندِ عالم نے عالمین پر گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنایا ہے

www.drhasanrizvi.com

"گواہ" کا لفظ بہت وسعت رکھتا ہے۔

(۱) یعنی: رسولؐ سچائی کے اور توحید کے گواہ ہیں۔ وہ خدا کی ہستی، توحید، ملائکہ کے وجود، وحی کے نزول، حیات بعد الموت، جنّت، دوزخ کی گواہیاں دے رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ یہ سب ابدی حقیقتیں ہیں، تمہارے جھٹلانے، مذاق اُڑانے سے ابدی حقیقتیں ختم نہیں ہوسکتیں۔

(۲) دوسرے معنی، رسولؐ کی عملی شہادت ہے کہ: نبیؐ کی پوری زندگی کا ہر ہر عمل صداقت کا گواہ ہے۔ یعنی: وہ جسے حق کہتے ہیں اُس پر خود عمل کرکے دکھاتے ہیں، جس کو نبیؐ فرض بتاتے ہیں پہلے وہ خود اُس کو ادا فرماتے ہیں۔ جس چیز کو وہ گناہ کہتے ہیں اُس سے نبیؐ خود بھی بچتے ہیں، کوئی اُن کی برابری نہیں کرسکتا، جس قانونِ حیات کو وہ خدا کا قانون کہتے ہیں اُس کو نافذ کرنے میں وہ کوئی کمی یا کسر نہیں اُٹھا رکھتے۔ اُن کا کردار گواہ ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں کتنے سچے اور مخلص ہیں، نبیؐ کی ذات اُن کی تعلیمات کی مکمل نمونہ ہے۔

(۳) گواہ کا تیسرا مطلب یہ ہے کہ: آخرت میں خدا کی عدالت کا نظام قائم ہوگا، تو وہ اِس بات کی گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام پہنچانے میں انھوں نے کوئی کمی نہیں کی تھی۔ اِس سے اللہ کی حجّت لوگوں پر قائم ہوسکے گی۔

* .... (تفہیم القرآن)

* قرآن میں دوسری جگہ بھی فرمایا ہے کہ: "وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝" (سورۃ التوبۃ آیت ۱۰۵ پ ۱۱)

یعنی: "(اے رسولؐ!) کہہ دیجیے کہ عمل کرو پس اللہ اور اُس کا رسولؐ اور کچھ خاص مومنین (مراد ائمہ معصومینؑ) تمھارے عمل کو دیکھ رہے ہیں، اور تم ظاہر و باطن کے جاننے والے کی طرف جلد لوٹائے جاؤ گے، پس وہ تمھیں اُس سے باخبر کردے گا جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔"

www.drhasanrizvi.com

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ (۴۶) وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا (۴۷)

اور اللہ کے حکم و اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بھی (بنایا ہے)

اللہ نے رسول اللہ کو روشن چراغ کیوں فرمایا

* قدیم مفسرین نے لکھا کہ خداوندِ عالم نے جنابِ رسولِ خدا کو آفتاب نہیں فرمایا، بلکہ روشن چراغ فرمایا۔ شاید اس لیے کہ آفتاب کتنا ہی روشن ہو مگر وہ اپنا جیسا کسی کو نہیں بنا سکتا، جبکہ چراغ سے جب چراغ جلائے جاتے ہیں تو پہلے چراغ کے نور و روشنی میں کوئی کمی بھی نہیں آتی (اور دوسرے چراغ بھی پہلے کی طرح روشن ہو جاتے ہیں)

اسی طرح ہمارے نبی کا فیضان، ان کی آل، اصحاب اور متبعین کے ذریعے قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ نیز یہ کہ چراغ تک رسائی آسانی سے ہو جاتی ہے جبکہ آفتاب تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ چراغ سے فیض حاصل کرنے کے لیے صرف شوق اور استعداد کافی ہوتی ہے۔

* چراغ میں شان ہے انیس اور مددگار ہونے کی۔ چراغ اچھے بُرے کی پہچان کا سبب ہوتا ہے
* چراغ، اندھیروں کو دور کرتا ہے، چراغ علم پھیلانے میں مدد کرتا ہے۔
* یہی تمام صفات ہمارے رسولِ اکرم میں بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں۔

(ماجدی ۔ مرشد تھانوی) ..... *

بِاِذْنِهٖ : خداوندِ عالم کا فرمانا کہ " اللہ کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا "

یعنی: ہمارے رسول خود اپنی طرف سے یہ کام نہیں کر رہے ہیں کہ لوگوں کو بشارتیں دے رہے ہیں یا ۔ لوگوں کو

www.drhasanrizvi.com

ڈراتے ہیں، بلکہ وہ یہ کام خدا کے حکم اور اجازت سے انجام دے رہے ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے اِسی کام کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اِس لیے رسولِ اکرمؐ کے کسی کام کو اچھا یا بُرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قادرِ مطلق خداوندِ عالم اُس کام کو اچھا یا بُرا فرما رہا ہے۔ اِس لیے ایسے اچھے کام کرنے والے کو خدا کی طرف سے اجر ملے گا، اور بُرے کام کرنے والے کو خدا کی طرف سے سزا ملے گی۔ یہ حیثیت کسی ایسے آدمی کے ڈرانے یا بشارت دینے سے نہیں ہو سکتی جو خدا کی طرف سے اِس کام پر معیّن نہ کیا گیا ہو۔

*...... (تفہیم القرآن، تفسیر کبیر)

دوسری بات یہ کہ جو شخص خدا کی اجازت سے لوگوں کو ڈراتا، سمجھاتا یا خوشخبری دیتا ہے اُس کے پیچھے اُس کے مقرّر کرنے والے رب العالمین کی طاقت ہوتی ہے۔ اِسی لیے خدا کے بھیجے ہوئے یا خدا کی اجازت سے تبلیغِ دین کرنے والے کی مخالفت، خود اللہ کی مخالفت اور اللہ سے اعلانِ جنگ ہوتا ہے، جس طرح دنیا کی حکومتوں کے ملازمین کے خلاف جنگ، حکومت سے جنگ ہوتی ہے۔

*...... (تفہیم القرآن)

★ اسی لیے جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"یَا عَلِیُّ حَرْبُكَ حَرْبِي" (اے علیؑ! تم سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ کرنا ہے)

*...... (الحدیث)

★ نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "فاطمہؑ میرا ٹکڑا (حصہ) ہے، جس نے اُس کو غضبناک کیا، اُس نے مجھے غضبناک کیا، اور جس نے مجھے غضبناک کیا اُس نے خدا کو غضبناک کیا، اور جس نے خدا کو غضبناک کیا اُس نے کفر کیا۔"

*...... (صحیح بخاری شریف۔ باب الفضائل فاطمہؑ بنتِ رسول اللہؐ)

بِاِذْنِہٖ: کا مطلب یہ ہے کہ (۱) رسولؐ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، جو کچھ کہتے ہیں خدا کی اجازت سے کہتے ہیں

(۲) رسولؐ جب تبلیغِ دین فرماتے ہیں تو ہر ہر مرحلے پر خدا کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔ کیوں کہ تبلیغِ دین خدا کی اجازت سے فرما رہے ہیں۔ (۳) رسولؐ کا مشن ایک مقدس اور اہم ترین مشن ہوتا ہے۔ *...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿۴۷﴾

اور (اس لیے) ایمان لانے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل و کرم ہے۔

فضلِ کبیر

بے حد اجر اور انعامات دینے کو فضلِ کبیر کہتے ہیں۔

★ محققین نے اس لفظ سے نتیجہ نکالا کہ: خداوند کریم و رحیم نیک اعمال بجالانے پر اتنا زیادہ اجر عطا فرمائے گا کہ عمل اور اجر کے درمیان توازن کا معیار بالکل بدل جائے گا۔

★ اسی بات کو قرآن نے دوسری جگہ یوں فرمایا ہے:

"مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝" (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۱ پ ۳)

یعنی: " جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال، اس ایک دانے کی طرح ہے جس سے سات بالیاں اُگتی ہیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ دو گنا (کئی گنا اس میں) اضافہ فرما دیتے ہیں جس کے لیے وہ چاہتے ہیں، اور اللہ تو بہت وسیع عطا فرمانے والے سب کچھ جاننے والے ہیں۔" (گویا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر کم از کم سات سو تو ہے ہی)

★ پھر فرمایا: "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝" (سورۃ السجدۃ آیت ۱۷ پ ۲۱)

یعنی: " اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ جو کچھ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان (اجر و ثواب) ان کے لیے (جنت میں) چھپا کر رکھا گیا ہے، ان کے ان اعمال کی جزا میں جو انھوں نے کیے۔"

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

(۴۸) اور (اس کے شکرانے میں) کافروں اور منافقوں سے ہرگز نہ دبیئے، اور اُن کے تکلیف دینے کی کوئی پرواہ نہ کیجیئے اور اللہ پر بھروسہ رکھیئے (کیونکہ اُس کے لیے تو اللہ (خود بہت) کافی ہے جو اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کردے، (اِس لیے کہ) کام بنانے کے لیے اللہ بہت کافی ہے۔

★ تاریخ بتاتی ہے کہ رسولِ اسلامؐ اور مسلمانوں نے صدرِ اسلام میں طرح طرح کی مخالفتوں اور تکلیفوں کا پہاڑ کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکے۔ اسی لیے آخرکار وہ کامیاب ہوئے۔ اس کی وجہ صرف توکّل اور اللہ پر اعتماد تھا۔ (جس کے لیے کام ہو رہا تھا اُسی نے مدد بھی فرمائی)

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ یاد رکھیے کہ یہ پانچوں احکام جو آخری دو آیتوں میں دیے گئے ہیں، ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ پہلا حکم یہ دیا گیا ہے کہ (۱) مومنین کو خوشخبری سنا دو کہ اُن کے لیے اللہ کا عظیم فضل و کرم تیار ہے

(۲) دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ: "کافروں اور (۳) منافقوں کی اطاعت نہ کرو۔"

(۴) چوتھا حکم یہ دیا گیا کہ "اُن کے دیے ہوئے آزاروں، تکلیفوں کی پرواہ نہ کرو۔"

(۵) آخری حکم یہ دیا گیا کہ: "اللہ پر بھروسہ رکھو کہ وہ تمہاری تکالیف کی دفاع کے لیے بہت کافی ہے۔ یہ پانچواں حکم راہِ حق پر چلنے والوں کے لیے مکمل اور جامع دستور العمل ہے۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾

(۴۹) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو، پھر اگر انھیں ہاتھ لگانے (ہمبستری) سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمھاری طرف سے اُن پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جس کے پورے ہونے کا تم اُن سے مطالبہ کرسکو۔ تو انھیں کچھ مال دے دو، اور انھیں اچھے بھلے مناسب طریقے سے رخصت کردو۔

فقہی مسئلہ یہی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی منکوحہ کو ہمبستری سے پہلے طلاق دیدے تو اُس عورت پر کسی قسم کی عدت نہیں ہے۔ بلکہ طلاق کے بعد فوراً وہ نکاح کرسکتی ہے اور اُس کی یہ طلاق بائن ہوگی۔ مرد پر ایسی صورت میں نصف حقِ مہر واجب الادا ہوتا ہے، اور اِس آیت کے مطابق مطلقہ عورت کو حقِ مہر کے علاوہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق کچھ مال دے کر باعزت عورت کو رخصت کرنا چاہیئے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

★ بھلے طریقے سے رخصت کرنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ عورت کو کچھ دے دلا کر رخصت کردینا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر بُرا بھلا کہے سُنے، بغیر لڑائی جھگڑے کے عزت و شرافت کے ساتھ عورت کے تمام حقوق ادا کرکے اُس کو اپنے گھر سے رخصت کیا جائے۔ ★ .... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

(۵۰) اے نبیؐ! ہم نے آپؐ کے لیے آپؐ کی وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جن کے مہر آپؐ نے ادا کر دیے ہیں، اور وہ عورتیں بھی جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمھاری ملکیت میں آئیں، اور تمھاری وہ چچا زاد، پھوپی زاد اور خالہ زاد (بہنیں) بھی جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ مومنہ عورت بھی حلال کر دی جو (از خود) اپنے آپ کو (بغیر مہر) نبیؐ کے حوالے کر دے اگر نبیؐ اُس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ

www.drhasanrizvi.com

فِیۡۤ اَزۡوَاجِهِمۡ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ لِکَیۡلَا یَکُوۡنَ عَلَیۡکَ حَرَجٌ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۵۰﴾

بات تمام دوسرے مومنوں سے الگ صرف آپؐ کے لیے مخصوص ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ تمام مومنوں کے اُن کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا قوانین فرض کیے ہیں، تاکہ آپؐ پر کوئی تنگی نہ ہو

اللہ بڑا بخش دینے والا، اپنی رحمت سے ڈھانپ لینے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

شانِ نزول

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

"ایک دن جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی زوجہ حفصہ کے کمرے میں تشریف فرما تھے کہ انصار کی ایک عورت خوب بناؤ سنگھار کرکے، کنگھی پٹّی سے آراستہ پیراستہ ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: "یا رسول اللہؐ! کوئی عورت اپنے شوہر کی خود طلبگار نہیں ہوا کرتی۔ مگر میں ایسی عورت ہوں کہ نہ میرا کوئی خاوند ہے، نہ اولاد۔ میں ابھی کنواری ہوں۔ کیا آپؐ کو میری حاجت ہے؟ اگر ہے تو میں اپنے آپ کو آپؐ کی خدمت کے لیے ہبہ کرتی ہوں۔ (یعنی آپؐ کے حوالے کرتی ہوں) بشرطیکہ آپؐ مجھے قبول فرمائیں۔"

جناب رسولِ خداؐ نے اُس کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: "اے گروہ انصار! اللہ تعالٰی تمھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ تمھارے مردوں نے میری مدد کی اور تمھاری عورتیں میرے لیے رغبت رکھتی ہیں۔"

www.drhasanrizvi.com

اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت میں جناب رسولِ خداؐ کو وہ خصوصیت دی گئی ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں یعنی یہ کہ بغیر اُس نکاح کے جس میں ایجاب وقبول کے صیغے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ قانون صرف جناب رسولِ خداؐ کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ دوسرے کسی نکاح میں ہبہ کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔

★ دوسرے یہ کہ ہر نکاح میں مہر لازمی ہوتا ہے، جبکہ یہاں مہر کے بغیر ہبہ کو قبول کیا گیا ہے۔

★ غرض یہ باتیں صرف اور صرف پیغمبر اکرمؐ کے لیے مخصوص ہیں۔

★..... (تفسیر علی ابن ابراہیم، تفسیر تبیان، تفسیر ابن عباس از ابن عباس)

★ روایات میں آیا ہے کہ جب خولہ نے اپنے آپ کو جناب رسولِ خداؐ کے لیے پیش کیا تو حضرت عائشہ نے سخت احتجاج کیا۔ انھوں نے فرمایا: "ان عورتوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ مہر لیے بغیر اپنے آپ کو رسولِ خداؐ کے لیے پیش کر رہی ہیں۔"

★ اس پر یہ آیت اُتری۔

★ آیت کو سن کر حضرت عائشہ نے جناب رسولِ خداؐ سے کہا: "خداوندِ عالم آپؐ کا مقصد بہت جلد پورا کر دیتا ہے۔"

★ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا: "اگر تم بھی خدا کی اطاعت کرنے لگو تو وہ تمہارے مقاصد بھی جلد پورے کرنے لگے گا۔"

★..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر، تفسیر قرطبی، تفسیر روح المعانی)

نوٹ: جناب رسولِ خداؐ کا اخلاق ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عائشہ کے طنزیہ فقرے پر بھی آپؐ نے ایک نہایت پُر از معرفت اور مفید ترین جواب عطا فرمایا کہ: "اگر تم یہ چاہتے ہو کہ

www.drhasanrizvi.com

خدا ہمارے مقاصد کو جلد پورا کر دے، تو تمھیں خدا کی زیادہ سے زیادہ اطاعت کرنی چاہیئے۔"

اصل میں جو عورتیں بلا مہر کے اپنے آپ کو جناب رسولِ خدا کے لیے پیش کرتی تھیں، وہ دنیوی مال و دولت کے بجائے اُخروی اعزاز کی طلب گار تھیں۔

رہا یہ کہنا کہ (معاذ اللہ) جناب رسولِ خدا کی جنسی خواہشات بہت زیادہ تھیں۔

تاریخی اعتبار سے غلط ہے۔ جس وقت آپؐ کی عمر صرف ۲۴ سال تھی، سارے مکّہ والے یہ پیش کش کر رہے تھے کہ اے محمدؐ! آپؐ جس عورت سے چاہیں نکاح فرمالیں۔ ہم پیش کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن آنحضرتؐ نے اُن کی پیش کش قبول نہ فرمائی۔

★..... (سیرت ابن ہشام، تاریخِ طبری)

★ پھر آپؐ نے ۲۵ سال کی عمر میں ایک ۴۰ سالہ بیوہ خاتون سے شادی کی۔ جو دولتمند تھیں اور آنحضرتؐ پر صدقِ دل سے ایمان لے آئیں۔ اُن کی موجودگی میں کسی اور عورت سے دوسرا نکاح نہ کیا کوئی جنس پرست آدمی کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔

★..... (متفقہ تاریخ)

★ جناب رسولِ خدا نے صرف ایک باکرہ عورت سے شادی کی، وہ بھی اُن کے والد صاحب کی فرمائش پر۔ باقی تمام بیویاں بیوہ تھیں۔ کوئی بھی جنس پرست آدمی بیوہ کے بجائے کنواری عورت سے شادی کرنا پسند کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ تعددِ ازواج کا مقصد جنسی آسودگی نہ تھا، بلکہ دین کی تبلیغ اور دوسرے قبیلوں سے بہتر تعلقات کو درست کرنا تھا، تاکہ مسلمان خون خرابے سے محفوظ رہیں۔

★..... (تفسیر نمونہ ۔ بحار الانوار جلد دوم)

★ عرب قبیلے اِس بات پر فخر کرتے تھے کہ ہمارے قبیلے کی کوئی خاتون جناب رسولِ خدا کے بیت الشرف کی زینت بنے۔ اِس لیے وہ عورتوں کو آنحضرتؐ کی خدمت کا شرف حاصل کرنے کے لیے پیش کرتے تھے۔ اُس کو انکار کرنا پورے قبیلے کو ذلیل کرنا سمجھا جاتا تھا۔ پھر یہ کہ جس بات پر خداوندِ عالم کو کوئی اعتراض نہیں، اُس پر بندوں کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ ★ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَ (۵۱) آپؐ اُن میں سے اپنی جس بیوی
تُـٔوِیۡۤ اِلَیۡکَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَ کو چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں
مَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں
فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکَ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس
اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُهُنَّ وَ لَا یَحۡزَنَّ بلالیں۔ اس معاملے میں آپؐ پر
وَ یَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَهُنَّ کوئی تنگی یا گناہ نہیں ہے۔ اس طرح
کُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ زیادہ امکان ہے کہ اُن کی آنکھیں
قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ ٹھنڈی رہیں گی، اور وہ غمزدہ بھی
عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۱﴾ نہ ہوں گی، اور آپؐ جو کچھ بھی اُن کو
دیں گے اُس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اور جو کچھ بھی تم لوگوں کے دلوں میں ہے
اُسے اللہ خوب جانتا ہے (کیوں کہ) اللہ ہر چیز کا اچھی طرح سے جاننے والا بھی ہے
اور بڑا برداشت کرنے والا بھی۔

★ اصل میں اِن احکامات کا مقصد یہ تھا کہ جنابِ رسولِ خدا ام خانگی زندگی کی اُلجھنوں سے نجات پا کر

www.drhasanrizvi.com

پورے سکون و اطمینان کے ساتھ دینِ اسلام کا کام انجام دے سکیں۔ اسی لیے آپؐ کو ازواج کے بارے میں وسیع اختیارات دیے گئے۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے تمام ازواج کے ساتھ مکمل عدل فرمایا کسی کو کسی پر ترجیح نہ دی۔ اسی لیے کوئی بیوی نہ کہہ سکی کہ میرے ساتھ زیادتی کی گئی۔ خود حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ اس آیت کے بعد جناب رسولِ خداؐ کا طریقہ یہی رہا کہ آپؐ نے ہماری باریاں مقرر فرمادی تھیں، اور اگر باری کے خلاف کسی کے پاس جاتے تھے تو جس کی باری ہوتی تھی اُس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔ ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔

☆..... (بخاری شریف، مسلم شریف، نسائی، ابوداؤد)

★ ابنِ ابی حاتم، امام زہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ "نبی اکرمؐ کا اپنی کسی بیوی کو اُس کی باری سے محروم کرنا ثابت نہیں۔

☆..... (ابنِ ابی حاتم)

★ تفسیر برہان میں بروایت ابنِ بابویہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی ازواج کی تعداد سترہ تھی۔ اُن میں وہ دو بیویاں جو کنیزیں تھیں ایک کا نام ماریہ قبطیہ دوسری کا نام ریحانہ تھا۔ اور تمام ازواج میں سے افضل جناب خدیجہؑ ہیں اور پھر جناب اُمِ سلمہؓ اور ان کے بعد جناب جویریہؓ کو فضیلت حاصل ہے۔ جن لوگوں نے حضرت عائشہ کی فضیلت بیان کی ہے وہ صرف حضرت خدیجہؑ کی فضیلت کو برداشت نہ کر سکے۔ کیوں کہ حضرت خدیجہؑ جناب فاطمہؑ کی والدہ تھیں، اور گیارہ معصوم اماموںؑ کی جدّہ ماجدہ ہونے کا اُن ہی کو شرف حاصل ہے۔ اور جناب فاطمہؑ کی فضیلت کے بارے میں کون انکار کر سکتا ہے کہ آپ سیّدۃ نساء العالمین ہیں۔

قرآنِ مجید میں جہاں کہیں ازواجِ نبیؐ کو سرزنش کی گئی ہے شانِ نزول کے لحاظ سے حضرت عائشہ اُن میں مقدم ہیں لہٰذا ان کی افضلیت کا اعلان کرنا آیاتِ قرآن سے انحراف کرنے کے مترادف ہے۔

☆..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

(۵۲) اس کے بعد آپ کے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اس بات کی اجازت ہے کہ آپ ان کی جگہ دوسری بیویاں لے آئیں، چاہے اُن کا حسن و جمال، اُن کی خوبصورتی آپ کو کتنی ہی پسند کیوں نہ آئے، سوا اُن کے جو آپ کی ملکیت میں ہوں۔ بہر حال اللہ ہر چیز پر نگراں ہے۔

ع ۱۲ / ۳

محققین نے نتیجہ نکالا کہ ایسی تمام آیتیں جن میں پیغمبرِ اسلام ؐ کو سختی کے ساتھ پابندی کا حکم دیا گیا ہے، ثابت کرتی ہیں کہ قرآن، رسولِ خدا ؐ کا کلام نہیں ہے، بلکہ کسی بالادست طاقت کا کلام ہے۔ ایسی بلند ذات جو خود رسولِ خدا ؐ پر بھی حکمراں ہے۔

★...... (فصل الخطاب)

فقہائے کرام نے نتیجہ نکالا کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اُس کو دیکھنا جائز ہے۔

★...... (قرطبی)

خداوندِ عالم کے اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ جو عورتیں آیت نمبر ۵۰ کی رُو سے اے رسول ؐ آپ کے لیے حلال کی گئی ہیں، اُن کے سوا کوئی اور عورت آپ ؐ کے لیے حلال نہیں ہے۔

★...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

خدا کے قانون میں سہولت ہے

شریعت میں جہاں آسانیاں فراہم کی جاتی ہیں وہ انسانوں کی سہولت کے لیے ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے قانون سے ناجائز فائدہ اُٹھائے تو یہ اُس کا اپنا قصور ہوگا، قانون کا نہیں۔ مثلاً۔ اگر خداوندِ عالم نے چار شادیوں کی اجازت دی ہے تو یہ ہماری سہولت اور غیر شادی شدہ عورتوں کی زندگی بنانے کے لیے ہے۔ اب اگر کوئی اِس قانون کو اس طرح استعمال کرے کہ چار چار شادیاں کرتا ہے اور اُن کو طلاق دیتا رہے تو گویا اُس نے قانون کو اپنی عیاشی کا ذریعہ بنا کر کھیل بنالیا۔ قانون اِس لیے نہیں بنایا گیا تھا۔ اُس نے قانون کو غلط استعمال کیا جبکہ قانون کا مقصد مردوں کے لیے آسانی اور عورتوں کی صلاح و فلاح کا سامان تھا۔ اِسی طرح شریعت کے تمام قوانین انسانی ضرورت، فطرت، حالات اور سہولت کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اگر مالدار لوگ ان قوانین کو عیاشی کا ذریعہ بنالیں تو یہ اُن کا اپنا قصور ہوگا نہ کہ شریعت کا۔

..... (تفہیم القرآن، تفسیر کبیر)

★ معاذاللہ یہ حکم رسولِ خداؐ کی توہین نہیں ہے۔ بلکہ اِس حکم سے کثرتِ ازواج کو روکنا تھا۔

اصل میں بہت سے قبیلے اپنی اپنی بیٹیاں پیش کرنا چاہتے تھے اور دباؤ ڈال رہے تھے کہ حضورؐ اُن کے قبیلے کی بھی ایک لڑکی قبول فرمائیں۔ مگر ہر چیز ایک حد تک مفید ہوتی ہے حد سے بڑھ جانا ہر چیز کا مضر ہوجاتا ہے۔ اِس لیے اِس سلسلے کو روکنے کے لیے یہ حکم دیا گیا، تاکہ دوسرے قبیلے مزید دباؤ نہ ڈالیں۔ کیوں کہ حضور اکرمؐ کے عقد میں بیوہ عورتیں تھیں، تو قبیلے والے یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ آپؐ خوبصورت عورتوں کو قبول فرمائیں (جو کنواری بھی ہوں گی) اِس لیے آیت میں زور دے کر کہا گیا کہ اگر وہ خوبصورت عورتیں تمہیں پسند بھی ہوں، تب بھی آپؐ اُن سے مزید عقد نہ فرمائیں۔ یعنی قبیلے والوں کے دباؤ کے پیشِ نظر اُن کے استدلال کو رد فرمادیا۔ ★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

لونڈیوں کا ہونا تو ضروری تھا

لونڈیوں (کنیزوں) کا ہونا پرانے معاشرے میں ضروری تھا۔ اِس لیے کہ وہ عورتیں جو جنگ میں پکڑی جاتی تھیں اُن کی رہائش، طعام اور دیگر ضروریات کا کس طرح انتظام ہو سکتا تھا۔ اِس لیے یہی واحد طریقہ ممکن تھا کہ اُن کو اُن لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے جو اُن کے اخراجات برداشت کر سکیں۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

فقہا رنے آیت کے اِن الفاظ سے کہ

"ہر چند اُن کا حُسن و جمال آپؐ کو بہت اچھا لگے۔" یہ نتیجہ نکالا کہ: "ہر شخص اگر کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو وہ نکاح سے پہلے اُس کو دیکھ سکتا ہے۔ اُس کی صورت شکل اور جسمانی ساخت کو دیکھنا جائز ہے۔

★ شادی سے قبل عورت کو دیکھنا جائز ہے

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص شادی کرنا چاہے وہ پہلے عورت کو دیکھ لے۔ کیوں کہ یہ چیز سبب بنے گی دونوں کے درمیان محبت اور الفت کا، اور پائیدار تعلقات کا۔"

★ ...... (تفسیر قرطبی جلد ۸)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ: "جس وقت انسان کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے، تو پہلے اُسے دیکھ لے۔ اُس کے چہرے اور اُس کی پُشت پر نگاہ کرے۔"

★ ...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۴)

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا (۵۳) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو،

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ — جب تک تم کو کھانے کی طرف

لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ — بلایا نہ جائے، تم پیغمبر کے گھروں کے

اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ — اندر بلا اجازت نہ چلے آیا کرو۔ لیکن

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا — اگر تمھیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ

وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ — مگر جب تم کھانا کھالو تو اِدھر اُدھر چلے

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي — جاؤ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے

النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز — رہا کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ — کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر وہ تم سے کہتے

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا — ہوئے شرماتے ہیں، لیکن اللہ حق بات

فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ — کہنے میں نہیں شرماتا۔ اور جب تم نبی

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ — کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے

پیچھے سے مانگو، یہ بات تمھارے دلوں

www.drhasanrizvi.com

وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ — اور اُن کے دلوں کو پاک رکھنے

اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ — کا زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ اور تمہارے

لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ — لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے

مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ — رسولؐ کو تکلیف دو، اور نہ یہ بات

كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ — جائز ہے کہ رسولؐ کے بعد کبھی بھی

اُنؐ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ ﴿۵۴﴾ — تم خواہ کوئی بات ظاہر کرو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ — یا چھپاؤ اللہ کو یقیناً ہر بات اچھی

عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ — طرح معلوم ہے۔

اس آیت ۵۳ میں حکم دیا جارہا ہے: کہ: "جب رسولِ خداؐ تمہیں اپنے گھر بلایا کریں تو بھوکوں کی طرح برتنوں کو نہ تکا کرو یا باہر آکر ڈٹ نہ جایا کرو کہ کب کھانا پکے گا اور ہم کھائیں گے۔ کیوں کہ یہ سب باتیں رسولِ خداؐ کی تکلیف کا سبب بنتی ہیں۔" ★ (تفسیر صافی ص ۳۰۹)

★ **محققین نے نتیجہ نکالا کہ** پیغمبر اکرمؐ کو صرف اچھے اور مہذب لوگوں ہی سے پالا نہیں پڑتا تھا، بلکہ

www.drhasanrizvi.com

ایسے ایسے بھی تھے کہ جن کو روزمرہ کی معمولی تہذیب و اخلاق سے بھی کوئی سروکار نہ تھا۔ اور ایسے ایسے بھی تھے کہ رسولِ خدا کی آنکھ بند ہوتے ہی رسولؐ کی ازواج سے شادی رچانے کے چکر میں رہتے تھے۔

★ ...... (فصل الخطاب)

★ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ طلحہ نے کہا تھا کہ میں رسول اللہؐ کے بعد عائشہ سے شادی کروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ دو آدمیوں نے آپس میں یہ بات طے کی تھی۔ ایک کا ارادہ جناب عائشہ سے اور دوسرے کا جناب اُمِ سلمہؓ سے نکاح کرنے کا تھا۔ پس یہ آیت اُتری اور ازواجِ نبیؐ سے نکاح کرنے کی حرمت واضح ہوگئی۔ بعدِ وفات آپؐ کی دو کنیزوں نے شادی کرلی تھی۔ ایک کا شوہر کوڑھی اور دوسری کا شوہر پاگل ہوگیا تھا

★ ...... (تفسیر انوار النجف ۔ تفسیر صافی)

★ **شانِ نزول** عربوں کا دستور تھا کہ اگر انھیں کسی شخص سے ملنا ہوتا تو بے تکلف بلا اجازت اُس کے گھر میں داخل ہوجاتے، اور عورتوں، بچوں سے پوچھتے کہ صاحبِ خانہ ہیں یا نہیں۔؟

★ دوسری رسم یہ بھی تھی کہ کسی بھی ملاقاتی کے گھر کھانے کے وقت پہنچ جاتے۔ ظاہر ہے کہ ہر آدمی کے بس میں یہ بات نہیں کہ ہر وقت ضرورت سے زیادہ کھانا تیار رکھے اور کئی کئی آنے والوں کو کھلانا کھلاتا رہے اس لیے حکم دیا گیا کہ کھانے کے لیے صرف اُس وقت کسی کے گھر جاؤ جب وہ کھلانے پر بلائے۔

★ .... (تفہیم القرآن۔ تفسیر کبیر، مجمع البیان)

★ تیسرا عیب عربوں میں عام یہ تھا کہ کھانے پر بلائے جاتے تو کھانے کے بعد ڈٹ کر بیٹھ جاتے اور آپس میں خوب خوب باتیں کرتے۔

★ حضورِ اکرمؐ کے خادم حضرت انس کی روایت ہے کہ: "حضورِ اکرمؐ نے چند اصحاب کو کھانے پر بلایا کھانے کے بعد وہ باتوں میں مشغول ہوگئے۔ آپؐ کئی مرتبہ گھر میں داخل ہوئے کہ وہ سمجھ جائیں کہ اب بیٹھنے کا وقت نہیں ہے، مگر وہ جمے رہے۔ اس لیے اللہ نے یہ حکم نازل فرمایا۔

★ ...... (صحیح مسلم، نسائی، ابنِ جریر)

www.drhasanrizvi.com

خواتین کے پردے کا حکم

جناب رسولِ خداؐ کے گھر ہر شخص آتا جاتا تھا۔ اِس لئے خدا نے حکم دیا کہ کوئی غیر مرد حضورؐ کے گھر کے اندر نہ آئے۔ اور جس کو خواتین سے کوئی کام ہو وہ پردے کے پیچھے سے بات کرے۔" اِس حکم کے بعد ازواجِ نبیؐ کے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیے گئے۔ اور اسی طرح تمام مسلمانوں نے بھی اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیے۔ کیوں کہ

★ آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ: "جو لوگ دل پاک رکھنا چاہیں اُن کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

★...... (تفسیر کبیر۔ تفہیم القرآن)

★ ' اب ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ جو قرآن عورتوں سے بات کرنے کی اجازت بھی اِس شرط پر دیتا ہے کہ پردے کے پیچھے سے بات کی جائے، پھر بھلا وہی قرآن کس طرح اِس بات کی اجازت دے گا کہ عورتیں مردوں کے سامنے بے پردہ اسٹیج پر آئیں، ناچیں گائیں، بے تکلف مردوں سے ملیں اور اپنے حُسن اور اداؤں کی نمائش فرمائیں؟ —————— (تفہیم القرآن)

مہمان نوازی اسلامی تعلیمات کا ایک حسین اور عمدہ باب ہے

★ مہمان کو کھانے پر بلانا یا مہمان نوازی کرنا اسلام کی تعلیمات میں خاص اہمیت رکھتا ہے

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مہمان جنت میں لے جانے والا رہنما ہوتا ہے۔"

★...... (بحار الانوار جلد ۵)

★ نیز حضورِ اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا: "مہمان ' اپنا رزق لے کر آتا ہے، اور مہمان نواز کے گھر والوں کے گناہ لے کر چلا جاتا ہے۔" (یعنی اللہ اُن کے گناہ مہمان کی وجہ سے معاف فرما دیتے ہیں)

یہ سُن کر کسی نے عرض کی: "یا رسول اللہؐ! میرا طریقہ زندگی یہ ہے کہ میں مکمل طور پر وضو کرتا ہوں، نماز پابندیٔ وقت سے ادا کرتا ہوں، زکوٰۃ پوری پوری ادا کرتا ہوں، مہمانوں کی مہمان نوازی (خاطر تواضع) خوش ہو کر خداوندِ عالم کی خوشی و رضا حاصل کرنے کے لئے کرتا ہوں۔" پس آنحضرتؐ نے

فرمایا: "بخ بخ بخ، کیا کہنا، کیا کہنا، کیا کہنا (مرحبا) تم نے تو (ایسے کام اپنا لیے جن کی وجہ سے) اپنے اوپر جہنم کے دروازے بند کر لیے، اور خداوندِ عالم نے تم کو ہر قسم کے بخل سے پاک کر دیا۔"

★ ..... (تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "مومن اپنے بھائی کے ساتھ بے تکلف ہوتے ہیں۔"

★ ..... (بحار الانوار جلد ۷۵)

★ جناب سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے، اُس کا بندوبست کرنے کا تکلف مہمان کے لیے نہ کرو، اور جو چیز تمہارے پاس موجود ہے اُس کو مہمان کے سامنے پیش کرنے میں سستی نہ کرو۔"

★ ..... (محجۃ البیضاء جلد ۳)

مہمان کا حق میزبان پر

(۱) بلا تکلف اُس کے آرام و آسائش کا بندوبست کیا جائے۔

یہاں تک جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ "مہمان کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اُس کے لیے خلال تک کا انتظام کیا جائے۔"

★ .... (بحار الانوار جلد ۷۵)

(۲) مہمان سے یہ نہ پوچھا جائے کہ کھانا کھاؤ گے؟ بس دسترخوان بچھا دیا جائے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "جب تمہارا بھائی تمہارے پاس آئے تو اُس سے یہ نہ پوچھو کہ تم نے کھانا کھایا ہے یا نہیں؟ جو چیز تمہارے پاس ہے، اُس کو اُس کے سامنے لا کر رکھ دو۔ سخی وہ ہوتا ہے جو وہ چیز پیش کرنے میں کنجوسی نہ کرے، جو اُس کے پاس ہے۔" ★ (بحار الانوار جلد ۷۵)

★ نیز فرمایا: "مہمان کے سامنے میزبان جو چیز لا کر رکھ دے اور مہمان اُسے حقیر سمجھے تو مہمان ہلاک ہوگا۔" ← (محجۃ البیضاء جلد ۳)

(۳) مہمان کا حق یہ بھی ہے کہ جب وہ آئے تو اُس کا سامان لانے میں اُس کی مدد کرو، مگر گھر سے جاتے ہوئے ★ اُس کی مدد بخوشی نہ کرو۔ کہیں وہ یہ نہ سوچے کہ تم اُس کے واپس جانے کو پسند کرتے ہو۔" (بحار الانوار جلد ۷۵)

www.drhasanrizvi.com

(۵۵) لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ آبَآئِهِنَّ وَلَا أَبْنَآئِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۵۵

(۵۵) البتہ نبی کی بیویوں کے لیے اس میں کوئی حرج یا تنگی نہیں کہ اُن کے باپ اُن کے بیٹے، اُن کے بھائی، اُن کے بھتیجے، بھانجے، اُن کی ملنے جلنے والی عورتیں، اور اُن کی لونڈیاں اُن کے گھروں میں آئیں، تم عورتوں کو اللہ کی نافرمانی سے بچنا اور اس کے غصہ سے ڈرنا چاہیئے۔ حقیقتاً اللہ ہر چیز پر پوری طرح نظر رکھتا ہے۔

شانِ نزول جب آیت ۵۳ (آیتِ حجاب) اُتری تو ازواجِ نبی کے باپ، بھائی اور دیگر رشتہ داروں نے پوچھا کہ: "یا رسول اللہ! کیا ہم بھی اُن سے پردے کی اوٹ میں بات کریں؟" اس کے جواب میں یہ آیت اُتری۔ اِن چھ گروہوں کو محرم قرار دیا۔ البتہ چچا اور ماموں کا ذکر نہیں آیا۔ یہ قرآن کی فصاحت ہے کہ اضافی الفاظ استعمال نہیں فرماتا، کیوں کہ جب بھتیجے بھانجے محرم قرار پاگئے تو چچا، ماموں از خود محرم قرار پائے۔ ... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ (۵۶) یقیناً اللہ اور اُس کے ملائکہ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ النبیؐ پر درود بھیجتے رہتے ہیں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا اے ایمان لانے والو! تم بھی
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اُن پر درود بھیجو، اور ایسا
سلام بھیجتے رہو جو تسلیمات بھیجتے رہنے کا حق ہے۔

یعنی: خدا اُن[1] پر اپنی خاص الخاص بیشمار رحمتیں نازل فرماتا رہتا ہے (۲) اُن پر بیحد مہربان ہے، (۳) اُن کی بیحد تعریفیں بیان فرماتا ہے (۴) اُن کا نام بلند فرماتا ہے اور (۵) اُن کے ہر کام میں اُن کی مدد فرماتا اور (۶) برکت عطا فرماتا ہے اور (۷) خدا کے فرشتے اُس سے ایسا کرتے رہنے کی دعا کرتے رہتے ہیں، تو اے مومنو! تم بھی ایسا ہی کرتے رہنے کی خدا سے دُعا کرتے رہو۔

درود کا طریقہ بخاری شریف میں

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ:

* جناب رسولِ خداؐ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کو سلام کرنے کا طریقہ تو جانتے ہیں

www.drhasanrizvi.com

مگر آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ نہیں جانتے"۔

★ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا۔ اس طرح کہا کرو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" ★

★ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی، سنن ابن ماجہ۔ امام احمد
★ ۔ تفسیر کبیر، تفسیر درمنثور، تفسیر المیزان، ابن ابی شیبہ، تفہیم وغیرہ)

★ امام سیوطی نے اٹھارہ حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔ سب حدیثوں میں محمدؐ کے بعد آلِ محمدؑ کا ذکر ہے۔

★ ابراہیمؑ کے ساتھ آلِ ابراہیم کا ذکر، اور محمدؐ کے بعد آلِ محمدؑ کا ذکر واضح طور پر بتاتا ہے کہ:
آلِ محمدؑ، آلِ ابراہیم کا تسلسل ہیں۔

★ ...... (مؤلف)

★ "صحیح مسلم، صحیح بخاری" میں اکابر صحابہ سے حدیثیں نقل ہوئی ہیں جن کے راوی ابن عباسؓ، طلحہ، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ابومسعود، کعب اور حضرت امام علیؑ شامل ہیں۔ تمام روایات میں محمدؐ کے ساتھ آلِ محمدؑ کو شامل کیا گیا ہے۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ ابن حجر مکی نے یہ حدیث صواعقِ محرقہ میں لکھی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا:

"مجھ پر ناقص دُم کٹی صلواۃ نہ بھیجا کرو"۔

یعنی: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کہہ کر نہ رکا کرو بلکہ اس طرح کہا کرو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" ★ (صواعق محرقہ ص۱۴۴)

★ اسی بنا پر اہلِ سنت کے اکابرین، رسولِ خداؐ کے ساتھ آلِ محمدؑ کے اضافہ کو تشہد میں واجب قرار دیتے ہیں۔ ؎

(؎ بقول امام احمد بن حنبل، امام شافعی)

www.drhasanrizvi.com

★ "صَلٰوۃ" کی جمع "صَلَوات" ہے۔ جب اِس لفظ کو خدا کی طرف نسبت دی جائے تو اِس کے معنی رحمت نازل کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور جب اِس لفظ کی نسبت فرشتوں اور مومنین کی طرف ہو تو اس کے معنی طلبِ رحمت یا رحمت کے لیے خدا سے دعاء مانگنے کے ہوتے ہیں۔

★...... (مفردات القرآن، امام راغب)

★ "یُصَلُّوْنَ" مضارع کا صیغہ ہے جس کے اندر استمرار (جاری رہنا) ہوتا ہے۔ یعنی فرشتوں اور مومنوں کی دعاء سے اللہ (محمدؐ و آلِ محمدؐ پر) مسلسل رحمت نازل فرماتا رہتا ہے۔

★ "صَلُّوْا": کا مطلب رسولِ خداؐ اور اُنؐ کی آلؑ کے لیے رحمت کی دعاء کرنا۔

★ "سَلِّمُوْا": کے معنی رسولِ خداؐ اور آلِ رسولؑ کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم و اطاعت کا جھکا دینا۔

★ امام معصومؑ نے فرمایا: "تسلیم کے معنی ہر ہر کام میں اُن کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا ہے"۔

★...... (تفسیر مجمع البیان)

مکمل صلوٰۃ

جنابِ ابوحمزہ ثمالیؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ سے صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ معلوم کیا گیا تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اِن الفاظ سے صلوٰۃ بھیجا کرو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ)

دُرود بھیجنے کا فائدہ

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کسی نے

دریافت کیا کہ: فرزندِ رسولؐ! دُرود بھیجنے پر ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟"

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "یہ پڑھنے والا گناہوں سے اِس طرح نکل جائے گا کہ گویا وہ آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔"

★...... (معانی الاخبار)

ایک فرشتے کی اللہ سے درخواست

★ تفسیر بُرہان میں مجالسِ ... سے منقول ہے کہ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "ایک فرشتے نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی، کہ مجھے تمام کی باتوں کے سننے کی توفیق عطا فرمادیجیے۔" چنانچہ اللہ نے اُس کی دعا قبول فرمالی۔ پس وہ فرشتہ قیامت تک اِس کام پر مامور ہے کہ جب بھی کوئی مومن محمّد وآلِ محمّدؐ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اُس مومن سے کہتا ہے کہ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ، اور اس کے بعد خدمتِ نبویؐ میں پہنچ کر حضور اکرمؐ کو اُس مومن کا سلام پہنچاتا ہے پس آنحضرتؐ بھی جواب میں فرماتے ہیں" وَعَلَیْہِ السَّلَامُ۔"

★ تفسیرِ برہان" میں ہے کہ" جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص میرے لیے دُرود بھیجے اور میری آلؑ کو اُس میں شامل نہ کرے تو وہ جنّت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالاں کہ جنّت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (تفسیر انوار النجف، تفسیر نور الثقلین)

★ نیز تفسیر مجمع البیان" کے محشی فاضل ابوالحسن شعرانی نے فرمایا کہ علمائے امامیہ اور شافعی کے نزدیک نماز کے تشہد میں محمّد وآلِ محمّدؐ پر دُرود پڑھنا واجب ہے۔ اور بعض علماء نے قرآن مجید کی اِس آیت سے دُرود کا جُزوِ تشہد ہونا اِس طرح ثابت کیا ہے کہ آیت میں "صَلُّوْا" امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے، اور دُرود کا پڑھنا تشہد کے علاوہ اور کسی مقام پر حکم نہیں ہے۔ لہٰذا دُرود میں اس کا پڑھنا واجب ثابت ہوا۔ اور امام شافعی کا قول ہے: "یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ ⁂ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ

وَکَفَاکُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ ⁂ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ (یعنی)

"اے اہلِ بیتِ رسولؐ تمھاری محبت قرآن میں اللہ نے فرض کردی ہے۔ اور تمھارے رتبے کی عظمت میں یہ کافی ہے کہ جو بھی تم پر دُرود نہ پڑھے اُس کی نماز بھی نامکمل ہے۔" ★..... (تفسیر انوار النجف، تفسیر [illegible]، تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مجھ پر ناقص، کٹی پھٹی درود نہ بھیجو۔" عرض کی "ناقص کٹی پھٹی درود کا کیا مطلب ہے؟" فرمایا: "مجھ پر درود بھیجو اور میری آلؑ پر درود نہ بھیجو۔" پھر فرمایا: "اس طرح درود بھیجو" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ"۔ ★ .... (صواعقِ محرقہ ص۱۴۴ ابن حجر مکی)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔" ★ ... (صحیح مسلم شریف)

★ نیز فرمایا: "قیامت کے دن میرے ساتھ رہنے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔" ★ ... (ترمذی شریف)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "قیامت کے دن میزانِ عمل میں درود سے زیادہ وزنی کوئی عمل نہیں ہوگا۔" ★ .... (تفسیر انوار النجف)

شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ درود پڑھا کرو

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا،

"شبِ جمعہ بہت کافی فرشتے سُنہری قلم اور روپہری (چاندی کی) تختیاں (ورق) لے کر صرف درود شریف لکھنے کے لیے زمین پر اُترتے ہیں پس تم لوگ زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو۔" پس آپؑ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ اور باقی دنوں میں ایک سو مرتبہ درود پڑھا کرو۔ ★ ... (تفسیر انوار النجف)

اعتراض: یہ ہے کہ کیا نبی اکرمؐ کو ہماری دعاء (درود) سے کوئی فائدہ ہوتا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ: (۱) ہمارا درود پڑھنا محسن کے احسان کی حق شناسی کے طور پر ہے۔ ورنہ دعاء کا نتیجہ تو خود ہمارے ہی حق میں ہوتا ہے۔ (۲) خدا کے حکم کی تعمیل ہے (۳) اللہ اُن کے وسیلے سے ہم پر رحمتیں، برکتیں نازل فرماتے ہیں (۴) ہماری دعائیں قبول فرماتے ہیں۔ جس طرح درخت کے پتّوں کی شادابی کے لیے درخت کی جڑوں کو پانی پہنچایا جاتا ہے تو پتے سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں۔ ہم لوگ درخت کے پتّوں کی طرح ہیں، فیوض و برکاتِ خداوندی براہِ راست حاصل کرنے کے قابل نہیں ہیں اس لیے طلبِ رحمت کے لیے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ (۵۷)	رہے وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے
وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی	رسولؐ کو تکلیف دیتے ہیں، یقیناً
الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ	اُن پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں
لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾	لعنت کی ہے اور اُن کے لیے
	ذلیل کرنے والی سزا تیار کر رکھی ہے۔

جس نے علیؑ و فاطمہؑ کو اذیت پہنچائی اُس نے رسولؐ اور اللہ کو اذیت دی

★ تفسیر "برہان" میں جامع ترمذی، صحیح بخاری، حلیہ ابو نعیم، مسند احمد بن حنبل وغیرہ سے روایت ہے کہ:

"ایک دفعہ مالِ غنیمت سے حضرت علیؑ نے ایک لونڈی خریدنے کا ارادہ فرمایا تو حاطب بن ابی بلتعہ اور بریدہ اسلمی نے مل کر اُس لونڈی کی بولی میں رقم بڑھانی شروع کر دی حتیٰ کہ وہ کافی قیمت کی ہو گئی تاہم حضرت علیؑ نے اُسے خرید لیا۔ واپسی پر بریدہ نے جناب رسولِ خداؐ کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت علیؑ کی شکایت کی، آپؐ نے منھ پھیر لیا، اُس نے پھر شکایت کرنی چاہی، آپؐ نے منھ پھیر لیا۔ غرض بار بار ایسا ہی ہوا۔ بالآخر آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے بریدہ! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ آج تو رسولِ خداؐ کو اذیت پہنچا رہا ہے کیا تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا: "اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ ... الخ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ: "اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیۡ وَ اَنَا مِنۡہُ وَ اِنَّ مَنۡ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَانِیۡ وَ مَنۡ اٰذَانِیۡ فَقَدۡ اٰذَی اللّٰہَ وَ مَنۡ اٰذَی اللّٰہَ فَحَقٌّ عَلَی اللّٰہِ اَنۡ یُّؤۡذِیَہٗ بِاَلِیۡمِ عَذَابِہٖ

www.drhasanrizvi.com

فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ٭"

یعنی: "تحقیق (بلاشک و شبہ) علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں جس نے علیؑ کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی، اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی پس اللہ کو حق حاصل ہے کہ اُس کو جہنم کی آگ میں سخت اذیت دے۔"

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے بریدہ! کیا تو زیادہ عالم ہے یا اللہ؟ کیا تو زیادہ عالم ہے یا لوحِ محفوظ کے قاری؟ کیا تو زیادہ عالم ہے یا رحموں پر مامور فرشتے؟ کیا تو زیادہ عالم ہے یا علیؑ ابنِ ابیطالبؑ پر معین کراماً کاتبین؟..... پس ہر سوال کے جواب میں بریدہ نے اپنی کم علمی کا اقرار کیا۔

پھر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ: جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یومِ ولادت سے آج تک علیؑ کے نامۂ اعمال میں کراماً کاتبین نے کوئی گناہ نہیں لکھا۔ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ

"یعنی: بلاشک و شبہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں، اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی و سرپرست ہیں۔"

پھر فرمایا: "اے بریدہ! آئندہ علیؑ کے متعلق اِس قسم کی جرأت نہ کرنا۔ ٭ علیؑ امیر المومنین ہیں، ٭ علیؑ سید الصالحین ہیں ٭ علیؑ فارس المسلمین ہیں ٭ علیؑ قائد الغر المحجلین ہیں ٭ علیؑ قسیم الجنۃ والنار ہیں ٭ علیؑ دوزخ سے کہیں گے "هٰذَا لِیْ وَ هٰذَا لَكِ" یعنی: یہ میرا ہے (اسے کوئی تکلیف نہ ہو) اور وہ تیرا ہے (اُسے پکڑ لے)۔ پھر فرمایا: اے بریدہ! علیؑ کی وجہ سے جو شخص محبِ علیؑ کی حاجت روائی کرے گا تو بوقت میزان اُس کی نیکیوں کا پلہ وزنی ہوگا خواہ اُس کے گناہ کسی قدر زیادہ کیوں نہ ہوں اور اُس کے ساتھ اُس کے والدین کے گناہ بھی بخشے جائیں گے اور وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ اے بریدہ! تینوں جمروں پر مارے ہوئے سنگریزوں سے بھی زیادہ علیؑ سے بغض رکھنے والے جہنم میں ہوں گے۔"

٭ "تفسیر صافی" میں ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے لیے اُتری ہے جنھوں نے حضرت امام علیؑ اور جناب فاطمہؑ کا حق غصب کیا اور شہزادی کونین کو اذیت پہنچائی اور حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا: "جو شخص میری بیٹی کو میری زندگی میں اذیت پہنچائے گا گویا اُس نے مجھے مرنے کے بعد اذیت دی اور جو اُس کو میرے مرنے کے بعد اذیت دے گا گویا اُس نے مجھے زندگی میں اذیت دی۔" جس نے رسولِ خدا کو اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی وہ عذابِ شدید کا مزہ دوزخ میں چکھے گا) ٭.... (تفسیر انوار النجف) (ملخص)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۵۸) اور جن لوگوں نے ایمان دار
وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا مردوں اور ایماندار عورتوں کو
فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا بغیر جرم و خطا کے تکلیف دی
وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع ۷ ہے انھوں نے ایک بہت بڑا بہتان
اور ایک صریحی گناہ کا بوجھ اپنے سر پر لے لیا

بہتان اور غیبت کی تعریف

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کسی نے دریافت کیا: "غیبت کسے کہتے ہیں؟" آپؐ نے فرمایا: "ذِکْرُكَ اَخَاكَ مَا يَكْرَهُ"
یعنی: "اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا کہ اُس کو ناپسند ہو۔"
پھر سوال کیا گیا کہ اگر اُس میں وہ عیب واقعی موجود ہو؟" آپؐ نے فرمایا: "اگر اُس میں وہ عیب موجود ہو تو اُس کا ذکر کرنا غیبت ہے اور اگر اُس میں وہ عیب موجود نہ ہو تو اُس کا بیان بہتان ہے۔"
(ابوداؤد - ترمذی)

"يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ"

تفسیر قمی سے منقول ہے کہ جس نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو اذیت دی وہ بھی اس میں داخل ہیں اور قیامت تک جو مومنوں اور مومنات کو اذیت دینے والے ہوں گے اس آیتِ مجیدہ کے مصداق میں داخل ہوں گے۔ نیز حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ اللہ کے دوستوں کو اذیت دینے والے حاضر ہوں۔ پس ایک گروہ پیش ہوگا جن کے چہروں سے گوشت اترا ہوا ہوگا۔ کہا جائے گا: "یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مومنوں کو اذیت پہنچائی، اُن کی دشمنی کی پس ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔" نیز امام محمد باقرؑ نے فرمایا: "لوگوں کی دو قسمیں ہیں مومن اور جاہل پس تم مومنوں کو اذیت نہ پہنچاؤ اور جاہل سے جہالت نہ کرو۔ ورنہ تم بھی اُن جیسے ہو جاؤ گے۔" (خصال)

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

(۵۹) اے نبیؐ ! اپنی بیویوں ، اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہدیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں (کیونکہ) یہ بہت زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں ، ستائی نہ جائیں اور اللہ تو بہت معاف کرنے والا ، بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے ۔

شانِ نزول ۱ جناب رسولِ خدا ؐ کے زمانے میں مسلمان عورتیں مسجد میں جاکر آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھیں ۔ رات کے وقت کچھ بدمعاش لوگ راستے میں بیٹھ جاتے اور اُن کو چھیڑتے اور اُن کا راستہ روکتے ۔ اِس لیے یہ آیت اُتری کہ عورتیں پردہ کیا کریں ۔ تاکہ کسی کو بدمعاشی کرنے کی جرأت نہ ہوسکے ۔

* . . . . (تفسیر علی ابن ابراہیم)

شانِ نزول ۲ دوسری شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ مدینہ میں منافقوں کا ایک ٹولہ تھا جو رسولِ خدا کے خلاف افواہیں پھیلایا کرتا تھا ۔ کبھی کہتا کہ رسول اللہ جنگ میں قتل ہوگئے ۔ کبھی کہتا کہ قید ہوگئے ۔

اس سے مسلمانوں میں سخت بےچینی پھیل جاتی تھی جس میں افواہیں پھیلانے والوں کو سخت ڈانٹا ڈپٹا گیا ہے ۔

* (تفسیر علی بن ابراہیم ، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول ۳ پردے کا حکم

روایت میں ہے کہ مسلمان عورتیں جب حاجاتِ ضروریہ یا ادائیگی فرائض کے لیے گھروں سے باہر نکلتی تھیں تو بد معاش قسم کے لوگ اُن کو چھیڑتے تھے۔ جب اُن سے باز پرس کی جاتی تو وہ صاف کہدیا کرتے تھے کہ ہم لونڈیاں سمجھ کر یہ جسارت کرتے ہیں۔

بنابریں آزاد مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم عام دے دیا۔ تاکہ وہ آسانی سے پہچان سکیں اور ان سے لونڈیوں جیسا سلوک نہ کیا جاسکے۔ اِس حکم سے پہلے سورۂ نور میں جہاں پردے کا حکم دیا گیا تھا وہاں صرف مقاماتِ زینت کو چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور چہروں اور ہاتھوں کو اِلَّا مَاظَھَرَ کے استثنار سے خارج از پردہ قرار دیا گیا تھا۔

لیکن اِس آیت میں پورے جسم کو ڈھانپ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

"جَلَابِیبِ" جلباب کی جمع ہے جس کے معنی خمار یعنی اوڑھنی کہا جاتا ہے جس کا متبادل لفظ ہمارے ملک میں بُرقعہ ہے۔

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

جلباب کے معنی چادر یا بڑے کپڑے کے ہوتے ہیں جو سر، گردن اور سینہ کو چھپا سکے۔ اور "مقنع" اور "خمار" کے معنی دوپٹہ یا اوڑھنی کے ہوتے ہیں۔

★ ---- (مفردات القرآن ۔ لسان العرب ۔ تاج العروس ۔ مجمع البحرین)

آیت کا آخری مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر اُس چادر کا ایک حصّہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔ جسے عام زبان میں گھونگھٹ نکالنا کہتے ہیں۔ (تاکہ چہرہ بھی چھپ جائے)

★ ---- (بقول ابن جریر، ابن المنذر، محمد ابن سیرین، از تفسیر کبیر امام رازی)

★ حضرت عبیدۃ السلمانی سے، جو قاضی شریح کے ہم پلّہ فقیہ مانے جاتے ہیں اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو انھوں نے اپنی چادر کو اِس طرح اوڑھا کہ پورا سر اور پیشانی اور پورا منھ ڈھانک کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھّی۔ (ابنِ عباس)

★ عورتیں اپنے اوپر چادر کا ایک حصّہ لٹکا لیا کریں اور اپنے چہروں اور اطراف کو اچھی طرح ڈھانک لیں۔

★ ----- (کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۳۱)

(ابن جریر، ابن مردویہ، قتادہ ۔ تفسیر الاسلام)

www.drhasanrizvi.com

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ (۶۰) اگر منافق لوگ اور جن کے
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ دلوں میں بیماری ہے اور جو مدینے
وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے رہتے
لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا ہیں، وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ
يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ آئے تو پھر ہم تمھیں ان کے خلاف
حرکت میں لے آئیں گے، پھر وہ اس شہر میں آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے، مگر بہت کم۔

فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ "مومنین کے درمیان افواہیں پھیلانے کی سزا ہیں مجرم کو شہر بدر کیا جائے، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے۔" ★ (ابوبکر جصاص)

دل کی خرابی سے مراد دو قسم کی خرابیاں ہیں۔ (۱) کوئی شخص خود کو مسلمانوں میں شمار کرائے اور پھر بھی مسلمانوں کا برا چاہے۔ (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہو کر آوارہ، بدمعاش، ناپاک رجحانات، اور ارادے رکھتا ہو، یا مجرمانہ ذہنیت رکھتا ہو۔

نتیجہ اور تعلیمات۔ (۱) کیوں کہ پردے کا حکم عورتوں کے لیے تھا، اس لیے ازواجِ رسولؐ سے اس حکم کو شروع کیا گیا۔ اس طرح ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ نیکی کو پہلے اپنے گھر سے شروع کرنا چاہیے۔
(۲) بدمعاشوں کو سخت تنبیہ بھی کی گئی۔ نتیجہ یہ نکالا گیا کہ برائیوں کو روکنے کے لیے بہت سے کام اور بندشیں کرنی چاہئیں۔ (۳) بدمعاشوں سے نمٹنے کے لیے انھیں سزا بھی دینی ضروری ہوتی ہے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَّلۡعُوۡنِيۡنَ ۚ اَيۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا (۶۱) اُن پر ہر طرف سے لعنتوں کی
اُخِذُوۡا وَقُتِّلُوۡا تَقۡتِيۡلًا ﴿۶۱﴾ بوچھار ہوگی، جہاں کہیں بھی پائے
جائیں گے پکڑ لیے جائیں گے اور بُری طرح
پوری پوری طرح قتل کیے جائیں گے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِيۡنَ (۶۲) یہی اللہ کا طریقہ ہے جو ایسے لوگوں کے
خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۚ وَلَنۡ سلسلے میں پہلے ہی سے چلا آرہا ہے، اور
تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ﴿۶۲﴾ تم اللہ کے طریقۂ کار (سنّت) میں کوئی
تبدیلی نہ پاؤ گے۔

يَسۡـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ (۶۳) آپ سے لوگ قیامت کے متعلق دریافت
السَّاعَةِ ؕ قُلۡ اِنَّمَا کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجیے کہ "اُس (کے آنے
عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا کے وقت) کا علم صرف اللہ کے پاس ہے" اور
يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ آپ کو کیا خبر کہ شاید وہ وقت قریب
تَكُوۡنُ قَرِيۡبًا ﴿۶۳﴾ ہی آپہنچا ہو۔

اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الۡکٰفِرِیۡنَ (۶۴) بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ

وَاَعَدَّ لَہُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۶۴﴾ اللہ نے ابدی حقیقتوں کو نہ ماننے والوں

(کافروں) پر لعنت کی ہے اور اُن کے لیے

جہنّم کی بھڑکتی آگ بالکل تیّار کر رکھی ہے۔

خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوۡنَ (۶۵) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کوئی

وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿۶۵﴾ مددگار دوست تک (وہاں اپنی مدد

کے لیے) نہ پائیں گے۔

یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡہُہُمۡ فِی (۶۶) جس دن اُن کے چہروں کو آگ پر

النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا رکھ کر اُلٹا پلٹا جائے گا تو وہ چلّائیں گے

اللّٰہَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿۶۶﴾ "کاش ہم اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کر لیتے

آیت ۶۶ کی تشریح

جہنم میں جانے والے تمام کفّار و مشرکین، اسلام کے دعویدار فاسق و فاجر، صراطِ مستقیم سے دور رہنے والے، حضرت امام علیؑ سے انحراف کرنے والے تمام لوگ قیامت کے دن کفِ افسوس ملتے ہوئے کہیں گے: کاش ہم نے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی تو یہ بُرا دن دیکھنا نہ پڑتا۔" اور پھر اللہ سے درخواست کریں گے: "اے ہمارے پروردگار! ہم نے غلطی سے اپنے بڑوں، گمراہ کن پیروں، اور بے دین رہنماؤں کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر گمراہی اختیار کر لی تھی لہٰذا ان کو دوگنے عذاب کا مزہ چکھا اور

ان پر لعنت کا عذابِ عظیم نازل کر۔" ★...... (تفسیر انوار النجف)

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾

(۶۷) پھر اُنھوں نے کہا: "اے ہمارے پالنے والے مالک! حقیقتاً ہم نے تو اپنے سرداروں اور بڑے بڑے لوگوں کی اطاعت کی تو انھوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ ع

(۶۸) اے ہمارے مالک! انھیں آپ دوگنی (چوگنی) سزا دیں، اور اِن پر سخت سے سخت لعنت اور پھٹکار کی بوچھار فرمائیں۔

"سادة" سید کی جمع ہے جس کے معنی بڑے آدمی، جو شہر کے نظم و نسق کے ذمہ دار ہوں۔

"کُبَرَآءَ" جمع ہے کبیر کی۔ یعنی بڑے لوگ خواہ وہ عمر کے لحاظ سے بڑے ہوں یا علم و مرتبہ کے اعتبار سے ...... (مفردات القرآن امام راغب)

★ اس آیت میں بڑے بڑے لوگوں کی پیروی کرنے والے عام لوگ غصے میں پاگل ہو کر اللہ سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں گمراہ کرنے والے بڑے لوگوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے اور ان پر لعنت بھیجی جائے۔ کیوں کہ وہ خود بھی گمراہ تھے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا کرتے تھے۔ (تفسیر نمونہ) ★ تفسیر صافی" میں قمی سے مروی ہے کہ آلِ محمدؐ کے حقوق کے غاصبین روزِ قیامت حسرت و ندامت سے کہیں گے: "کاش! علیؑ کے بارے میں ہم نے فرمانِ نبوی پر عمل کیا ہوتا، اور اپنے بڑوں کی بات نہ مانی ہوتی۔ اُس وقت وہ اپنے بڑوں پر لعنت اور دوگنے عذاب کا مطالبہ کریں گے (نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَكُونُوا۟ (۶۹) اے ایمان لانے والو! تم اُن لوگوں

كَٱلَّذِينَ ءَاذَوْا۟ مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ

ٱللَّهُ مِمَّا قَالُوا۟ ۚ وَكَانَ کو اذیت پہنچائی، مگر موسیٰ کو اللہ

عِندَ ٱللَّهِ وَجِيهًا ﴿۶۹﴾ نے اُس سے بری ثابت کر دیا جو عیب

اُنھوں نے (اُن پر) لگایا تھا (کیوں کہ) وہ اللہ کے یہاں بڑے عزت والے باوقار تھے۔

حضرتِ موسیٰؑ کی تکالیف کا ذکر

اِس آیتِ مجیدہ میں مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم ہمارے رسولؐ کو ایذا اور تکالیف نہ پہنچاؤ جس طرح موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے مومنوں نے پہنچائی تھیں۔ بلکہ تم اُنؐ کی عظمت کو پہچانو دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کرنے کے لیئے۔ کامیاب زندگی گذارنے کی سعادت حاصل کرو۔

حضرتِ موسیٰؑ کو جو تکالیف اُن کی قوم نے پہنچائی تھیں اُن میں سے چند یہ تھیں (۱) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ہارونؑ کا انتقال ہو گیا۔ منافقوں نے حضرت موسیٰؑ پر اُن کے قتل کا الزام لگا دیا مگر اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ حقیقت کو واضح فرما دیا۔ (۲) قارون نے ایک فاحشہ عورت کو لالچ دے کر حضرت موسیٰؑ پر زنا کا الزام لگایا مگر اللہ نے خود اُس عورت کی زبان سے کہلوا دیا کہ قارون نے مجھے رقم دینے کا لالچ دیا تھا لیکن میری زبان بند ہو گئی تھی کچھ نہ کہہ سکی (۳) اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ کو برص کا مریض اور نامرد تک ہونے کا الزام لگایا۔ لیکن اللہ نے حقیقت کو صاف واضح کر دیا۔ (۴) حضرت موسیٰؑ پر جادوگر، دیوانہ اور جھوٹا ہونے کا الزام لگایا لیکن اللہ نے معجزات کے ذریعہ سے لوگوں پر حقیقت کو ظاہر فرما کر اُن کو تمام الزامات سے بری ثابت فرما دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (تفسیر نمونہ، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰

(۷۰) (غرض) اے ایماندارو ! اللہ سے ڈرو اور بالکل ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو۔

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۷۱

(۷۱) (اس طرح) وہ تمہارے لیے تمہارے کاموں کو ٹھیک اور درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دے گا۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول ص کی اطاعت کرے گا، اُس نے حقیقتاً بہت ہی بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

قَوْلًا سَدِيْدًا

"سَدِید" کا لفظ "سَد" کے مادہ سے ہے۔ جس کے معنی مضبوط اور محکم کے ہیں۔ اتنا محفوظ و محکم جس میں خلل واقع نہ ہو سکے۔ جب یہ لفظ "قول" کے ساتھ آتا ہے تو اِس کے معنی : ایسی بات جو واقعے کے مطابق، سچی، مضبوط اور محکم ہو۔ جو مضبوط سد (بند) کی طرح باطل کو روک دے۔ جھوٹ اُس میں داخل ہی نہ ہو سکے۔ (مفردات القرآن امام راغب)

★ تمام مسلمانوں کو حضرت موسیٰ ؑ اور اُن کی اُمت کے واقعات کی یاد دہانی کے بعد نصیحت فرماتا ہے کہ تم زبان پر ایسی بات نہ لاؤ جو حضور ص کو ناگوار ہو بلکہ ہر لحاظ سے اُن کا پاس و ادب کرو اور اُن کی شان کو ملحوظِ خاطر رکھو۔ جچی تلی صحیح بات کیا کرو پس اللہ تمہاری عملی اصلاح بھی کر دیگا اور تمہاری لغزشوں کو بھی معاف فرما دیگا۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اپنے اعمال کی اصلاح کا ثواب

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ جب انسان اپنے اعمال کی اصلاح کر لیتا ہے تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ" (سورۂ ہود آیت ۱۱۴ پ ۱۲)
یعنی: "بیشک نیک اعمال، گناہوں کو ختم کر دیا کرتے ہیں۔"

زبان کے تیس (۳۰) گناہ

علماء نے لکھا کہ "زبان" سب سے زیادہ بابرکت عضو بھی ہے اور سب سے زیادہ خطرناک اور گنہگار چیز بھی ہے۔ تیس (۳۰) گناہانِ کبیرہ زبان سے سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً:

"جھوٹ، غیبت، چغل خوری، منافقت کا اظہار، بے جا تعریف کرنا، خوشامد، مذاق بدتمیزی کی حد تک، بدزبانی، گالی، گانے، گندے اشعار پڑھنا۔ کسی کا مذاق اڑا کر اُس کی تذلیل، دوسروں کا راز بیان کرنا، وعدہ خلافی، بے جا لعنت کرنا، لڑائی جھگڑے کرنا اور کرانا، غلط باتیں بیان کرنا، ضرورت سے زیادہ بولنا، جن باتوں کا علم نہ ہو اُن کو بیان کرنا، جوے کی شرطیں لگانا، بات کرتے ہوئے اترانا، گندے، ظالموں، جابروں کی تعریفیں کرنا، تہمت لگانا، جھوٹی گواہی دینا، غلط افواہیں پھیلانا، اپنی تعریفیں بیجا طور پر کرنا، بے جا اصرار کرنا۔ سختی سے بولنا، زبان سے لوگوں کے دل دکھانا، اچھے لوگوں کو برا کہنا، کفرِ نعمت کرنا۔"

★۔۔۔۔ (احیاء العلوم غزالی)

★ جناب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کا ایمان اُس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل سچا نہ ہو، اور دل اُس وقت تک سیدھا نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی زبان سیدھی نہ ہو۔"

★۔۔۔۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

★ حضرت امام زین العابدین ؑ نے فرمایا کہ: "زبان روزانہ صبح کے وقت تمام اعضاء سے اُن کی خیریت دریافت کرتی ہے۔ تو وہ سب جواب دیتے ہیں: خیریت سے ہے بشرطیکہ تو ہمیں خیریت سے رہنے دے۔"

★۔۔۔۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

★ خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنا تمام گناہوں کا سدِّ باب ہے۔ اور خدا اور رسول ﷺ سے محبت کا اظہارِ حقیقی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى (۷۲) حقیقتاً ہم نے ایک امانت کو
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے
فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ سامنے پیش کیا، تو انھوں نے اُس کا
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ بوجھ اُٹھانے سے انکار کردیا۔ اور
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ اُس (امانت) سے ڈر گئے۔ اورانسان
نے اُسے اُٹھا لیا۔ حقیقتاً وہ بڑا بیباک اور نادان تھا۔

وہ امانت: شرعی ذمّہ داریاں، حقوق اور فرائض کی ادائیگی، اللہ کی اختیاری اطاعت و فرماں برداری اور اعلیٰ ترین معنی میں ولایت و امامت ہے۔

امانتِ الٰہی سے کیا مراد ہے؟

اکابر مفسّرین نے امانت کے معنی یہ لکھے ہیں:

(۱) ارادے کی آزادی اور اختیار، جو انسان کو ساری مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔ اِسی اختیار کی وجہ سے انسان ثواب اور عذاب کا مستحق بنتا ہے۔

(۲) امانت سے مراد: صفتِ عبودیّت یا خدا کی غلامی کرنے کی صلاحیت ہے، جو عملِ صالح کے ذریعے سے ظاہر اور ثابت ہوتی ہے۔

(۳) امانت سے مراد: انسان کے اعضاء و جوارح اور قوّتیں اور صلاحیتیں ہیں۔ جیسے آنکھ کان ناک

www.drhasanrizvi.com

یہ سب اللہ کی دی ہوئی امانتیں ہیں اس لیے اِن کو اللہ کی مرضی کے خلاف استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

* جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "جو نہیں جانتے اُسے نہ بیان کرو، بلکہ جو کچھ جانتے ہو وہ بھی سب کا سب نہ بیان کرو۔ کیوں کہ اللہ سبحانہٗ نے تمہارے تمام اعضاء پر کچھ فرائض عائد کیے ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن تم پر حجت قائم کردے گا۔" * (نہج البلاغۃ کلمات قصار ۳۹۱)

* نیز فرمایا کہ: "اَقَلُّ مَا يَلْزَمُكُمْ لِلّٰهِ اَنْ لَا تَسْتَعِيْنُوْا بِنِعَمِهٖ عَلٰى مَعَاصِيْهِ"

یعنی: "اللہ کا کم سے کم حق جو تم پر عائد ہوتا ہے، یہ ہے کہ اُس کی عطا کی ہوئی نعمتوں سے اُسی کی معصیت نافرمانی اور گناہوں میں مدد نہ لو۔" * (نہج البلاغۃ کلمات قصار ۳۳۰)

(۴) امانت سے مراد: وہ امانتیں ہیں جو انسان ایک دوسرے کے پاس رکھتے ہیں۔

(۵) عہد و پیمان یا وعدوں کا پورا کرنا بھی امانتوں کا ادا کرنا ہے۔

(۶) امانت سے مراد: اللہ کی معرفت حاصل کرنے کی صلاحیت ہے۔

(۷) امانت سے مراد: اللہ کے احکامات ہیں۔ یعنی وہ چیزیں جو ہم پر فرض کی گئی ہیں۔ نماز روزہ وغیرہ ..... * (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر کبیر)

ائمۂ اہلِ بیتؑ کے ارشادات کے مطابق اِس آیت میں امانت سے مراد:

* تفسیر صافی میں فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے:

"اِس امانت سے مراد ولایت ہے۔ اور جو شخص ناحق اِس کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔" (صافی)

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

"اللہ عزّ و جلّ نے ارواحِ ائمۂ اہلِ بیتؑ کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، پس ان کا نور اُن تمام پر چھا گیا، پھر اللہ عزّ شانہٗ نے اُن کے فضل و کمال کی وضاحت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اِن کی ولایت میری امانت ہے، تم میں سے کون ہے جو اِس کی عظیم تر ذمہ داریوں کے بوجھ کو اٹھا سکے۔؟ تو آسمانوں زمین

www.drhasanrizvi.com

اور پہاڑ کانپ اُٹھے، اور اس عظیم بوجھ کے متحمل نہ ہوسکے اور اللہ سے معذرت خواہ ہوئے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور جناب حوّاؑ کو جنّت میں ٹھہرایا تو ان کے سامنے اُن نورانی ارواح کی فضیلت وعظمت بیان فرمائی، اور حملِ امانت کے سوال کو دُہرایا تو حضرت آدمؑ نے اُن کی عظیم منزلت پر رشک کیا اور اس کی تمنا دل میں کی۔ جس کے نتیجے میں دانۂ گندم سے باز نہ رہ سکے اور پھر ترکِ اولیٰ کے مرتکب ہوئے۔ پس اُن کے بعد تمام انبیاءؑ یکے بعد دیگرے اس امانت کے حامل رہے اور اپنے اوصیاءؑ کو اِس امرِ امانت (ولایت وامامت) کی وصیت کرتے چلے گئے۔ لیکن اُن میں سے کسی نے بھی اِس عہدے کی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانے کا دعویٰ نہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ بوجھ ایک شخص نے اُٹھا لیا جو ظالم وجاہل تھا، اور قیامت تک کے ہونے والے مظالم کی اصل ثابت ہوا۔ *.... (تفسیر انوار النجف)

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ایک طویل دعا میں اُس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: "اَللّٰھُمَّ الْعَنْھُمْ...... ظُلْمٍ نَشَرُوْہُ وَ وَعْدٍ اَخْلَفُوْہُ وَ اَمَانَةٍ خَانُوْہُ وَعَھْدٍ نَقَضُوْہُ وَحَلَالٍ حَرَّمُوْہُ وَ حَرَامٍ اَحَلُّوْہُ.....الخ

"اے اللہ! لعنت کا مستحق قرار دیجیے اُن کو جس نے ظلم وستم کو پھیلایا، اور وعدوں کی خلاف ورزی کی اور امانت (ولایت) میں خیانت کی، اور اپنے عہد کو توڑ ڈالا، اور (خدا اور رسولؐ کے) حلال کو حرام قرار دیا، اور حرام کو حلال کر دیا۔..... الخ (دعائے صنمی قریش)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کسی نے امانت کے معنی دریافت کیے تو آپؑ نے فرمایا: "امانت سے مراد ہماری ولایت ہے جس کا ناحق دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔"
*.... (تفسیر برہان جلد ۲)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "امانت سے مراد ہماری ولایت ہے۔ اور آیت میں اُس انسان کو ظلوماً جھولا کہا گیا ہے جو بہت گناہ کرتا ہے یا منافق ہے۔"
*.... (تفسیر برہان جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ (٧٣) (اب اِس بوجھ کے اُٹھانے کا لازمی
وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ منطقی) نتیجہ یہ ہوا کہ منافق مردوں
وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ اور مشرک عورتوں کو خدا سزا دے
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾ اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں ع ٩

کی توبہ قبول فرما کر اُن پر اپنی توجّہِ خاص اور نظرِ کرم فرمائے (کیوں کہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا، اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

کیوں کہ نفاق، کفر و شرک اور گناہ کرنا اُس امانت میں خیانت کرنا ہے اور خدا و رسولؐ پر ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنا، یعنی فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرتے رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اُس امانت کا حق ادا کرنا ہے جس پر خدا کی طرف سے معافی اور رحم کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

اللہ نے سب سے پہلے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے شاید اِس لیے کہ پچھلی آیتؐ کے آخری الفاظ "ظلوماً جھولاً" ہیں۔ یہ دونوں الفاظ منافق، ظالم، اور مشرک کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔

(٢) دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اللہ نے مومنین کے بارے میں جزاء کے لفظ کے بجائے "توبہ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے

www.drhasanrizvi.com

شاید اس لیے کہ سچے مومن کو سب سے زیادہ خوف اپنے گناہوں کی سزا کا ہوتا ہے۔ اس لیے خداوند کریم سچے مومنین کو اطمینان دلا رہا ہے کہ تمھاری توبہ اور اپنی اصلاح کر لینے کی وجہ سے تمھارے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

(۳) لفظ رحمت میں ہر قسم کی جزاء، انعامات اور بخششیں چھپی ہوئی ہیں۔

(۴) آیت کے آخر میں خدا کا خود کو غفور و رحیم فرمانا پچھلی آیت کے آخری الفاظ "ظلوم وجهول" کے مقابلے پر ہے۔ یعنی خداوندِ غفور مومن مردوں اور عورتوں کو ان کیے ہوئے ظلم اور جہالت کے اعمال پر معاف کر دے گا، اُن کی توبہ کرنے کی وجہ سے۔

(۵) سورۃ الاحزاب کی ابتدا ء یہ تھی کہ: ہمیں یہ تعلیم دی گئی تھی کہ ہم (۱) خدا کا تقویٰ اختیار کریں یعنی وہ طرزِ زندگی اختیار کریں جو خدا کی ناراضگی یا عذاب سے بچالے۔ (۲) دوسرا حکم ابتداء میں ہمیں یہ دیا گیا تھا کہ کفار و منافقین کی اطاعت نہ کرنا۔ (۳) خدا پر بھروسہ رکھنا۔ پھر سورۃ کے آخر میں پھر خدا نے انسانوں کے تین گروہ بنائے۔ منافق۔ کافر۔ مومن۔ ★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ یعنی خدا کی امانت اُٹھانے والے انسان یا منافق بن گئے یا کافر بن گئے، یا مومن بنے۔ جن لوگوں نے خدا کی امانت یعنی اپنے اختیارات اور صلاحیتوں کو غلط استعمال کیا، وہ منافق یا کافر بنے۔ اور جن لوگوں نے اپنی صلاحیتوں اور اختیارات کو خدا کی اطاعت اور فرائضِ الٰہی کے ادا کرنے کے لیے استعمال کیا وہ مومن بنے۔ ...... (مؤلف)

آخر میں اللہ سبحانہ کی جناب میں بوسیلۂ معصومین دعاء ہے:

"رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝"

"وَاٰخِرُ دَعْوٰىنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝" ★

www.drhasanrizvi.com

سورۃ سبا کی خصوصیات ۳۴

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص سورۃ سبا کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن ہر نبیؑ و رسولؑ اُس سے مصافحہ کریں گے۔"

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:
"جو شخص سورۃ سبا اور سورۃ فاطر کی رات کے وقت تلاوت کرے گا، وہ ساری رات اللہ کی حفظ و امان میں رہے گا، اور اگر دن میں تلاوت کرے گا تو کوئی ناپسندیدہ امر نہ دیکھے گا۔ نیز دنیا و آخرت کی بھلائی اس قدر اُس کو عطا ہوگی کہ اُس کے دل نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔

★ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اِس سورۃ کو لکھ کر باندھے تو کوئی موذی جانور اُس کے قریب بھی نہ آئے گا۔ اور اگر دھو کر پی لے تو خوف جاتا رہے گا، اور دل کی دھڑکن کی تیزی جاتی رہے گی، اور امن میں رہے گا۔" اگر منہ پر اُس پانی کو چھڑک لے تب بھی خوف جاتا رہے گا۔" (از خواص القرآن)

★ (تفسیر انوار النجف از مولنا حسین بخش جاڑا اعلی اللہ مقامہ)

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۵۴ سُوْرَۃُ سَبَاٍ مَّکِّیَّۃٌ رُکُوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بیحد مسلسل رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ①

(۱) ہر قسم کی تعریف (حمد) اللہ ہی کے لیے (زیب دیتی) ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے، اور آخرت میں بھی اُسی کی (حمد) ہر قسم کی تعریف ہوگی۔ (کیونکہ) وہی دانائی اور گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا، اور ہر بات کا پوری پوری طرح جاننے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

حمد کا لفظ

خداوندِ عالم کا شروع میں یہ فرمانا کہ: "تمام حمد اُس اللہ کے لیے ہے"۔

تو حمد کا لفظ عربی میں (۱) تعریف کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور

(۲) شکر ادا کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں دونوں معنی مراد ہیں۔

...... (معفردات القرآن امام راغب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اچھے اور اختیاری فعل پر کسی کی تعریف کرنا تعظیم و تکریم کے طریقے سے حمد کہلاتا ہے۔ اور اگر اختیار کی قید دور کر دی جائے یعنی صرف کسی کی خوبی بیان کی جائے خواہ وہ خوبی اُس میں اختیاری ہو یا اضطراری، تو اُس کو مدح کہا جاتا ہے جس طرح موتی کی عمدگی بیان کرنا اُس کی مدح ہے نہ کہ حمد۔ اور حمد میں ضروری نہیں کہ زبان سے ہی کی جائے بلکہ ہر وہ طرزِ عمل جو کسی محسن کی تعظیم و تکریم پر دلالت کرے حمد کا بھی فرد ہوتا ہے۔

حمد کے بلند مراتب وہ ہیں جو عبادت کے موضوع میں داخل ہیں اور اُن کا حقدار سوائے پروردگارِ عالم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا، اور ان میں کسی کو پروردگارِ عالم۔ اللہ۔ کا شریک بنانا کفر ہے۔ اِس مقام پر علامہ طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ "قُوْلُوْا" فعل محذوف ہے۔ یعنی "اے اہلِ اسلام! تم کہو۔" (تفسیر انوار النجف)

★ اور قرآن مجید کے جن سوروں کو اَلْحَمْدُ سے شروع کیا گیا ہے، وہ پانچ ہیں:

(۱) سورۃ الفاتحۃ ۱ (۲) سورۃ الانعام ۶ (۳) سورۃ الکہف ۱۸ (۴) سبا ۳۴ (۵) فاطر ۳۵

...... (تفسیر انوار النجف)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ"

یعنی: "جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا"۔

(الحدیث)

★ خدا نے فرمایا: "خدا کا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا شکریہ بھی ادا کرو"۔

القرآن

www.drhasanrizvi.com

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ (۲) وہ اُسے بھی جانتا ہے جو زمین کے
وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا اندر جاتا ہے اور جو کچھ اُس میں سے
يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا باہر نکلتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے
يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ اُترتا ہے اور جو اُس میں چڑھتا ہے
الْغَفُورُ ۞ اور وہ بڑا مہربان بھی ہے اور بڑا
معاف کرنے والا بھی۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "جو زمین کے اندر جاتا ہے"۔ سے مراد بارش کا پانی[1]، مُردے[2] بھی زمین میں دفن ہوتے ہیں (۳) خزانے بھی جو زمین کے اندر دفن ہیں۔" ★ اور خدا کا فرمانا: "جو زمین سے نکلتا ہے"۔ اِس سے مراد پانی[1] (۲) دھاتیں (۳) نباتات ہیں ★ اور خدا کا فرمانا: "جو آسمان سے اُترتا ہے"۔ اِس سے مراد (۱) بارش کا پانی (۲) فرشتے (۳) رزق (۴) لباس (قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا) (اعراف آیہ ۲۶)

★ "جو آسمان میں چڑھتا ہے" اِس سے مراد (۱) لوگوں کے نیک اعمال (۲) دعائیں (۳) فرشتے ہیں ★ ..... (تفسیرِ صافی ص۲۱۱، تفسیر انوار النجف)

★ "خدا اُس کو بھی جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے"۔ مثلاً برقی لہریں، مختلف گیسیں، ہواؤں کے ذرات۔" ★ آخر میں خدا کا خود کو غفور و رحیم فرمانا، شاید اِس لیے ہے کہ جو لوگ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، خدا کی رحمت اُن کے شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ گناہ کر کے شرمندہ ہو جاتے ہیں، خدا کی معافیاں اُن کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہیں۔ ★ ... (تفسیر نمونہ)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا (۳) اور جو لوگ ابدی حقیقتوں کے منکر

تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قیامت ہم پر

وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ کبھی نہیں آئے گی۔ آپ کہہ دیجیے

الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ کہ کیوں نہیں؟ قسم میرے غیب کے

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ جاننے والے مالک کی، کہ وہ ضرور

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ تمہارے سامنے آکر رہے گی۔ خدا سے

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ کوئی ذرّہ برابر چیز نہ آسمانوں میں

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ ق (۳) چھپی رہتی ہے اور نہ زمین میں، نہ

ذرّے سے چھوٹی اور نہ اُس سے بڑی، سب کی سب چیزیں ایک روشن، واضح کتاب میں درج ہیں۔

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق عؑ نے فرمایا کہ: "جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "اوّل اوّل جب اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اُس کو حکم دیا کہ "لکھ": پس جو کچھ ہو چکا تھا، اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا، قلم نے سب کچھ لکھ دیا۔"

★...... (تفسیر صافی ص ۴۱۲، تفسیر قمی)

★ "کتاب مبین" سے مراد "لوحِ محفوظ" ہے۔"

★...... (روح المعانی، تفسیر انوار النجف)

★ منکروں کا یہ کہنا کہ: "کیا بات ہے قیامت ہم پر نہیں آرہی ہے"۔ طنزاً ہوا کرتا تھا۔ اصل میں

www.drhasanrizvi.com

کافر و منکر لوگ جناب رسولِ خداؐ پر چوٹیں کستے تھے کہ یہ پیغمبرؐ صاحب جو قیامت ٹوٹنے کی جھوٹی خبریں سنا رہے ہیں، وہ آتے آتے کہاں رہ گئی ؟ ہم نے کئی مرتبہ اس کو جھٹلایا ہے، اتنی گستاخیاں کی ہیں، اس قدر حملے، فقرے کسے ہیں، مگر قیامت ہے کہ کسی طرح نہیں آتی ۔ (تو یہ سب ڈھکوسلے ہیں ۔ ؎ (ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے ۔)

★ پھر جناب رسولِ خداؐ سے کہا جا رہا ہے کہ "تم اُس خدا کی قسم کھاؤ جو ہر غیب کو جانتا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی، مگر اُس کے آنے کے وقت کو وہی عالم الغیب اللہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا ۔

★.... (تفہیم القرآن)

★ اور آخر میں خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ذرہ ذرہ کا علم اللہ کو ہے ۔"
یہ بتا رہا ہے کہ جب انسان ذرّے ذرّے ہو کر منتشر ہو جائیں گے اور مٹی میں مل کر مٹی بن جائیں گے، مگر پھر بھی خدا کو اُن کا علم ہوگا کہ وہ ذرّے کہاں کہاں ہیں ۔ اس لیے وہ خدا اُن ذرّوں کو پھر اُنہی جسموں میں لوٹا کر دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کر دے گا ۔ کیوں کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے کہ وہ کہاں ہے ؟ (اور مکمل قدرت بھی حاصل ہے) اس لیے خدا کو انسان کو دوبارہ پیدا کرنے میں اور اُس کے اجزاء سمیٹنے میں کوئی دقت نہ ہوگی ۔"

★.... (تفسیر کبیر)

★ "قُلْ بَلٰی" (کہدو ہاں) کلام منفی کے جواب میں ایجاب کے لیے بَلٰی آیا کرتا ہے ۔
جس طرح "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) جواب میں ارواح نے کہا: بَلٰی : یعنی "ہاں آپ ہمارے رب ہیں" ۔ اس مقام پر کفار کی جانب سے انکارِ قیامت کے جواب میں "بَلٰی" اثبات کے لیے ہے ۔ یعنی کافروں نے کہا کہ قیامت نہیں آئے گی ۔ تو پیغمبرؐ کو حکم دیا گیا کہ اِن کے جواب میں کہدو "ہاں ضرور آئے گی"، اور قسم کھا کر کہو کہ ضرور آئے گی ۔ ★... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۴) تاکہ اللہ بدلہ دے اُن کو جو ایسی
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حقیقتوں پر دل سے ایمان لائے
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ اور اچھے اچھے کام کرتے رہے۔ یہی
وہ لوگ ہیں جن کے لیے معافی اور اُن کو ڈھک دینے والی چھائی
ہوئی رحمتیں ہی رحمتیں بھی ہیں' اور باعزت عمدہ روزی بھی۔

★ خداوندِ کریم نے آیت میں مغفرت کو پہلے بیان فرمایا اور رزقِ کریم کو بعد میں۔ شاید اس لئے ذکر کیا ہے کہ مومنین کو سب سے زیادہ ضرورت خدا کی معافیوں کی ہوتی ہے۔ اس لیے مغفرت کا ذکر فرما کر اُن کو مطمئن فرما دیا دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک انسان اپنے گناہوں سے پاک ہو جائے وہ عزت والے رزق کا مستحق بھی نہیں ہوگا۔

★ "رزقِ کریم" کے معنی ایسی روزی کے ہوتے ہیں جو قیمتی ہو۔ اس میں خدا کی تمام نعمتیں اور انعامات شامل ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

★ لیکن رزقِ کریم سے مراد خدا کی ہر نعمت ہے، اس لئے کہ رزقِ کریم وسیع معنی رکھتا ہے۔ (مفردات القرآن)

★ اس آیت میں اللہ نے قیامِ قیامت کی غرض کو بیان فرمایا ہے کہ جزا و سزا کے لیے اس دن کا لانا ضروری ہے، تاکہ (قیامت کی تکذیب اور مذاق اڑانے والوں کی آنکھیں کھل جائیں) اور تاکہ جو لوگ نیکی و اچھائی سے زندگی گذار کر گئے اور دنیا میں تنگی و عسرت' اور مشکلات سے دوچار رہے اُن کو نیکیوں کا نیک بدلہ دیا جائے گا۔ اور جو لوگ دنیا میں بدکاری' فحاشی' ظلم و استبداد کے ذریعہ کمزوروں کے لیے پریشانی کا باعث بنے اور احکاماتِ خداوندی کو پامال کرتے رہے' اُن کو اس دن برائیوں کے بدلے سخت سزا دی جائے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ "رزقِ کریم" کا تعلق مومنوں سے ہے۔ اس لیے رزق کے ساتھ کریم کی صفت لگائی کہ اُن کا رزق نفیس و عمدہ ہوگا۔ (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا (۵) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور دلیلوں
مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ کو نیچا دکھانے کے لیے زور لگایا، تو
عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے سخت
قسم کی تکلیف دینے والی بدترین سزا ہے۔

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (۶) اور جنہیں علم عطا ہوا ہے وہ
الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن (قرآن کو) خوب جانتے ہیں جو تمہارے
رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي پالنے والے مالک کی طرف سے تم پر اُتارا
إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ گیا کہ وہ سراسر حقیقت ہے، اور وہ اُس
خدا کا راستہ دکھاتا ہے جو صاحبِ عزت، زبردست طاقت والا بھی ہے
اور "حمید" تمام تعریفوں کا مستحق بھی۔

★ خدا کی بدترین سزا ایسے لوگوں کے لیے ہے جو خدا کی آیتوں کو جھٹلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔
★ ...... (روح بنقل ابن زید)
★ "سَعَوا" سعی کے مادّہ سے ہے جس کے معنی ہر قسم کی کوشش کرنا ہوتا ہے۔ مگر یہاں مراد خدا کی آیتوں کو جھوٹا قرار دینا، انکار کر دینا اور لوگوں کو خدا کی اطاعت سے روکنے کی کوشش کرنا۔ ★ ... (تفسیر نمونہ)
★ "مُعٰجِزِین" معاجزہ کے معنی عاجز کر دینے کے ہوتے ہیں۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ خدا کی سزا سے بھاگ کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ یعنی خدا کو کوئی شخص بدمعاشیوں کی سزا دینے میں عاجز نہیں کر سکتا۔ (تفسیر کبیر، مفردات القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ ﴿۷﴾

(۷) اور ابدی حقیقتوں کے منکر (کافر) لوگوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ: "کیا ہم تمھیں ایسا آدمی دکھائیں جو تمھیں یہ خبر دیتا ہے کہ اُس وقت جب تم (مرنے کے بعد) بالکل ذرّہ ذرّہ ہو کر منتشر ہو چکے ہو گے، تو پھر تم نئے سرے سے ضرور پیدا کیے جاؤ گے"؟

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِى الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾

(۸) تو کیا یہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتا ہے؟ یا یہ بالکل ہی دیوانہ ہو گیا ہے۔" (ایسا نہیں ہے) بلکہ (حقیقتاً) وہ آخرت ہی کو نہیں مانتے۔ وہ خدا کے عذاب اور سخت گمراہی میں بہت ہی دور نکل چکے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ	(۹) کیا انھوں نے کبھی اُس آسمان او
أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ	زمین کو نہیں دیکھا جو انھیں آگے
مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ	پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے؟ اگر ہم
إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ	چاہیں تو انھیں زمین میں دھنسا کر
الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ	رکھدیں، یا آسمان کا کوئی ٹکڑا اُن کے
كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ	اوپر گرادیں۔ درحقیقت اِس میں ایک
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ	بڑی نشانی ہے اُس بندے کے لیے جو خدا
عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿۹﴾	سے لو لگانے والا ہو۔

آیت کی تشریح : إِذَا مُزِّقْتُمْ : (جب تم پوری طرح ریزہ ریزہ ہو جاؤگے) یعنی قیامت کا انکار کرتے ہوئے کافر لوگ ایکدوسرے سے ازراہِ استعجاب کہتے ہیں کہ ہم تم کو ایسے شخص کی نشاندہی کرتے ہیں جو کہتا پھرتا ہے کہ ذرّہ ذرّہ ہوجانے کے بعد پھر نئے سرے سے تم زندہ کیے جاؤگے۔" آنحضرتؐ کے اعلانِ قیامت کو وہ لوگ مذاقاً ایکدوسرے کے سامنے دہراتے رہے اور اپنے طور پر اِس قول کا پس منظر یہ بیان کرتے تھے کہ یا تو (معاذ اللہ) اللہ پر صریح جھوٹ کا افترا ہے اور یا دیوانگی کا مظاہرہ ہے۔

خداوند کریم نے اُن کے اِس بیان کی پُرزور تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ: "میرے رسولؐ کا یہ اعلان

www.drhasanrizvi.com

نہ افتراء ہے اور نہ دیوانہ پن ہے بلکہ یقیناً سچ اور حق ہے البتہ جو لوگ قیامت کے انکار پر مصر ہیں وہ دنیا میں واضح گمراہی میں ہیں ۔ وہ قیامت کے دن سخت عذاب میں ڈالے جائیں گے ۔

* ...... (تفسیر انوار النجف)

آیت ۹ کی تشریح : اس آیت میں تین باتیں بتلائی گئی ہیں :-

(۱) تم نے اس کائنات کو آنکھیں کھول کر دیکھا ہوتا تو تم آسانی سے سمجھ سکتے تھے کہ یہ تخلیقات کھلونا یا بیکار چیزیں نہیں ہیں ۔ یہ نظام اتفاقاً از خود نہیں بن سکتا ۔ بلکہ یہ کمالِ قدرت و حکمت کے ساتھ کسی قادرِ مطلق اور حکیم و دانا کا بنایا ہوا ہے ۔

(۲) جو شخص بھی اس کائنات کو بغور دیکھے گا وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ قیامت کا آنا کچھ مشکل یا عجیب نہیں ۔ اس لیے کہ زمین اور آسمانوں کا نظام صرف کشش پر قائم ہے اس میں ذرا سا الٹ پھیر اسے فنا کر سکتا ہے

(۳) یہ کہ جو یہ دنیا بنا سکتا ہے ، وہ دوسری دنیا پھر دوبارہ بھی بنا سکتا ہے ۔ اگر وہ دوسری دنیا نہیں بنا سکتا تو پھر اس نے یہ پہلی دنیا کیسے بنالی ؟

غرض یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تم ہر طرف سے خدا کی خدائی میں گھرے ہوئے ہو ۔ جہاں بھی جاؤ گے اسی کی خدائی ہوگی ۔ وہ خدا اس قدر قادر ہے کہ جب چاہے تمہارے پیروں کے نیچے سے تم پر کوئی بلا لے آئے ، اور جب چاہے تمہارے سروں کے اوپر سے کوئی بلا لاکر توڑ دے ۔ خود تمہاری اپنی زمین کے نیچے کیسی کیسی بلائیں اور زلزلے دبے بیٹھے ہیں جو ذرا سر اٹھائیں تو تمہارا تیا پانچا ہو جائے ۔ اسی طرح تمہارے سروں پر جو آسمان ہے اس میں کیسی کیسی بجلیاں ، بلائیں ، طوفان اور بارشیں ہیں جب خدا چاہے تم پر بجلیاں گرا دے ، پتھروں اور آگ کی بارشیں برسا دے ۔ (اس لیے تم کو خدا کی سزا اور قدرت سے ہر وقت ڈرے سہمے رہنا چاہیئے ، تاکہ تم گناہوں سے بچ سکو) * (تفہیم القرآن)

ے دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں ۔

(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا (۱۰) اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے داؤد
فَضْلًا ۭ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ کو بڑی فضیلت عطا کی (کہ ہم نے
مَعَهٗ وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیدیا کہ) اے
لَهُ الْحَدِیْدَ ﴿۱۰﴾ پہاڑو! اور اے پرندو! اُن کے ساتھ
تسبیح کرو اور ہم نے لوہے تک کو اُن کے لیے نرم کر دیا۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ (۱۱) (اب اِس کا شکریہ ہے) کہ بڑی بڑی
فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ زرہیں بناؤ اور اُن کی کڑیاں جوڑنے
اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾ میں ٹھیک تناسب کا خیال رکھو، اور تم
لوگ نیک کام کرتے رہو (اِس لیے کہ) جو کچھ بھی تم کرتے ہو، میں تمہارے کاموں کا
خوب اچھی طرح دیکھنے والا ہوں۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں سے لوگوں کو فائدے پہنچانا اور نیک کام کرتے رہنا ہی اُن نعمتوں کا شکرانہ (شکریہ ادا کرنا) ہے۔

اللہ کا پورا پورا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائی وہ نعمت چھوٹی ہو یا بڑی، اگر وہ بندہ یہ کہدے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" تو اُس نے اُس نعمت کا پورا پورا شکر ادا کر دیا۔"
(اصولِ کافی از امام جعفر صادق علیہ السلام)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۰ کی تشریح : فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

" حضرت داؤد علیہ السلام جب جنگلوں سے گذرتے تھے اور زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ، پرندے، وحشی جانور تک اُن کی آواز سن کر تسبیح پڑھنے لگتے تھے ۔

اور خداوندِ قدیر نے لوہے کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں اس قدر نرم کر دیا (مثل موم کے) کہ وہ لوہے سے جو چاہتے تھے بنا لیتے تھے ۔"

★..... (تفسیر صافی صـ ۴۱۲ ، تفسیر قمی)

★ یہاں پہاڑوں کا تسبیح پڑھنے سے صرف حالی یا شانی تسبیح مراد نہیں ہے ۔ ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھنے کا ذکر نہ کیا جاتا ۔ اور نہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صدائے بازگشت مراد ہو سکتی ہے ۔ وہ تو سب کے لیے ہوتی ہے ۔ اصل میں یہ وہی تسبیح ہے جیسی تسبیح جناب رسولِ خداؐ کے ہاتھوں پر سنگریزوں نے پڑھی تھی ۔

★.... (تفسیر کبیر امام رازی ، فصل الخطاب)

★ خداوندِ عالم نے حضرت داؤد علیہ السلام پر بڑا فضل فرمایا کہ وہ بیت اللحم میں رہتے تھے یہودا قبیلے کے معمولی جوان تھے ۔ ایک جنگ میں جالوت جیسے بڑے زبردست پہلوان کو قتل کر کے یکایک بنی اسرائیل کے ہیرو بن گئے ۔ پھر طالوت کے مرنے کے بعد جبرون (موجودہ الخلیل) کے بادشاہ بن گئے ۔ پھر تمام بنی اسرائیل کے قبیلوں نے مل کر ان کو اپنا بادشاہ مان لیا ۔ پھر یروشلم کو فتح کر کے اُنھوں نے اُسے اسرائیل کا پایۂ تخت بنا لیا ۔ اِس طرح اُن کی قیادت میں دنیا میں پہلی مرتبہ ایک خدا پرست سلطنت وجود میں آئی جو خلیج عقبہ سے دریائے فرات کے کناروں تک پھیلی ہوئی تھی ۔ اُس پر مزید یہ کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کو علم، حکمت، عدل و انصاف، خدا پرستی اور خوفِ خدا کی زبردست توفیق عطا فرمائی ۔

★.... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

حضرتِ داؤدؑ کا واقعہ

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "بنی اسرائیل کے نبی کو یہ وحی ہوئی تھی کہ جالوت (قبطی فرعونی پہلوان) کو وہ شخص قتل کرے گا جس کے جسم پر حضرت موسیٰؑ کی زرہ فٹ ہوگی اور وہ شخص لاوی بن یعقوبؑ کی اولاد سے ہے جس کا نام داؤدؑ ہے جو دُنبیاں چراتا ہے اور اُس کے باپ کا نام ایشا ہے۔"

ایشا کے دس فرزند تھے اور داؤدؑ سب سے چھوٹے تھے۔ چنانچہ "طالوت نے (جن کو نبی خدا حضرت اشموئیلؑ نے بحکمِ خدا بادشاہ نامزد کیا تھا) ایشا کے تمام بیٹوں کو طلب کیا۔ تو حضرت موسیٰؑ کی زرہ سب بیٹوں کو باری باری پہنائی گئی۔ صرف داؤدؑ کے جسم پر فٹ آگئی' لہٰذا طالوت نے اِن کو اِس آزمائش کے بعد' جو خدا کی طرف سے تھی' داؤدؑ کو لشکر کا سردار بنا کر جالوت کے مقابلے پر بھیجا۔ داؤدؑ جب اپنی جگہ سے چلے تھے تو راستے میں تین پتھر بقدرتِ خدا گویا ہوئے اور داؤدؑ سے کہا کہ ہمیں اُٹھا کر اپنے تھیلے میں رکھ لو، ہم تمہارے کام آئیں گے۔" اُنھوں نے اُن پتھروں کو خداوندی مدد سمجھ کر اُٹھا لیا تھا۔ اب جبکہ وہ جالوت کے مقابلے پر چلے تو اپنی غلیل میں ایک پتھر کو رکھ کر جالوت کے لشکر کے میمنہ (دائیں طرف) پھینکا دوسرا پتھر میسرہ (بائیں طرف) پھینکا۔ دونوں طرف کے لشکری جالوت کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

پھر داؤدؑ نے تیسرا پتھر اپنی غُلیل یا گوپھن میں رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ پتھر سیدھا جالوت کی پیشانی پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر دماغ تک جا پہنچا' اور وہ ہاتھی کی پشت سے زمین پر گر کر فی النار ہوا۔

اِس طرح حضرت داؤدؑ کی شجاعت کو بنی اسرائیل نے تسلیم کر لیا۔ اور طالوت کے بعد حضرت داؤدؑ کو اپنا بادشاہ مان لیا۔ اہلِ تفاسیر نے اِس قصّے کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ میں نے کئی تفسیروں کے مختلف بیانات کو یک جا کر دیا ہے۔ ★ ...... (از تفسیر انوار النجف جلد ۳ صـ ۱۲۴ـ۱۲۵) ملخص، تفسیر کبیر، مجمع البیان)

★ آیتِ مجیدہ میں حق سبحانہٗ نے حضرت داؤدؑ پر اپنے فضل و احسان کا تذکرہ فرمایا ہے جو نبوّت، کتاب، اور قوتِ بیان اور دیگر معجزات کے علاوہ تھا۔ وہ عطیات آپؑ کو امتیازی طور پر دیے گئے۔

www.drhasanrizvi.com

حق سبحانہ نے فرمایا کہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ داؤدؑ کی تسبیح کے جواب میں تسبیح پڑھیں۔"
چنانچہ یہ بھی بطور معجزہ عطا ہوا کہ آپؑ کی تسبیح کے جواب میں پہاڑوں سے تسبیح کی صدا بلند ہوتی تھی۔
دوسرا معجزہ یہ تھا کہ پرندے بھی آپؑ کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ (یہ بھی فضیلت تھی۔)
تیسرا معجزہ یہ تھا کہ لوہے کو نرم کیا۔ جس سے آپؑ زرہ بناتے تھے۔ (یہ بھی فضیلت تھی)
حضرت داؤدؑ کیوں کہ اپنے زمانے کے مشہور بادشاہ تھے لیکن وہ بیت المال سے تنخواہ لیتے تھے جس کو آپؑ پسند نہ فرماتے تھے۔ پس خدا نے لوہے کو نرم کر دیا جس سے آپؑ روزانہ ایک زرہ تیار کر لیتے جس کو ایک ہزار درہم میں فروخت کر دیتے۔ اس طرح آپؑ اپنے عیال کے واجب اخراجات نکال کر جو کچھ بچ رہتا اُس کو فقراء میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ★ ... (ملخص از تفسیر انوار النجف جلد ۱۱)

★ آیت ۱۱ کی تشریح:
محققین نے نتیجے نکالے (۱) صناعی، دستکاری، کاری گری نبوت کے منافی نہیں۔ ہاتھ سے کام کرنا اور محنت کرنا بہترین عبادت ہے۔

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "سب سے پاکیزہ رزق وہی ہے جو ہاتھ کی محنت سے حاصل ہو۔"

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: خرقِ عادات ممکن ہے۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ نکالا کہ: ہر کام میں اعتدال، انتظام اور تناسب ضروری ہے۔
(مرشد تھانوی)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے حضرت داؤدؑ پر وحی فرمائی کہ تم ایک اچھے آدمی ہو، مگر تم بیت المال سے وظیفہ لیتے ہو۔" یہ سن کر حضرت داؤدؑ چالیس دن روتے رہے۔ (اور خدا سے اسی مسئلے کے حل کی درخواست کرتے رہے۔ درخواست قبول ہوئی) پس خدا نے لوہے کو اُن کے لیے نرم کر دیا۔ وہ ہر روز ایک زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اُس سے اپنے متعلقین کا ضروری خرچ پورا کر کے باقی رقم تصدق فرما دیتے تھے۔ ★ ... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫

(۱۲) اور سلیمانؑ کے لیے ہم نے ہوا کو اُن کے قبضے میں دے دیا۔ جس کا صبح کا سفر ایک مہینے راہ چلنے کے برابر تھا۔ اور اُس کے شام کے وقت کا سفر بھی ایک مہینے کی راہ چلنے کے برابر تھا۔ پھر اُن کے لیے ہم نے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بھی جاری کر دیا۔ اور اُن کے پاس ایسے ایسے جن تھے جو اُن کے پالنے والے مالک کے حکم سے اُن کے سامنے (عاجزی سے) کام کرتے رہتے تھے۔ اور اُن میں سے جو ہمارے حکم کی خلاف ورزی کرتا، تو ہم اُسے جلتی بھڑکتی آگ کا مزہ چکھا دیتے۔

★ **حضرت سلیمانؑ پر اللہ کے احسانات**

★ حضرت سلیمانؑ نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ -" (سورۂ صٓ آیت ۳۵، پ ۲۳) یعنی: "پروردگارا مجھے بخش دیجیے اور مجھے ایسا ملک عطا فرمائیے جو میرے بعد کسی کے واسطے شایاں نہ ہو۔ اِس میں تو شک ہی نہیں کہ آپ بہت ہی بخشش والے ہیں۔"

www.drhasanrizvi.com

پروردگارِ عالم کا یہ احسان صرف حضرت سلیمانؑ کے ساتھ مختص ہے، کہ اُن کی دعا، کو قبول فرما کر جیسا ملک وہ چاہتے تھے عطا فرمایا۔

اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا۔ چنانچہ اُن کا تخت (بساط) ہوا کے دوش پر اُڑتا تھا اور آپؑ کو لشکر سمیت ہوا بارہ گھنٹے میں تیز رو گھوڑے سوار کی دو ماہ کی مسافت پر پہنچا دیتی تھی۔ بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ صبح کے وقت دمشق سے روانہ ہو کر دوپہر کے وقت اصفہان میں آرام فرماتے تھے۔ پھر وہاں سے پرواز کر کے رات کو کابل جا کر ٹھہرتے۔

بعض روایات میں جو یہ الفاظ ملتے ہیں کہ پوری روئے زمین پر چار آدمیوں کو حکومت نصیب ہوئی۔ نمرود[1] اور بخت نصر[2]۔ یہ دونوں کافر تھے۔ اور ذوالقرنینؑ[3]، سلیمانؑ[4]۔ یہ دونوں مسلمان تھے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے اپنے دور میں پوری دنیا کی مہذب آبادی اُن کے زیرِ نگین تھی، باقی حکمران اِن کے مقابلے میں جزوی و ذیلی حیثیت رکھتے تھے۔

نیز حضرت سلیمان علیہ السلام پر اللہ کا یہ بھی مخصوص احسان تھا کہ اُن کے لیے پیتل اور تانبے کو پانی کی طرح جاری کر دیا۔ مروی ہے کہ تین دن تک تانبا اور پیتل اپنی کان سے نکل کر بہتا رہا جس طرح پانی چشمے سے نکل کر بہتا ہے۔ اسی لیے اس کو عین (چشمہ) سے تعبیر کیا گیا۔

تیسرا مخصوص احسان و فضل یہ تھا اللہ تعالیٰ نے جنّوں کو حضرت سلیمانؑ کا تابع فرمان کر دیا کہ وہ اُن کی فرماں برداری کرتے، اور جو نافرمانی کرتا اُس کو آگ کی سزا دی جاتی تھی۔ منقول ہے کہ اللہ کی جانب سے ایک فرشتہ معین تھا، جس کے پاس آگ کا تازیانہ تھا۔ پس جنّوں میں سے جو بھی اُن کی حکم عدولی کرتا، وہ فرشتہ اُس کو اس آتشی تازیانے سے مارتا تھا، اور وہ جل کر خاکستر ہو جاتا تھا۔

★۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

★ بعض مرعوبوں نے یہ لکھا کہ "جن" سے مراد لمبے چوڑے مضبوط آدمی"۔ یہ کہنا عربی محاورے کے اعتبار سے بالکل غلط ہے۔

★۔۔۔۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ (۱۳) وہ (جن) اُن کے لیے، جو کچھ وہ
مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ (سلیمانؑ) چاہتے تھے۔ (مثلاً) محرابیں
كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ مجسّمے، اونچی اونچی عمارتیں، تصویریں
اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ حوضوں جیسے بڑے بڑے پیالے اور
وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکنے والی (گڑی ہوئی)
الشَّكُورُ ﴿۱۳﴾ بھاری بھاری دیگیں۔ (پس) اے

آلِ داؤدؑ! خدا کا شکر ادا کرو، مگر میرے بندوں میں بہت ہی کم ہیں جو شکر گذار ہیں۔

★ "محراب" کا لفظ حرب سے بنا ہے۔ جس کے معنی جنگ کرنا ہوتا ہے۔ "محراب" کے معنی "جنگ کرنے کی جگہ"۔ کیوں کہ انسان جب خدا کی عبادت کرتا ہے تو شیطان اور اپنی بری خواہشات دونوں سے بیک وقت جنگ کرتا ہے۔ اس لیے عبادت خانوں کو محراب کہتے ہیں۔

★..... (مفردات القرآن۔ امام راغب)

★ دوسرے یہ کہ حرب اُس لباس کو بھی کہتے ہیں جو میدان جنگ میں دشمن کو قتل کر کے اُس کے جسم سے اُتارا جاتا ہے۔ کیوں کہ عبادت خانوں میں انسان دنیوی فکروں اور آلودگیوں کو اُتار پھینکتا ہے اس لیے بھی عبادت خانوں کو محراب کہتے ہیں۔

"محراب" ★...... (مفردات القرآن امام راغب)

★ مبرد سے منقول ہے کہ محراب اُس مکان کو کہا جاتا ہے جس پر سیڑھیوں کے ذریعے چڑھا جاتا ہے، اس جگہ ٥ عبادت گاہیں اور عالیشان محلات مراد ہیں۔ ★... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

"تماثیل" یعنی مجسمے۔ مجسمے بنانا پچھلی شریعتوں میں حرام نہ تھا۔
★ ...... (ابوبکر جصاص)

★ یہ معنی بھی لکھے گئے ہیں کہ یہ مجسمے انبیاء کرامؑ، ملائکہ اور نیک لوگوں کے تھے۔
★ ...... (تفسیر ماجدی)

★ عربی میں "تماثیل" (تمثیل کی جمع ہے) "ہر اُس مصنوعی چیز کو کہتے ہیں جو خدا کی بنائی ہوئی کسی بھی چیز کی مانند ہو۔ خواہ وہ چیز جاندار کی مانند ہو یا بے جان چیز کی مانند ہو" (اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جو تماثیل بنوائی تھیں وہ ضرور انسانوں ... یا ... حیوانوں کی تصویریں تھیں۔ (لسان العرب) ممکن ہے پھول پتیوں یا قدرتی مناظر کی تصویریں ہوں جن سے آپؑ نے اپنے محل کو آراستہ کیا ہو۔
★ ...... (تفہیم القرآن)

★ بعض مفسرین کا یہ کہنا کہ اُنھوں نے کچھ پچھلے انبیاء کرامؑ کی تصویریں بنوائی تھیں" تو یہ بنی اسرائیل کی روایات ہیں، جو اکثر ضعیف ہوتی ہیں۔ کیوں کہ حضرت سلیمانؑ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے پیرو تھے اور حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں جانداروں کی تصویریں بنانا حرام ہیں۔ توراۃ میں ہے کہ:

"تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورتی نہ بنانا۔" (خروج باب ۲۰، آیت ۴)

★ "تم اپنے لیے بُت نہ بنانا، اور نہ تراشی ہوئی مورت اپنے لیے کھڑی کرنا، اور نہ ملک میں کوئی شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اُسے سجدہ کرو۔" ★ (احبار باب ۲۶، آیت ۱)

★ جناب رسولِ خداؐ سے اُن کی زوجہ جناب اُمِ حبیبہؓ نے حبش کے ایک کنیسہ کا ذکر کیا کہ جس میں تصویریں تھیں۔

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "یہ اُن لوگوں کا کام تھا جو صالح انسان کے مرنے کے بعد اُس کی تصویریں بنالیا کرتے تھے۔ اور پھر اُس کی قبر کو سجدے کرتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے بُرے لوگ ہوں گے۔"
★ ...... (بخاری کتاب الصلوٰۃ، مسلم کتاب المساجد، نسائی کتاب المساجد)

★ حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ: "جس شخص نے جاندار کی تصویر بنائی اُسے عذاب دیا جائے گا کہ وہ اُس میں روح پھونکے۔ مگر وہ اُس میں روح نہ پھونک سکے گا۔"

★...... (بخاری، ترمذی، نسائی، مسند احمد)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "یہ مجسمے صرف یادگار کے طور پر بنائے گئے تھے۔ برساتوں میں لوگ اُن مجسموں کو گھر کے اندر لاکر رکھ دیتے تھے۔ پھر عبادات کے وقت اُن مجسموں کو اپنے سامنے رکھنے لگے۔ پھر آنے والی نسلوں نے یہ سمجھا کہ ان مجسموں ہی کی عبادت کرنی چاہیئے اِس طرح شرک اور بُت پرستی کی ابتداء ہوئی۔

(الحدیث)

درختوں کی تصویر بنانا حرام نہیں

علامہ بدر الدین (عظیم سنی عالم) نے لکھا کہ: "البتہ جاندار کے سوا کسی دوسری چیز مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر بنانا حرام نہیں"۔ یہی رائے امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ کی ہے۔ البتہ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ بچوں کی گڑیاں مستثنیٰ ہیں۔"

★...... (عمدۃ القاری جلد ۲۲ - شرح نووی مطبوعہ مصر جلد ۱۴ ص ۸۱)

★ مسجد میں تصاویر کا ہونا جائز نہیں

حضرت علی بن امام جعفر صادقؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم ع سے دریافت کیا: "جس مسجد میں تصاویر و تماثیل موجود ہوں، اُس میں نماز پڑھنا کیسا ہے"؟

امام ع نے فرمایا: "تماثیل کے سر توڑ دو اور تصاویر کے سروں پر کوئی چیز مل کر اُن کا حلیہ بگاڑ دو۔"

★...... (بروایت قرب الاسناد - انوار نعمت ج ۱۴ ص ۱۱۳)

★ پس جس گھر میں نماز پڑھی جائے اُس کو تصاویر و مجسموں سے زینت دینا ممنوع ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ جو مثال بنائے یعنی مجسمہ بنائے وہ اسلام سے خارج ہے۔ اوّلاً تو اِس کا عطف ہے تجدیدِ قبر پر۔ تجدیدِ قبر مکروہ ہے۔ حدیث یہ ہے کہ: مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ (یعنی جس نے قبر کی تجدید کی یا مثال ایجاد کی وہ اسلام سے خارج ہے۔) اگر اِس حدیث سے مجسمہ سازی کی حرمت ثابت کی جائے تو تجدیدِ قبر کے معنی پرانی قبر کو نئے سرے سے بنانا نہ ہوگا، بلکہ

www.drhasanrizvi.com

معنی یہ ہوں گے کہ: "جو کسی مومن کو قتل کر کے ایک قبر کا نیا اضافہ کرے یا مجسمہ سازی سے کسی بت پرست کے شرک کی تائید کرے تو وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ اس بنا پر مجسمہ سازی حرام ہوگی جو لوگوں کی پرستش کے لیے معرضِ عمل میں آئے۔ لہٰذا عام مصوری اور مجسمہ سازی حرام نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر نمازی کے مصلے کے سامنے کوئی تصویر یا فوٹو یا مجسمہ موجود ہو، خواہ مکان کے اندر نماز پڑھے یا باہر صحن میں ہو، اُس کو ڈھانپ دینا چاہیئے، تاکہ بُت پرستوں کی عبادت سے مشابہت نہ ہوجائے۔

مسئلہ: فوٹوگرافی کی صنعت فوٹو کھنچوانا، اُس کا خریدنا اور گھر میں رکھنا حرام نہیں۔

مسئلہ: عورتوں کے لیے فوٹو کھنچوا کر پھر اُسے منظرِ عام پر لانا حرام ہے۔ کیوں کہ یہ پردہ داری کے خلاف ہے۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

دعوتِ شکر اور ناشکری کا شکوہ

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر مخصوص نعمات کے بیان کے بعد آلِ داؤدؑ کو شکر کی دعوت دی اور عام بندوں کی ناشکری کا شکوہ ہے کہ بہت کم آدمیوں کا شیوہ شکرگزاری ہے اور اکثریت ہمیشہ احسان فراموش لوگوں کی ہوا کرتی ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا خدا کے شکر ادا کرنے کی کوئی حد ہے جہاں پہنچ کر خدا انسان کو شاکر قرار دے؟ آپؑ نے فرمایا: "ہاں"۔ عرض کیا: "کس طرح"؟

فرمایا: "انسان کو چاہیئے کہ خدا کی تمام نعمتوں پر چاہے وہ گھر سے متعلق ہوں یا مال سے، سب پر خدا کی حمد بجا لاتا ہے۔ اور جو مال اُس کو دیا گیا ہے اُس کا حق ادا کرے (یعنی حقدار کو اُس کا حق ادا کرے)۔

(اصول کافی جلد ۲ باب الشکر)

★ نیز فرمایا: "اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی: اے موسیٰؑ! میرا شکر ادا کرو"۔ عرض کی: خداوندا! میں آپ کا شکر کیسے ادا کرسکتا ہوں، اِس لئے کہ جب بھی میں شکر ادا کرتا ہوں تو آپ ایک اور نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔" خداوندِ عالم نے فرمایا: اے موسیٰؑ! تم نے میرا حقِ شکر ادا کردیا۔ اِس لئے کہ تم نے جان لیا کہ میں ہی شکر ادا کرنے کی توفیق عطا کرتا ہوں۔ اور ہر نعمت میری ہی طرف سے ہے۔ بس یہی حقِ شکر ہے۔ ★... (اصول کافی باب الشکر حدیث ۲۴)

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ (۱۴)	پھر جب سلیمانؑ پر ہم نے موت
مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا	کا حکم جاری کر دیا تو جنّوں کو اُن
دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ	کی موت کا پتہ دینے والی کوئی
مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ	چیز نہ تھی، سوا زمین پر چلنے
تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ	والی (دآبۃ الارض یعنی دیمک) کے
كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ	جو اُن کی لاٹھی کو کھائے جا رہی
مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ	تھی۔ تو جب وہ (کھڑے کھڑے)
الْمُهِيْنِ ؕ ﴿۱۴﴾	گر پڑے، تب کہیں جنات سمجھے کہ

اگر وہ (جنات) غیب کے جاننے والے ہوتے تو اِس ذلّت کے عذاب میں اِتنے عرصے تک نہ پڑے رہتے۔

حضرت سلیمانؑ کی موت کی تفصیل

اس واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ اپنی عصا (لاٹھی) پر سہارا لیے کھڑے تھے اور اُنھوں نے جنّوں سے کہا تھا کہ تم کام کرتے رہو میں دیکھ رہا ہوں۔ اِدھر خدا کے حکم سے کھڑے ہی کھڑے اُن کی روح قبض ہو گئی، مگر جنات اُن کو کھڑا دیکھ کر اپنے اپنے کام کرتے رہے۔ آخر کار دیمک نے اُن کی عصا کو کھو کھلا کر دیا، تو

www.drhasanrizvi.com

عصا ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمانؑ کا جسم گر پڑا۔ تب جنّ سمجھے کہ ہم خواہ مخواہ کام کرتے رہے۔

آیت کے نتائج

(فصل الخطاب)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ : (۱) جنّ غیب کا علم نہیں رکھتے۔

آیت کا پہلا مطلب یہی ہے کہ خود جنّوں کو پتہ چل گیا کہ وہ غیب کا علم نہیں رکھتے۔

(۲) آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو لوگ جنّوں کو غیب دان سمجھتے تھے وہ سمجھ گئے کہ جنّ غیب کا علم نہیں رکھتے۔ ... (تفہیم القرآن)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلیمانؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی حکومت عطا فرمائی ہے کہ میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہوگی۔ میرے لیے جنّ، انس، پرندے، وحوش مسخّر کر دیے۔ مجھے پرندوں کی زبان فہمی کا علم عطا فرمایا، اور ہر وہ چیز عطا فرمائی جس کی میں ضرورت محسوس کروں، باوجود اس کے مجھے ایک دن کے لیے بھی آرام و سکون میسر نہ ہوا۔ میرا ارادہ ہے کہ کل میں اپنے محل کی منزل پر کھڑے ہو کر اپنے تمام ممالک کا جائزہ لوں، لہٰذا کسی کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ حسب الحکم انتظام پر کڑی نگرانی کی گئی، اور آپؑ دوسرے روز عصا ہاتھ میں لیے محل کی بلند ترین منزل پر پہنچے اور وہاں عصا کے سہارے اپنی مملکت کی وسعت کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اچانک ایک خوش پوش نوجوان نظر آیا جو ظاہراً محل کے گوشے سے نکلا تھا۔ آپؑ نے شاہانہ انداز میں اس سے فرمایا کہ "تم کس کی اجازت سے اس محل میں داخل ہوئے؟" اس جوان نے فوراً جواب دیا کہ اس محل کے مالکِ حقیقی نے مجھے بھیجا ہے۔" پس آپؑ سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: "تم اپنا کام کرو، اگرچہ آج کا دن میں نے اپنی خوشی کے لیے مقرر کیا تھا لیکن اللہ کو میرے وصال کے علاوہ میری دنیاوی خوشی پسند نہیں ہے۔" پس ملک الموت نے اسی حالت میں روح قبض کر لی۔

رعایا ان کو زندہ سمجھتی رہی۔ کیوں کہ آپؑ کا جسم عصا کے سہارے پر قدرتاً کھڑا رہا۔ چنانچہ جب کافی عرصہ اسی صورت سے گزر گیا تو اعتقادی طور پر لوگوں کے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ کہنے لگا کہ حضرت سلیمانؑ عصا کے

www.drhasanrizvi.com

سہارے پر اتنی مدت سے کھڑے ہیں، نہ ان کو تھکان محسوس ہوئی، نہ بھوک نہ پیاس اور نہ نیند نہ آرام کی ضرورت ان کو محسوس ہوئی پس معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لائقِ عبادت معبود یہی ہیں۔

دوسرے گروہ نے کہا کہ یہ جادوگر ہے اور ہماری نظروں کو فریب دیا گیا ہے کہ وہ اتنی مدت سے عصا کے سہارے پر کھڑا ہے۔

تیسرا گروہ مومنوں کا تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ اللہ کے عبد اور برحق نبیؑ ہیں، اللہ خود ان کے بدن کی تدبیر کا مالک ہے۔

پس جب اللہ نے دیمک کو حکم دیا، اس نے عصا کو کھایا، عصا ٹوٹا اور حضرت سلیمانؑ کی لاش گری تو سب کو پتہ چلا کہ وہ بہت پہلے مرچکے تھے۔ قومِ جن اسی دن سے دیمک کے ممنونِ احسان ہوئے

*...... (تفسیر انوار النجف)

نتائج و تعلیمات

(۱) کیوں کہ حضرت سلیمانؑ کے بہت کام بڑے عجیب ہوتے تھے اس لیے روح قبض ہونے کے بعد وہ ایک مدت تک اسی طرح عصا کے سہارے پر کھڑے رہے اور لوگ یہی سمجھتے رہے کہ یہ زندہ ہیں اور ہماری نگہبانی کر رہے ہیں۔ اس لیے ایک گروہ نے یہ عقیدہ قائم کر لیا کہ اُن کی پرستش کرنی چاہیے کیوں کہ وہ نہ سوتے ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ کچھ پیتے ہیں۔ مگر جب دیمک نے اُن کے عصا کو کھایا، اور حضرت سلیمانؑ کی لاش بے سہارا ہو کر گری، تب اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ لائقِ پرستش نہیں۔ نیز یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ انسان کی طاقت و حکومت کتنی ہی بڑھ جائے مگر اُس کی طاقت خدائے واحد کی طاقت کے سامنے بے حقیقت ہے۔

*..... (تفسیر نمونہ)

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام نے فرمایا: "اگر کوئی شخص اس دنیا میں باقی رہ سکتا اور موت کو خود سے دور کر سکتا تو وہ سلیمانؑ تھے جن کو خدا نے نبوت کے ساتھ ساتھ جنوں اور انسانوں وغیرہ پر حکومت بھی عطا کی تھی۔"

*..... (نہج البلاغہ)

(۲) اس واقعہ سے پتہ چلا کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

(۱۵) حقیقت یہ ہے کہ سبا والوں کے لیے تو اُن کے اپنے بسنے کی جگہ ہی میں (قدرتِ خدا کی) ایک بڑی نشانی موجود تھی۔ دو باغ تھے دائیں اور بائیں۔ کھاؤ اپنے پالنے والے مالک کے دیے رزق سے۔ اور اُسی کا شکر ادا کرتے رہو۔ کہ (تمہارا) شہر پاک و صاف ہے اور (تمہارا) پالنے والا مالک بڑا معاف کرنے والا ہے۔

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾

(۱۶) مگر انھوں نے منھ موڑ لیا (نافرمانی کی) آخر کار ہم نے اُن پر زور شور کا بند توڑ سیلاب بھیجا اور اُن کے (اعلیٰ قسم کے) دونوں باغوں کو ایسے (گھٹیا) باغوں سے بدل دیا جن کے پھل کڑوے تھے اور جھاؤ کے کچھ درخت تھے اور کچھ درخت بہت ہی تھوڑے سے بیریوں کے۔

www.drhasanrizvi.com

قومِ سَبا کا قصّہ اور نعمتوں کی بے قدری پر عذاب

مورخین نے لکھا کہ ان باغوں کی وسعت ۳۰۰ مربع میل تھی۔

یہ سارے کا سارا علاقہ درختوں، پھلوں، پھولوں، خوشبوؤں سے لدا ابھرا تھا۔ سبا کا یہ علاقہ یمن کا حصّہ ہے۔

یہ علاقہ خدا کی صنّاعی اور قدرت کی دلیل تھا۔ ★

★...... (بیضاوی)

★ یہ وہی شہرِ سبا تھا جس کی ملکہ بلقیس تھیں۔

★ سبا ابنِ یشحب یا یشجب بن یعرب بن قحطان بن عابر بن فالخ بن ارفخشد بن سام بن حضرت مسکن (حضرت نوحؑ) ★.... (از نسب نامہ سادات زیدی اہالیان موضع مین۔ بجنور۔ انڈیا)

★ سبا ابنِ یشحب بن یعرب بن قحطان، کے دس بیٹے تھے۔ ان میں سے چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار بیٹے شام میں۔ یمنیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) ازد (۲) کندہ (۳) مدحج (۴) اشعروں۔ (۵) انمار (۶) حمیر۔ اور شام میں آباد ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) عاملہ (۲) خدام (۳) لخم (۴) غسّان۔ (تفسیر انوار النجف)

آیتِ مجیدہ میں سبا سے مراد اولادِ سبا ہے جو یمن میں آباد تھی۔ اُن کی سکونت صنعاء سے تین دن کے سفر کے فاصلے پر تھی اور اُس جگہ کا نام مآرب تھا۔

قومِ سبا پر اللہ کا بڑا احسان تھا۔ جہاں وہ لوگ آباد تھے اُن کے دائیں بائیں جانب میوہ جات کے باغات تھے اور اس میں توحیدِ پروردگار کی عظیم نشانی تھی۔ اور "جَنَّتَانِ" بدل ہے اٰیَۃٌ سے اور اس جگہ دو باغ مراد نہیں، بلکہ اُن کی آبادی کے دو طرفہ باغ مراد ہیں۔ اور اُن کی تیرہ بستیاں ایک دوسری سے متّصل تھیں۔ اور ہر ایک بستی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ہدایت پر مامور ایک ایک نبیؑ بھی موجود تھے۔ باغات اور میوہ جات کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی عورت ایک بستی سے دوسری بستی تک خالی ٹوکری سر پر رکھ کر سفر کرتی تو پکّے پھلوں کے گرنے کی وجہ سے منزلِ مقصود تک پہنچتے پہنچتے اُس کی

www.drhasanrizvi.com

ٹوکری میوہ جات سے پُر ہو جاتی تھی۔

مفسّرین نے ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں پر اللہ کا فضل و کرم یہ بھی تھا کہ اُن کی آبادیوں میں مچھر، پسّو مکھی، بچھو اور سانپ وغیرہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حتّٰی کہ اگر کوئی مسافر ان کے ہاں وارد ہوتا اور اُس کے لباس میں پسّو وغیرہ ہوتے تو اُس آب و ہوا کی وجہ سے مرجاتے۔

اُن لوگوں نے نعمات کی کثرت سے غلط رویّہ اختیار کر لیا۔ شکر ادا کرنے کے بجائے کفرانِ نعمت پر اُتر آئے اور متکبر و سرکش ہو گئے اور انبیاؑ کی دعوتِ حق کی تکذیب کے باعث زوالِ نعمات کے مستحق ہو گئے

★ " سَیۡلَ الۡعَرِمِ " کے معانی میں چند اقوال ہیں۔

(۱) " عرم " اُس وادی کا نام تھا جس میں ہر طرف سے بارش کا پانی جمع ہو جاتا تھا۔

(۲) " عرم " اُس چوہے کا نام ہے جس نے اُس بند میں سوراخ کیا تھا کہ جس کی وجہ سے طوفانی عذاب آیا۔

(۳) " عرم " کے معنی سخت بارش۔ یعنی کثرت سے بارشیں ہوئیں اور پانی کے دباؤ سے بند ٹوٹ گیا۔ اور عذاب کا باعث ہوا۔ پھر قوم سبا کی آبادیوں کو ویرانوں میں اور پھلدار باغات کو بیریوں، کیکروں، خاردار جھاؤ کے درختوں، جھاڑیوں کے جنگلات میں بدل کر رکھ دیا۔ ناشکری کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

(۴) " عرم " کا لفظ عرامہ، بروزن علامہ ہے۔ اس کے معنی سختی، بداخلاقی کے ہوتے ہیں۔

" عرم " کے معنی جنگلی چوہے :- (لسان العرب)

لیکن مناسب ترین معنی سخت سیلاب کے ہیں۔ ★ ۔ (تفسیر علی بن ابراہیم)

" خمط " کڑوی گھاس کو کہتے ہیں۔ اور " اثل " کے معنی جھاڑ کے بیکار درختوں کو کہتے ہیں۔

★..... (مفردات القرآن)

" خمط " کے معنی پیلو اور خاردار درخت بھی کیے گئے ہیں۔ اور " اَثل " کیکر یا دوسرا کوئی خاردار درخت بھی کہا گیا ہے۔ (لغاتِ لغانی)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ (۱۷) یہ تھی اُن کے کفر (انکارِ حق، وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝۱۷ اور ناشکری) کی سزا جو ہم نے اُن کو دی۔ اور کیا ناشکرے انسان کے سوا ایسا بدلہ ہم کسی اور کو بھی دیتے ہیں؟

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ (۱۸) اور ہم نے اُن کے اور اُن کی الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا بستیوں کے درمیان نمایاں اور قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا مسلسل بستیاں بسادی تھیں، جن کو فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا ہم نے برکت عطا کی تھی، اور اُن میں لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝۱۸ آمدورفت کا سلسلہ بھی قائم کردیا تھا اور اُن میں سفر کی مسافتیں ایک اندازے پر رکھدی تھیں۔ اُن راستوں میں رات دن پورے امن و عافیت کے ساتھ چلو پھرو۔

انبیاء کی نافرمانیوں کی سزا پس اُن لوگوں نے انبیاء کی نافرمانی کی، اور بدکاریاں شروع کردیں اور خدائی احکامات کے سامنے سرکشی کا مظاہرہ کیا اور اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو اللہ نے اُس بند کو توڑنے کے لیے (جو حضرت سلیمانؑ کے حکم سے پانی کو روکنے کے لیے جنوں نے باندھا تھا) گھونس کو جو ایک

www.drhasanrizvi.com

پڑا چوہا ہوتا ہے، مسلط کر دیا۔ اُس گھونس نے بند کے پتھروں کو اکھاڑ پھینکا، یہاں تک کہ سارے کا سارا بند خراب ہو گیا، اور ایک بہت بڑا سیلاب آ گیا، اُس نے اُن کو ڈبو دیا اور علاقہ ویران ہو گیا۔

★ ...... (تفسیر صافی ص۲۱۳ بحوالہ تفسیر قمی)

برکت والی بستیوں سے مراد

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا:

(اولین معنی ہیں) "خدا کی قسم! ہم (محمدؐ و آلِ محمدؐ) ہی وہ بستیاں ہیں جن میں اللہ نے اپنی برکت کو قرار دیا ہے۔ اور ظاہری طور پر وہ لوگ مراد ہیں جو ہمارے ماننے والے ہیں۔

★ ...... (اکمال الدین اتمام النعمۃ)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"یہاں بستیوں سے مراد "رجال" ہیں۔ یعنی "لوگ"۔ پھر امام علیہ السلام نے قرآن مجید کی وہ ساری آیتیں پڑھیں جہاں "بستی" سے مراد "لوگ" لیے گئے ہیں۔

امام علیہ السلام سے دریافت کیا گیا: "یہاں "رجال" سے مراد کون سے رجال ہیں"؟

آپؑ نے فرمایا: "وہ ہم (محمدؐ و آلِ محمدؐ) ہیں۔ کیا تم نے خداوندِ عالم کا یہ قول نہیں سنا:

"رات دن اُن راستوں پر چلو پھرو، پورے امن و عافیت کے ساتھ"۔ یعنی ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہ کر زندگی بسر کرو۔"

★ ...... (تفسیر صافی ص۲۱۴)

آیۂ مجیدہ کی باطنی تفسیر یہ ہے کہ: "قرآن مجید کے مطالب کا صحیح انکشاف صرف حاملینِ علومِ قرآنیہ یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ ہی کر سکتے ہیں جس طرح قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ: ہر خشک و تر کا علم قرآنِ مبین میں موجود ہے اسی طرح قرآن مجید کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ: "قرآن کے ذریعہ پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں، زمین کا فاصلہ قطع کیا جا سکتا ہے اور مُردوں سے کلام کیا جا سکتا ہے"۔ جس طرح قرآن کا دوسرا دعویٰ حاملینِ قرآن ہی سے کماحقہٗ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے اسی طرح اس کا پہلا دعویٰ بھی اُنہی (محمدؐ و آلِ محمدؐ) ہی سے پایۂ ثبوت کو پہنچ سکتا ہے۔

★ .... (مقدمۂ تفسیر انوار النجف جلد ا ص۸۱)

www.drhasanrizvi.com

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

(۱۹) مگر انھوں نے کہا: "اے ہمارے پالنے والے مالک! ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی لمبی کر دیجیے۔ غرض انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو ہم نے بھی انھیں افسانہ بنا کر رکھ دیا۔ اور ان کے پوری پوری طرح پرخچے اڑا دیے۔ حقیقتاً اس میں دلیلیں اور نشانیاں ہیں ہر اس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا اور بڑا شکر ادا کرنے والا ہو۔

★ "بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا" یعنی سبا والوں نے خدا کی عطا کردہ نعمات کی قدر نہ کی بلکہ کفرانِ نعمت ان کا شیوہ بن گیا، انھوں نے ان متصل آبادیوں اور پرامن سفر کے بجائے آبادیوں کا دور دور ہونا اور سفروں کا لمبا اور بامشقت ہونا پسند کیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کے حالتِ کفر و بے شکری اور نافرمانی نے زوالِ نعمت کو دعوت دی ہو اور مطالبہ کیا ہو کہ درمیانی آبادیوں کو ہٹا دیا جائے اور درمیان کے سفر لمبے لمبے بامشقت کر دیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس سبا سے شام تک کی تمام آبادیاں ویرانوں میں بدل گئیں اور بعد والوں کے لیے ان کے تذکرے صرف باتیں ہی باتیں (کہانیاں) بن کر رہ گئیں۔ (تفسیر انوار النجف ملخص)

★ "صَبَّارٍ شَكُوْرٍ" صبار سے یہاں مراد ایسا آدمی ہے جو خدا کی بے انتہا نعمتیں پاکر آپے سے باہر نہ ہو جائے بلکہ جتنی نعمتیں زیادہ بڑھتی جائیں خدا کے شکر اور عملی اطاعت میں اور اضافہ ہو جائے۔ (مفردات القرآن)

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ (۲۰) اور شیطان نے اپنا خیال اُن کے
إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ بارے میں سچّا ثابت کر دکھایا کہ بالآخر
إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۲۰ اُنھوں نے شیطان ہی کی پیروی کی سوا
مومنوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے۔

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن (۲۱) اور جن پر شیطان کو کوئی قابو
سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن حاصل نہ تھا، مگر جو کچھ ہوا وہ اِس
يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ لیے ہوا کہ ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ
هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ کون آخرت کا ماننے والا ہے اور
وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ کون اُس کے متعلق شک میں پڑا
شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝۲۱ ع ۱۲ ہوا ہے جبکہ تمھارا رب ہر چیز پر نگراں اور نگہبان ہے۔

* تاریخ سے ثابت ہے کہ سبا کی قوم میں ایک گروہ خدا پرست مومنوں کا بھی تھا۔ وہاں کے کھنڈرات ایک کتبہ سنہ ۶۲۵ء میں ملا تھا اس میں یہ الفاظ لکھے ہیں: بنصر وردا الٰھن بعل سمین وارضین ۔ یعنی: "اُس معبود کی مدد اور تائید سے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔" دوسرا کتبہ سنہ ۳۸۵ء میں ملا اس پر لکھا ہے: "بردا رحمٰن" (رحمٰن کی مدد سے)

(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

خدا نے شیطان کو یہ طاقت نہیں دی

محققین نے اس آیت ۲۰-۲۱ سے یہ نتیجہ نکالا کہ: (۱) خدا نے ابلیس کو یہ طاقت نہیں دی ہے کہ وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی گناہوں میں ڈال دے۔ خدا نے شیطان کو بس یہ طاقت دی ہے کہ وہ ہمیں بہکا سکتا ہے، شک میں ڈال سکتا ہے۔ لوگ خود اپنے اختیار سے شیطان کے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔

(۲) خدا نے شیطان کو بہکانے کی اجازت اس لیے عطا کی ہے تاکہ آخرت کو دل سے ماننے والوں، اور نہ ماننے والوں میں واضح فرق ہو جائے۔

(۳) تیسرا نتیجہ یہ نکالا کہ آخرت کے عقیدہ کے سوا کوئی دوسرا عقیدہ ایسا نہیں ہے جو انسان کو سیدھے راستے پر لگا سکے اور وہ اس پر قائم بھی رہ سکے۔ جو آخرت میں حساب کتاب، جزا و سزا کا قائل نہیں وہ لازمی طور پر گمراہ اور بدکار ہوگا کیوں کہ اس میں سرے سے احساسِ ذمہ داری پیدا نہ ہو سکے گا۔ اس لیے شیطان کا سب سے بڑا حربہ یہی ہوتا ہے کہ وہ انسان کو آخرت کے بارے میں شبہ میں ڈال دیتا ہے دنیا میں جو شخص بھی گمراہ ہوا ہے وہ انکارِ آخرت سے، اور جو شخص بھی سیدھے راستے پر چلا ہے اس کے طرزِ عمل کی بنیاد آخرت پر ایمان ہی رہا ہے۔

★ .... (تفہیم القرآن)

★ جب اولادِ آدمؑ نے شیطان کی اتباع شروع کی تو انھوں نے شیطان کے ظنی فیصلے کی تصدیق کر دی چنانچہ شیطانی ظن کی تصدیق کرنے والوں میں قومِ سبا بھی تھی۔ اور جو قوم یا شخص انبیاء کی تبلیغ کو ٹھکرا کر دینی تقاضوں کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے خداوندی نعمات کا مقابلہ کفران سے کرے وہ شیطان کے ظن اور اس کی پیشین گوئی یعنی "لَاُغْوِيَنَّهُمْ" "وَلَاُضِلَّنَّهُمْ" (میں اولادِ آدمؑ کو راہِ حق سے بھٹکاؤں گا اور ان کو ضرور گمراہ کر دوں گا) کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہے۔ (تفسیر انوار النجف۔ مجمع البیان)

چنانچہ تفسیر برہان میں فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

www.drhasanrizvi.com

"روزِ غدیرِ خُم جب رسولِ خداؐ نے علیؑ کے بازو پکڑ کر اُن کو بلند کر کے "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ" (جس کا میں مولیٰ و سرپرست ہوں اُس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ اور سرپرست ہیں) کا اعلان فرمایا تھا تو ابلیس کی فوج ایک جگہ جمع ہوئی اور ابلیس نے اُن کو اپنی شیطانی چالوں اور گمراہ کن پالیسیوں کے ناکام ہونے کے خطرے سے آگاہ کیا کہ اگر پیغمبرؐ کی یہ وصیت کامیاب ہوگئی تو ہم یقیناً ناکامی کا منہ دیکھیں گے"۔

لیکن جب منافقوں نے باہمی سرگوشیوں میں اپنی بدباطنیوں کا اظہار کیا کسی نے کہا "پیغمبرؐ کا یہ اعلان خواہش پرستی کے سوا کچھ نہیں"۔ اور کسی نے کہا: "یہ دیوانہ ہوگیا ہے اپنے بھائی کی محبت میں"۔ تو ابلیس کی ڈھارس بندھ گئی۔ اور کہنے لگا: "اب مجھے تسلّی ہے کہ ہمارا مشن کامیاب ہوگا۔ اور پیغمبرؐ کی وصیت پر عمل کرنے والے کم ہوں گے"۔

چناں چہ وفاتِ پیغمبرِ اکرمؐ کے بعد جب لوگوں نے حضرت امام امیرالمومنین علیؑ سے مکمل طور پر منہ موڑ لیا تو ابلیس نے پھر اپنی ایک تقریب منعقد کی اور بلند عالیشان منبر پر بیٹھ کر اپنے مریدوں کے اجتماعِ عظیم سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ: "ہمارا مشن کامیاب ہے"۔

پھر امام علیہ السلام نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی: وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّہٗ ...الخ ...... (تفسیر انوار النجف)

وَمَا کَانَ لَہٗ عَلَیْھِمْ یعنی:۔ ابلیس کو انسانوں پر کوئی غلبہ یا طاقت نہیں دی گئی، بلکہ انسان اپنی مرضی سے ہی اُس کی پیروی پر کمربستہ ہوگئے۔ اور اللہ نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لیے کھلی چھٹی اس لیے دے رکھی ہے "تاکہ مومن اور کافر کی تمیز ہوجائے۔ پس جو جنّت میں جائے" تو ایمان و عمل کی بدولت استحقاق پیدا کرے، اور جو جہنّم میں جائے، وہ بھی اپنے اختیارِ عمل سے اُس کی سزا کا مستحق ہو۔ لِنَعْلَمَ کے یہ معنی نہیں کہ شیطان کی گمراہی پر ہی اللہ کا علم موقوف ہے بلکہ

www.drhasanrizvi.com

مقصد یہ ہے کہ اللہ کو تو پہلے ہی سے پتہ ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمام مخلوق کے سامنے اُس کا استحقاق جنّت یا دوزخ کے لیے واضح ہو جائے ★ (تفسیر انوار النجف)

قومِ سبا کا قصہ

تاریخ کی رُو سے "سبا" جنوبی عرب کی ایک بہت بڑی قوم کا نام ہے جن کے بڑے بڑے قبیلے تھے۔

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"سبا" عرب کے آدمی کا نام ہے جس کی نسل سے درجِ ذیل قبیلے پیدا ہوئے:

کندہ، حمیر، اَزد، مذحج، انمار، عاملہ، جذام، لخم، غسّان۔

(ابن جریر، امام احمد، ابن ابی حاتم، ترمذی)

★ قومِ سبا کے عروج کا زمانہ گیارہ سو سال قبلِ مسیح تھا۔ یہ ایک دولتمند قوم تھی۔ پہلے یہ لوگ سورج کو پوجتے تھے، پھر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پر ایمان لا کر مسلمان ہوئے۔ پھر کافی عرصے کے بعد مشرک ہو گئے۔ قوم کے بادشاہ نے خود کو سورج دیوتا کا وکیل بتا کر اپنی اطاعت کو اُن کے لیے فرض قرار دیا۔ آثارِ قدیمہ کی تحقیقات سے یہاں سے تقریباً تین سو کتبے ملے ہیں۔

یہ قوم تجارت پیشہ تھی اور اپنا سامانِ تجارت بےخوف و خطر بحرِ احمر جیسے خطرناک سمندر میں جہاز کے ذریعہ لے جاتی، اور مصر اور اردن کی بندرگاہوں تک لے جاتی۔ برّی راستے سے یہ لوگ اپنا مال عدن، مکّہ، مدینہ، تبوک سے شام تک لے جاتے تھے۔ آج تک سبا والوں کی آبادیوں کے نشانات ان راستوں پر ملتے ہیں۔ یہ لوگ من مانی قیمتیں وصول کرتے ہوئے ظلم پر اُتر آئے۔ ★..... (تفہیم القرآن)

یہ لوگ ابرہہ کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ کو تباہ کرنے کے لیے چڑھ دوڑے۔ جس کے نتیجے میں ابابیل کے لشکر نے ان سب کو تہس نہس کر ڈالا۔ یہ حملہ ۵۷۰ء میں جناب رسولِ خداؐ کی ولادت سے پہلے ہوا۔ بالآخر یمن پر ایرانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ (شفقہ تاریخ)

www.drhasanrizvi.com

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (۲۲) (مشرکین سے) کہدیجیے کہ پکارو (بلاؤ)

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ اپنے اُن (خداؤں) کو جنھیں تم اللہ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ کے سوا اپنا خدا سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ نہ

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ تو ایک ذرہ بھر قدرت رکھتے ہیں

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اور وہ

مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ اُن کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں،

اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ (۲۳) اور اللہ کے ہاں کوئی سفارش فائدہ

اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى نہیں دیتی، سوا اُس شخص (کی سفارش) کے

اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ جس کو اللہ نے سفارش کرنے کی اجازت دی ہو

قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ یہاں تک کہ جب اُن دلوں سے گھبرا دور کردی جائے (ہٹ جائے)

قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ تو وہ پوچھیں (گے) کہ تمھارے مالک نے کیا جواب دیا؟

الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾ وہ کہیں (گے) کہ اُس نے ٹھیک کہا تھا (کیونکہ) وہ بلند و بزرگ ہے (اِس سے کہ غلط فرمائے)

www.drhasanrizvi.com

مشرکین کے لیے فرمایا جارہا ہے کہ اے میرے رسولؐ! آپؐ ان مشرکوں سے کہدیجیے کہ جن معبودوں کو تم نے اللہ کے علاوہ اپنا حاجت روا اور لائقِ پرستش تجویز کر رکھا ہے، کسی مشکل کے وقت ذرا ان کو بلاؤ اور پکارو تو سہی، اور پھر دیکھو کہ وہ تمہاری کیا مدد کرسکتے ہیں بس تم کو اُن کی حقیقت کا پتہ اس طرح چل جائے گا کہ وہ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے برابر بھی ملکیت اور حقِ تصرف نہیں رکھتے، اور نہ پوری کائنات میں اللہ کے ساتھ اُن کا کوئی حصہ ہے اور نہ وہ اس سارے نظامِ عالم کی تخلیق و تدبیر میں اللہ کے معاون و مددگار ہیں۔ (تفسیر انوار النجف)

"وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ" یعنی بروزِ محشر کسی کی کوئی سفارش نفع مند نہ ہوگی، سوائے اُن کے جو اللہ کی طرف سے ماذون و اجازت یافتہ ہوں گے۔

تفسیرِ برہان میں ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنی اُمت کی شفاعت کریں گے، اور حضرت امام علی علیہ السلام سے حضرت امام مہدی علیہ السلام تک تمام ائمہ معصومینؑ اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ اسی طرح باقی انبیاءؑ کو بھی حقِ شفاعت حاصل ہوگا۔"

اور فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: ایک ایک مومن بھی ربیعہ و مضر کے قبائل کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

اِذَا فُزِّعَ : یعنی جب دربارِ خداوندی میں حاضری کے وقت خطابِ پروردگار کو سننے کے لیے اُن لوگوں سے "گھبراہٹ کو دور کیا جائے گا" اور وہ بات کو سننے اور سمجھنے کے قابل ہوں گے تو فرشتے اُن سے پوچھیں گے کہ اللہ نے تم سے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ: اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ واقعی اللہ کے علاوہ ہمارا کسی کو حاجت روا یا مددگار اور لائقِ عبادت مان لینا بالکل غلط اور ناجائز تھا۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

★ خدا کا فرمانا کہ: "سوا اُس شخص کے جس کو خدا نے سفارش کرنے کی اجازت دی ہو۔" اس کے ۲ دو معنی ہوسکتے ہیں۔ (۱) یعنی صرف اُس کی سفارش قبول ہوگی جسے خدا نے سفارش کرنے

www.drhasanrizvi.com

کی اجازت دی ہو گی۔ (۲) دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ صرف اُس کی سفارش کی جا سکے گی جس کے لیے خدا سفارش کرنے کی اجازت دے گا کہ اُس کی شفاعت کی جائے۔

* ...... (فصل الخطاب)

* اور خدا کا یہ فرمانا کہ: "یہاں تک کہ جب اُن لوگوں اور فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی۔"

اِس فقرہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ملائکہ تک خدا کی ہیبت سے لرزر ہے ہوں گے۔ پھر ہم گنہگاروں کا کیا حال ہو گا؟ (الامان ' الحفیظ) (تفسیر ماجدی)

* غرض قیامت کے دن اضطراب اور وحشت کا غلبہ ہو گا۔ سب لوگ اس انتظار میں بے چین ہوں گے کہ دیکھیں خدا کن لوگوں کو اور کن لوگوں کی شفاعت کی اجازت دیتا ہے یہ اضطراب اور بے چینی خداوندِ عالم کے فرمان کے جاری ہونے کے بعد ہی ختم ہو گی۔ تو شفاعت کرنے والوں کی نگاہیں خدا کے حکم پر لگی ہوں گی۔

* ...... (تفسیر نمونہ)

* آیت ۲۲ کا مفہوم یہ ہے کہ: تم خود دیکھ لو خدا تو قوموں کی قسمتیں بناتا اور بگاڑتا ہے۔ جیسا کہ تم نے قومِ سبا کا ذکر سن لیا۔ خدا نے اُن کو بنایا بھی اور اُن کی کفرِ نعمت' ظلم و ستم کی وجہ سے اُن کو تہس نہس بھی کر دیا۔ اب ذرا تم اپنے بناوٹی خداؤں کو دیکھ لو' کیا اُن میں اتنی طاقت ہے' کہ بنا یا بگاڑ سکیں' قوموں کی قسمتیں بدل سکیں؟ یہ تو خدا کے سامنے سفارش تک نہیں کر سکتے۔ (۲) دوسری بات یہ بتائی کہ: خدا کے ہاں کوئی اپنے زور کے بل پر سفارش نہیں منوا سکے گا۔ صرف وہی سفارش کر سکے گا جسے خدا اجازت مرحمت فرمائے گا۔ (تفہیم القرآن)

محققین نے نتیجے نکالے: (۱) ہیبت اور خوف کا اثر فہم و فراست پر پڑتا ہے۔ (۲) کبھی کبھی خوف فہم کو اس قدر متاثر کر دیتا ہے کہ انسان معذور ہو جاتا ہے۔ جیسے اہلِ حال بے حال ہو جاتے ہیں۔

* ...... (مرشد تھانوی)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾

(۲۴) اُن سے پوچھیے: "کون تم کو آسمانوں اور زمین میں رزق دیتا ہے؟" (یہ بھی) کہہ دیجیے: "اللہ" - اب ہم میں اور تم میں کوئی ایک گروہ ہی ہدایت پر ہے اور (دوسرا گروہ لازمی طور پر) کھلی ہوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔

دعوتِ فکر کا بہترین طریقہ

یہ طرزِ کلام جاذبیت کے لیے ہے اور دعوتِ فکر کا بہترین طریقۂ کار ہے۔ کیوں کہ جب یہ کہا جائے کہ تم اور ہم میں سے ایک گروہ غلطی پر ہے اور دوسرا صحیح ہے تو دلائل و براہین میں غور کرنے کے بعد فریقِ غلط کو قبولِ حق کا راستہ آسانی سے مل جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جب یہ کہا جائے کہ ہم صحیح ہیں اور تم غلطی پر ہو، تو طریقِ مخالف میں ضد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے پھر وہ غور و فکر کی توفیق سے محروم ہو کر حق بات کو سننے اور قبول کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

★ ادب کی انتہا، ملاحظہ فرمائیں کہ اسقدر واضح دلیل دینے کے بعد بھی خداوندِ عالم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم کھلی گمراہی میں پڑے ہو۔ بلکہ فرمایا: "ہم میں سے کوئی ایک کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔" یہ اس لیئے کہ اگر مخاطب کو صاف صاف گمراہ کہدیا جائیگا تو وہ ضد پر اُتر آئے گا اور حق بات کو ماننے پر آمادہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ اصل مقصد ہدایت ہے، اس لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے کہ مخاطب اپنی عقل کے دروازے بند کر لے اور ضد پر اُتر آئے، بلکہ اُس کو خود سوچنے کا موقع دو۔ خود فیصلہ کرنا اُسی کے ذمہ ڈالدو اُس کی توہین نہ کرو۔ کہیں دل نہ ٹوٹ جائے۔ ★... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾

(٢٥) کہہ دیجیے کہ "جو جرم ہم نے کیا ہوگا اُس کو تم سے نہ پوچھا جائے گا، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کی جواب طلبی ہم سے نہیں کی جائے گی

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾

(٢٦) کہہ دیجیے کہ: ہم سب کو ہمارا پالنے والا مالک ایک جگہ جمع کرے گا اور پھر ہمارے درمیان بالکل ٹھیک فیصلہ کرے گا (کیوں کہ) وہ زبردست فیصلہ کرنے والا ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾

(٢٧) اُن سے کہہ دیجیے "ذرا مجھے اُنھیں دکھاؤ تو سہی جنھیں تم نے خدا کے ساتھ شریک بنا کر ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ زبردست طاقت اور عزت والا، اور گہری مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ کام کرنے والا تو بس وہ اللہ ہی ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

(۲۸) اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ہے مگر تمام نوعِ انسانی کے لیے (اچھے کاموں کے اچھے نتائج کی) خوشخبری دینے والا، اور (بُرے کاموں کے بُرے نتائج سے) ڈرانے والا (بناکر) مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔

مجھے پانچ چیزیں بالخصوص عطا کی گئیں

★ "تفسیر مجمع البیان" میں بروایت ابنِ عباسؓ، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے پانچ چیزیں بالخصوص عطا کی گئیں، اور یہ بڑائی کی بات نہیں۔

(۱) میں ہر سیاہ و سفید (کالے و گوروں) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

(۲) میرے لیے پوری زمین جائے طہارت اور جائے سجدہ قرار دی گئی ہے۔

(۳) میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا ہے، حالاں کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا۔

(۴) میری نصرت رُعب سے کی گئی ہے کہ وہ ایک مہینے کی مسافت کے فاصلے پر میرے آگے آگے چلتا ہے۔ یعنی جس طرف میرا رُخ ہو، ایک ماہ کی مسافت کے فاصلے تک لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں۔

(۵) مجھے اللہ نے حقِ شفاعت عطا فرمایا ہے جو میں نے روزِ محشر اپنی اُمت کے لیے بچا کر رکھا ہے۔"

★ تفسیر برہان و مجمع البیان میں ہے کہ: "حضور اکرمؐ کو مشرق و مغرب، آسمان و زمین، جن و انس تمام کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ ... الخ کے معنی بھی اسی توجیہ کے مطابق کہتے ہیں۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"خداوندِ عالم نے دوسرے انبیاء کرامؑ مثلاً حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، اور حضرت عیسیٰؑ کو شریعتیں عطا فرمائیں (مگر خاص قوم اور خاص وقت کے لیے) جبکہ ہمارے رسولِ اکرمؐ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجا، خواہ وہ کالے ہوں یا گورے، جنّ ہوں یا انسان سب کے لیے اپنا رسولؐ بنا کر بھیجا۔"

★ ..... (تفسیر صافی ص۴۱۲ بحوالہ کافی)

★ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ کَآفَّۃً "کف" سے ہے۔ یعنی روکنے والا۔
اس لیے کآفّۃ رسولِ خداؐ کی صفت ہے۔ یعنی کفر و شرک و گناہ سے روکنے والا۔"

★ ..... (تفسیر نور الثقلین)

★ کافر، جنابِ رسولِ خداؐ پر یہ دباؤ ڈالا کرتے تھے کہ قیامت آتی کیوں نہیں؟
اصل میں وہ مذاق اُڑاتے تھے۔ قرآن اُن سے کہہ رہا ہے کہ "جلدی نہ مچاؤ قیامت کا دن اور وقت سب مقرر ہے، وہ اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔ تم اُس کی تیاری کر لو۔"

★ ..... (تفسیر نمونہ)

نتائج

(۱) محققین نے نتیجہ نکالا کہ جنابِ رسولِ خداؐ تمام نوعِ انسانی کے لیے بھیجے گئے تھے۔ (۲) پھر جبکہ خدا نے رسولؐ کی نبوّت کو زمان و مکان سے مقیّد نہیں فرمایا تو اس سے ختمِ نبوّت بھی ثابت ہو گئی۔ کیوں کہ رسولِ خداؐ کے آنے سے رسالت کے مقصد کی تکمیل ہو گئی۔ جو پیغام خداوندِ عالم کو بھیجنا تھا وہ سب کا سب بھیج دیا گیا۔ اب آئندہ کسی نبی کے بھیجنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔

★ ..... (فصل الخطاب)

★ اتنی صراحت کے ساتھ عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ کسی دوسرے دین نے نہیں کیا۔ تمام آسمانی کتابوں میں صرف قرآن نے واضح طور پر خود کو عالمگیر تہذیب قرار دیا۔ ★ (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا (۲۹) پھر وہ تم سے کہتے ہیں کہ (قیامت کا)
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)؟

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ (۳۰) کہہ دیجیے کہ تمھارے لیے ایک ایسے
لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ دن کے وعدے کی میعاد مقرر ہے
سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ جس سے نہ تم ایک لمحہ پیچھے جا سکتے ہو الربع ۳ ع ۹
اور نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ (۳۱) اور کافروں نے کہا کہ: "ہم تو ہرگز اس
نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے
وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ کی آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے"
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ کاش تم دیکھتے اُس حالت کو کہ جب یہ
مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ ظالم اپنے پالنے والے مالک کے سامنے
يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ کھڑے کیے جائیں گے تو اُن میں کا ہر ایک

اِلَی بَعۡضِ ۨ الۡقَوۡلَ ۚ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ اَنۡتُمۡ لَكُنَّا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳۱﴾

دوسرے سے سوال جواب کر رہا ہوگا غرض جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے: "اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم (خدا و رسولؐ پر) ایمان لے آئے ہوتے

قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰی بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۲﴾

(۳۲) جو لوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ جواب دیں گے: "کیا ہم نے تم کو ہدایت پانے سے روک رکھا تھا جبکہ وہ (خود) تمہارے پاس آئی تھی (ایسا نہیں) بلکہ تم خود اپنے جرم کے ذمہ دار تھے۔"

★ جناب امیرالمومنین امام علیؑ نے فرمایا: "ہر امت کے مالدار لوگوں نے ہمیشہ خدا کی نعمتوں کے بل پر بیجا تکبر کیا اور ہمیشہ یہی کہا کہ: ہم مال اور اولاد میں سب سے بہت زیادہ ہیں اور ہم پر خدا کا عذاب کبھی نہ آئے گا۔" پس اگر لوگوں پر یہ برتری جتانا ہی ضروری ہے تو قابلِ تعریف اور نیک کاموں پر ایسا کرنا چاہیے۔ عرب کے جاہل اعلیٰ اوصاف پر فخر کیا کرتے تھے۔

(نہج البلاغہ - صافی)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا (۳۳) تو جو لوگ دبا کر کمزور بنا دیئے گئے تھے وہ
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ بڑے بننے والوں سے کہیں گے: "(ایسا نہیں ہے) بلکہ یہ
مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ (تمہاری) رات دن کی مکاریاں تھیں جب
تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ تم ہم کو یہ حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ
بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ کفر کریں، اور دوسروں کو اُس کے ساتھ
وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا شریک ٹھہرائیں۔" آخر کار جب وہ اللہ کے عذاب
رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا کو (آتا) دیکھ لیں گے تو اپنے دل ہی دل میں
الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ بہت ہی پچھتائیں گے۔ تو ہم اُن لوگوں کی
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ گردنوں میں زنجیریں ڈال دیں گے جنھوں نے
يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا ابدی حقیقتوں سے کفر و انکار اور ناشکری کا
يَعْمَلُوْنَ ۝۳۳ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کیا لوگوں کو اُن کے

کاموں جیسے بدلے کے سوا کوئی اور بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ غرض بالکل ویسی ہی
سزا وہ پائیں۔ (جیسے کام وہ کیا کرتے تھے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔)

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ قَرۡیَةٍ مِّنۡ (۳۴) اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی
نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ ۙ بستی میں کوئی ڈرانے والا نبیؐ بھیجا ہو
اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اور اُس بستی کے کھاتے پیتے مالداروں نے یہ نہ
کہا ہو کہ "یہ جو پیغام تم لائے ہو، ہم اس کو
بالکل نہیں مانتے"۔

وَقَالُوۡا نَحۡنُ اَكۡثَرُ اَمۡوَالًا (۳۵) اور انھوں نے ہمیشہ یہی کہا: "ہم تم سے
وَّاَوۡلَادًا ۙ وَّمَا نَحۡنُ زیادہ مال اور اولاد رکھتے ہیں، اور ہم
بِمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۳۵﴾ ہرگز سزا پانے والے بھی نہیں ہیں۔

"مُتۡرَفُوۡهَا" جناب رسولِ خداؐ اور جملہ مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ آپؐ اہلِ مکہ کے صاحبِ ثروت مالدار لوگوں پر تعجب کریں کیوں کہ ہمیشہ سے یہی دستور چلا آرہا ہے کہ جب بھی کسی بستی میں کوئی نبیؐ آیا، وہاں کے دولتمند طبقہ نے اُس کی دعوت کو ٹھکرایا۔ پس ہمیشہ دینِ خداوندی طبقۂ غربا میں مقبول رہا اور متوسط طبقہ اُس کا ہمنوا رہا ہے۔

"وَقَالُوۡا نَحۡنُ" "کفارِ مکہ اپنی کثرتِ اولاد اور مالداری پر اتراتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ ہم خدا کو پیارے ہیں اس نے ہمیں کثرتِ اولاد اور اموال عطا فرمایا ہے پس وہ ہمیں عذاب نہ دے گا۔ اور مسلمانوں کو غربت و افلاس کا طعنہ دیتے تھے۔ ..... (انوار النجف)

★ قرآن مجید میں یہ بات بار بار بتلائی گئی ہے کہ انبیاء کرامؑ کا مقابلہ سب سے پہلے امیر و خوشحال لوگ کیا کرتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

★ کیوں کہ خوشحال طبقہ انبیاءؑ کی تعلیمات سن کر یہ سمجھ لیتا ہے کہ اب اُن کو مان لینے کے بعد ہم اپنی من مانی نہیں کر سکتے ہیں۔ (مؤلف)

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع

(۳۶) آپ اُن سے کہدیجیے کہ: "بیشک میرا پالنے والا مالک جسے چاہتا ہے رزق میں وسعت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا رزق تنگی سے عطا کرتا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔"

"یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ": کفارِ مکہ نے اپنی کثرتِ اولاد اور کثرتِ مال پر اترانا شروع کر دیا۔ وہ کہتے تھے کہ "ہم ہی خدا کو پیارے ہیں کہ اُس نے ہمیں کثرتِ اولاد و مال سے سرفراز فرمایا ہے پس وہ ہم کو عذاب میں مبتلا نہ کرے گا" اور مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ اگر تم اللہ کو پیارے ہوتے تو خدا تم کو محروم نہ رکھتا۔ (تفسیر انوار النجف، تفسیر کبیر امام رازی۔ کشاف)

خداوندِ کریم نے کفار کے اِس مقولہ کی تردید فرمائی ہے کہ رزق کا کشادہ کرنا یا تنگ کرنا اللہ کی مصلحت کے تابع ہے۔ وہ چاہے کافروں کو فراوانی سے رزق دے اور مومنوں کو تنگئ رزق میں مبتلا کرے۔ رزق کی فراوانی یا تنگی میں انسان کی آزمائش کا راز پوشیدہ ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ رزق کی فراوانی کے بعد وہ شکر گذار بنتا ہے یا کفرانِ نعمت کرتا ہے۔ اور رزق کی تنگی کے بعد وہ صبر سے کام لے کر اپنے پروردگار کی مشیت پر راضی رہتا ہے یا اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر اُس کا شکوہ کر کے کافر بنتا ہے پس اللہ کا محبوب اور مقصد میں کامیاب انسان وہ ہے جو ہر دو حالات میں رضائے پروردگار کو پیشِ نگاہ رکھے۔ اللہ کے نزدیک (مال یا اولاد) دنیا کی بے قدری کی دلیل بالکل واضح ہے کہ نمرود اور فرعون جیسے سرکشوں کو دولت کی فراوانی عطا کی، اور حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسٰیؑ اولوالعزم پیغمبروں کو تنگ دستی میں شکر گذار اور تبلیغِ رسالت کے فریضے میں ثابت قدم پایا۔

----- (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ (۳۷) اور تمہارے یہ مال اور اولاد تمھیں
بِالَّتِیۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰۤی ہم سے قریب کرنے والی چیزیں نہیں
اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ ہیں، مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے اچھے
صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ کام کرے پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے
جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا کاموں کی دوگنی (چوگنی بلکہ کئی کئی گنا) جزاء
وَهُمۡ فِی الۡغُرُفٰتِ اٰمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾ ہے، اور وہ بلند و بالا عمارتوں (جنت کے
اونچے اونچے درجوں میں، بڑے سکون واطمینان کے عالم میں رہیں گے۔

مال کا ہونا مفید بھی ہو سکتا ہے ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے دولتمندوں کی برائی کی۔ آپؑ نے فرمایا: "اگر کوئی دولت مند شخص صلۂ رحمی کرنے والا ہو (یعنی اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنے والا ہو) اور اپنے بھائیوں کو فائدے پہنچانے والا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔" * (تفسیر صافی ص۴۱۵ تفسیر قمی)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ باوجود کوششوں کے دولت سے محروم رہنا، یا دولت کا مل جانا، یہ سب بطور امتحان ہوتا ہے اور خدا کی مشیت تکوینی کے تحت ہوتا ہے، جسے جاہل لوگ خدا کی رضامندی کی علامت سمجھ لیتے ہیں۔ پھر اسی بات کی وضاحت یوں کی گئی کہ: "مال اور اولاد کی کثرت کسی کو خدا سے قریب نہیں کرتی، کیونکہ جو چیز خدا سے قریب کرتی ہے، وہ انسان کا نیک عمل اور اس کا قلبی ایمان و خلوص ہوتا ہے۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْۤ (۳۸) اور جو لوگ ہماری باتوں، نشانیوں
اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اور آیتوں کو نیچا دکھانے اور اُن کا مقابلہ
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں وہ خدا
کی سزا دیا، عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ (۳۹) اُن سے کہدیجیے کہ: "میرا پالنے والا
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ مالک اپنے بندوں میں سے جس کے لیے
عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ چاہتا ہے اُس کے رزق میں وسعت
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ عطا فرماتا ہے، اور جسے چاہتا ہے
فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ نپا تُلا رزق تنگی سے عطا فرماتا ہے۔ اور جو
الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ ٭ کچھ تم خیر خیرات کرتے ہو اُس کی جگہ
وہی تم کو بدلہ میں دے دیتا ہے (کیوں کہ) وہ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی
دینے والا ہے۔

★ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص مال میسر آنے کے بعد خیرات کے لیے
اپنا ہاتھ بڑھائے گا، تو وہ جو بھی خرچ کرے گا، خداوند کریم اُس کا عوض اُس کو دنیا میں بھی دے گا اور

www.drhasanrizvi.com

آخرت میں بھی کئی کئی گنا ثواب عطا فرمائے گا۔"

* کسی نے عرض کی : "یا امیر المومنین ! میں خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں مگر اُس کا کوئی عوض نہیں پاتا۔"
* امام علیہ السلام نے فرمایا : "کیا تمہارا گمان ہے کہ خدا وعدہ خلافی فرماتا ہے" ؟
* اُس نے عرض کی : "ہرگز نہیں"۔
* امام علیہ السلام نے فرمایا : "اگر تم میں سے کوئی حلال طریقے سے مال پیدا کرے تو اُس میں سے وہ جو مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا، اُس کا عوض ضرور پائے گا۔"

* ...... (تفسیر صافی ص۴۱۵، بحوالہ کافی)

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا مفہوم

اسلام کی نگاہ میں بہت وسیع معنی رکھتا ہے :

جنابِ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا : "ہر نیک کام خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو صدقہ کہلاتا ہے۔ ہر نیک کام، خدا کی راہ میں خرچ کرنا شمار ہوتا ہے (کیوں کہ ہر نیک کام میں مال یا انسانی صلاحیت، طاقت، محنت اور وقت خرچ کرنا پڑتا ہے جو صرف خدا کی رضا کے لیے ہوتا ہے) اور جو کچھ کہ انسان اپنے بیوی بچوں، ماں باپ کے لیے خرچ کرتا ہے وہ بھی انفاق یا صدقہ لکھا جاتا ہے۔

اور جو مال انسان اپنی عزت آبرو بچانے کے لیے خرچ کرتا ہے، وہ بھی صدقہ ہے۔ اور جو کچھ بھی انسان خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے، خدا اُس کا عوض ضرور دے گا سوا اُس کے کہ جو انسان (بے ضرورت) گھر بنانے پر خرچ کرے یا گناہ کے کاموں پر خرچ کر دے۔"

* ...... (تفسیر قرطبی جلد ۶)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہترین تجارت ہے

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ : جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، وہ اُس کی جگہ اور دے دے گا۔" اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا بہترین تجارت ہے۔ جس میں نقصان کا کوئی امکان ہی نہیں ہے، (فائدہ ہی فائدہ ہے) کیوں کہ اللہ نے خود اِس مال

www.drhasanrizvi.com

کی جگہ دوسرا مال دینے کا وعدہ فرمالیا ہے، جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا۔

پھر اللہ جیسی عظیم اور سخی ذات سے یہ توقع ہی نہیں کی جاسکتی کہ وہ صرف اتنا ہی مال دے گا جتنا اللہ کی راہ میں خرچ کیا گیا ہے، اس لیے کہ جب کوئی کچھ دینے کا وعدہ فرماتا ہے اور معیّن نہیں کرتا تو پھر وہ اپنی آن بان شان کے مطابق عطا فرمایا کرتا ہے۔ اس لیے جب اللہ اُس مال کے بدلے مال یا کوئی اور نعمت عطا فرمائے گا جو اللہ کی راہ میں خرچ کی گئی ہے تو وہ کئی کئی گنا زیادہ عطا فرمائے گا۔ اسی لیے اللہ نے ارشاد فرمایا: "اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔"

★ ..... (تفسیر نمونہ)

★ اللہ نے اسی بات کو سورۃ الصف آیت ۱۰ میں بہترین انداز سے اس طرح ارشاد فرمایا:

" یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ " (سورۃ الصف آیت ۱۰ پ ۲۸)

یعنی: "اے وہ لوگو! جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانتے ہو! کیا میں تمہیں ایسی نفع بخش تجارت بتلادوں جو تمہیں (اللہ کی) سخت تکلیف دینے والی سزا سے بچالے؟ (تو سنو وہ تجارت یہ ہے کہ) (۱) اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان لو۔ (۲) اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد (کوشش) کرو، یہ عمل تمہارے لیے بہت اچھا اور نفع بخش ہے بشرطیکہ تم جان سکو۔"

(القرآن)

★ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "ہر رات ایک پکارنے والا آسمان سے یہ آواز دیتا ہے کہ: زندہ رہو مرنے کے لیے، عمارتیں بناؤ ٹوٹنے پھوٹنے، برباد ہونے کے لیے، خداوندا! جو لوگ تیری راہ میں مال خرچ کریں اُن کو بہترین بدلہ عطا فرما، اور جو تیری راہ میں مال خرچ نہیں کرتے اُن کا مال ضائع کردے۔ کاش انسان اس بات پر غور کرلے کہ وہ کس لیے پیدا کیا گیا ہے۔"

★ .... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اس بات کا جتنا یقین ہوگا کہ اُسے بدلہ ضرور ملے گا، تو وہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں) اُتنا ہی سخی ہوگا۔"

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

لمحۂ فکریہ اور طریقۂ دعاء

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے دریافت کیا: "فرزندِ رسولؐ! میں قرآن کی دو آیتوں پر عمل کرتا ہوں مگر اُن کا نتیجہ نہیں پاتا۔

پہلی آیت تو یہ کہ خدا نے فرمایا: "مجھے پکارو میں تمہاری دعاء کو قبول کرتا ہوں۔" میں خدا کو پکارتا ہوں (سورۃ مومن آیت ۶۰) لیکن میری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ اللہ اپنے وعدے پورے نہیں کر سکتا؟"

اُس نے عرض کی: "نہیں ایسا نہیں ہے۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص اللہ سے اس طرح دعاء کرے جس طرح اللہ نے دعاء مانگنے کا حکم دیا ہے تو اللہ اُس کی دعاء ضرور قبول فرمائے گا۔ (۱) سب سے پہلے اللہ کی حمد بجالاؤ، اللہ کی نعمتوں کو ایک ایک کرکے یاد کرو (۲) پھر اُن کا دل سے شکریہ ادا کرو، (۳) پھر پیغمبرؐ اور اُن کی آل پر درود پڑھو۔ (۴) پھر اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی دل سے معافی مانگو، اس طرح کہ پہلے ہر ہر گناہ کو دل میں یاد کرکے اُن کا اقرار کرو، پھر اللہ سے اُس کے عذاب سے پناہ طلب کرو، توبہ کرو، معافیاں مانگو اور استغفار کرو (۵) پھر اپنی حاجت طلب کرو) یہ دعاء مانگنے کا طریقہ ہے۔

★ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "وہ دوسری آیت کونسی ہے جس پر تم عمل کرتے ہو اور نتیجہ نہیں پاتے؟"

★ اُس نے عرض کی: "میں خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں مگر بدلہ نہیں پاتا۔"

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی شخص کچھ حلال مال حاصل کرے اور اُسے حلال طریقے سے خرچ بھی کرے تو وہ ایک درہم بھی خرچ نہیں کرتا، مگر یہ کہ اللہ اُس کا عوض اُس کو دے دیتا ہے۔"

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر برہان جلد ۳)

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (۴۰) اور جس دن وہ (اللہ) اُن سب کو

ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ جمع کرے گا اور پھر فرشتوں سے

اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوا پوچھے گا کہ: "کیا یہ لوگ تمہاری

يَعْبُدُونَ ۝۴۰ بندگی اور پوجا پاٹ کیا کرتے تھے؟"

قَالُوا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ (۴۱) تو فرشتے جواب دیں گے: "ہر عیب سے

وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ پاک و پاکیزہ ہے آپ کی ذات، ہمارا

كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ تعلق تو آپ سے ہے، اُن لوگوں سے

اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ۝۴۱ نہیں۔ بلکہ (حقیقتاً) یہ لوگ جنوں کی

عبادت کیا کرتے تھے، اور اُن میں کے اکثر انہی (جنوں) کو دل سے (خدا) مانتے تھے

★ عرب میں فرشتوں کی پرستش کی ابتداء اِس طرح ہوئی کہ عمرو بن لحی ایک سردار تھا جب وہ شام گیا تو وہاں کے لوگوں کو پتھر اور لکڑی کے بت، فرشتوں اور مرے ہوئے بزرگوں کی ارواح کے خیالی مجسّمے دیکھے عمرو بن لحی کو یہ مجسّمے اچھے لگے تو وہ وہاں سے کچھ بت خرید کر لایا اور لوگوں کو اُن کو پوجنے کی دعوت دی، جو بڑی مقبول ہوئی۔ اِس طرح عربستان (حجاز) میں بت پرستی شروع ہوئی۔

....(تفسیر روح المعانی جلد ۲۲، سیرۃ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۹)....

www.drhasanrizvi.com

فرشتے عرض کریں گے

"سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا ...الخ"

* فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم تو آپ کی تنزیہ و پاکی کے قائل ہیں، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کے شریک بن بیٹھیں اور لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دیں۔ آپ ہی ہمارے ولی ہیں اور ہم آپ کے عبادت گزار ہیں۔ البتہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور اُن پر اُن لوگوں کی اکثریت کا ایمان تھا۔

فرشتوں کو یہ خطاب بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح حضرت عیسیٰؑ سے اللہ کا خطاب ہوگا کہ "اے عیسیٰؑ! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود مانو؟"

حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ "اے ہمارے مالک! آپ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے ان سے کیا کہا۔ یہ تو از خود ایسا کرتے تھے۔" پس حضرت عیسیٰؑ اُن لوگوں سے بیزار ہوں گے۔

مقصد یہ ہے کہ جس طرح روزِ محشر مشرکین سے باز پرس ہوگی اسی طرح جن کو انھوں نے معبود بنا رکھا تھا، اتمامِ حجت کے طور پر اُن سے بھی پوچھا جائے گا، اور یہ چیز اُن مشرکوں کے عذاب میں زیادتی کا باعث ہوگی۔ اور اسی طرح جن لوگوں نے حضرت محمدؐ و آلِ محمدؑ کو صفاتِ خداوندی میں شریک مانا ہوگا وہ بھی میدانِ محشر میں مشرکین کی طرح رسوا ہوں گے۔ چنانچہ معصومؑ نے فرمایا ہے کہ: "ہم ایسے لوگوں سے اسی طرح بری ہوں گے جس طرح حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ نصاریٰ سے بری ہوں گے۔"

اور جو لوگ خالق یا رازق جیسی صفات کا اہلِ بیتؑ پر اطلاق درست قرار دیتے ہیں خیر الرازقین یا احسن الخالقین کے الفاظ کو اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں، اُن کا جواب یہ ہے کہ صفات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایسی صفات جن سے اللہ بھی متصف ہے اور بندے بھی۔ مثلاً آگ کا علم۔ کہ آگ گرم ہے۔ بندوں کو بھی علم ہے اور اللہ کو بھی لیکن اللہ کا علم قدیم ہے بندے کا علم حادث ہے۔ (۲) ایسی صفات جن کا اطلاق اللہ پر حقیقی ہے اور بندہ پر مجازی ہے جیسے خالق و رازق وغیرہ۔ (۳) ایسی صفات جن کا اطلاق صرف اللہ پر ہو سکتا ہے بندوں پر قطعاً ناجائز ہے جیسے الوہیت۔ * (تفسیر انوار النجف ملخص)

www.drhasanrizvi.com

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ (۴۲) تو آج کے دن تم میں سے کوئی
لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ ایک دوسرے کو کسی قسم کا کوئی فائدہ یا
وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ہم
ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ ایسے ظالموں سے کہدیں گے کہ اب چکھو اُسی
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝۴۲ آگ کی سزا کا مزہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا (۴۳) اور جب بھی اُن کے سامنے ہماری کھلی
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا ہوئی آیتیں سنائی جاتی تھیں تو وہ
رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ کہتے تھے: "یہ شخص تو بس یہ چاہتا ہے
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ کہ تم کو تمھارے اُن خداؤں سے پھیر دے
وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ جن کی بندگی اور پوجا پاٹ تمھارے
مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِيْنَ باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔"
كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا پھر (مشرکین) یہ بھی کہتے تھے کہ:

www.drhasanrizvi.com

جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

"یہ قرآن کچھ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا جھوٹ"۔ غرض ان کافروں کے سامنے جب بھی حق آیا تو انھوں نے یہی کہا کہ: "یہ کچھ نہیں ہے سوا کھلے ہوئے جادو کے"۔

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾

(۴۴) حالاں کہ ہم نے نہ تو ان کو (آپ سے) پہلے کتابیں دی تھیں جنھیں وہ پڑھتے ہوں، اور نہ آپ سے پہلے ہم نے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) بھیجا تھا۔

محققین نے اس آیت[۴۴] سے نتیجہ نکالا کہ: جس شخص نے بھی صرف اور صرف اپنی فکر پر تکیہ کرتے ہوئے کسی قسم کی آسمانی ہدایت کے بغیر، خرافات کو دل سے گھڑا اور زندگی کی راہ میں سفر کیا وہ برباد ہوا۔ زندگی کے مقصد کو سمجھنے کے لیے خدا کی ہدایتوں اور اس کی کتاب سے مدد حاصل کرنے کی ضرورت ہے، جو دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ خدا کی آیتوں کے انکار کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ (اور تباہی بھی ہمیشہ کی) * (تفسیر کبیر)

* مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب خدا کی طرف سے ایسی آئی ہے اور نہ کوئی ایسا رسول آیا ہے جس نے آکر ان کو یہ تعلیم دی ہو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرو۔ اس لیے یہ لوگ کسی علم کی بنا پر نہیں بلکہ خالص جہالت کی بنا پر قرآن اور محمد مصطفےٰ ص کی رسالت اور پیغام توحید کا انکار کر رہے ہیں جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ * . . . (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (۴۵) وَبَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۴۵﴾

اور اُن سے پہلے کے لوگ بھی (رسولوں اور کتابوں کو) جھٹلا چکے ہیں، حالاں کہ جو کچھ ہم نے اُن لوگوں کو دیا تھا، یہ لوگ اُس کے دسویں حصّے تک کو بھی نہیں پہنچے ہیں، غرض اُنھوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا، تو اب دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی؟ ع ۹

جائے عبرت ہے

پہلے زمانے والوں کو جو مال، قوت، طویل عمریں حاصل تھیں، اِس زمانے والوں کو اُس کا دسواں حصّہ بھی نہیں ملا۔ یا پھر اِس کا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اِس زمانے والوں کو جس قدر ہدایات، علم، دلائلِ حق ملے ہیں، پُرانے زمانے والوں کو اُس کا دسواں حصّہ بھی نہیں ملا تھا۔ (آج کی جدید معلومات اور سائنس کی عجیب و غریب ایجادات پیشِ نظر رکھیے۔) ★ (تفسیر صافی ص ۴۲۶)

★ یہ مطلب بھی لکھا گیا ہے کہ اُن لوگوں نے رسولوںؑ کی تکذیب کی، اُن کو جھٹلایا، جبکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو ہم نے جو کچھ علم و کمال عطا کیا ہے، اُس کا دسواں حصّہ بھی ہم نے پچھلے انبیاء کو نہ دیا تھا، اِس کے باوجود محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تکذیب زیادہ کی گئی اور اُن سے حسد بھی کیا گیا (اُن کو اذیت بھی بعید پہنچائی گئی) ★ (تفسیر قمی)

★ علامہ طبرسیؒ نے لکھا کہ: "مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن کافروں کو کوئی ایسی کتاب نہیں دی جسے وہ آپؐ کے خلاف بطورِ سند پیش کر سکیں، اور آپؐ سے پہلے ہم نے کوئی رسولؑ ایسا نہیں بھیجا جس نے آپؐ کا انکار کیا ہو۔ (مجمع البیان)

★ مشرکینِ مکّہ کو اُس کا دسواں حصّہ بھی نصیب نہیں ہوا جو کچھ ہم نے اِن سے پہلے والوں کو عطا کیا تھا اور جب اُنھوں نے انبیاء کی تکذیب کی تھی تو اُن کا حشر بھی کیسا ہوا، وہ مشرکینِ مکّہ کے سامنے ہے کہ صفحۂ ہستی سے اُن کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ چناں چہ قومِ سبا کا واقعہ ابھی ابھی گذر چکا ہے پس اُن کو اُس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ مَثۡنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوۡا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا نَذِيۡرٌ لَّكُمۡ بَيۡنَ يَدَىۡ عَذَابٍ شَدِيۡدٍ ﴿۴۶﴾

(۴۶) آپ کہہ دیجیے کہ: "میں تمھیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں، خدا کے لیے تم دُو دُو مل کر اور اکیلے اُٹھو اور غور کرو کہ کیا تمھارے اِس ساتھی (رسولؐ) میں کوئی بھی ایسی بات ہے، جو دیوانگی کی ہو؟ وہ تو صرف ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تم کو اُس سے ڈرانے، اور ہوشیار کرنے (متنبّہ کرنے) والا ہے۔

(یعنی: دیوانہ وہ نہیں ہوتا جو کسی کو تباہی کے راستے پر جاتے ہوئے دیکھ کر تباہی سے بچانے، ڈرانے کی تنبیہ کرے، بلکہ وہ تو سب سے عقلمند انسان ہوتا ہے)

آپس میں مل کر غور و فکر اور بحث کی اہمیّت اور دعوت

یعنی اُن سے کہدو کہ:

"میں تمھیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں، اور وہ یہ کہ اللہ کی توحید کے عقیدے میں ثابت قدم ہو جاؤ پھر ایک ایک ہو کر یا دُو دُو مل کر آپس میں بحث و فکر کرو کہ کیا محمّد مصطفےٰ کی کوئی بات خلافِ عقل ہے یا اُن کا کوئی اقدام قابلِ نفرت یا مذمت ہے یا اُن کے کسی قول و فعل سے دیوانگی کا مظاہرہ ہوتا ہے؟ پس تم کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہے اور اُن کی ہدایات دیوانگی نہیں بلکہ قرینِ عقل ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

اور اُن کا دین حق اور واجب القبول ہے، اور وہ تم کو آنے والے سخت عذاب سے ڈراتے ہیں۔

پس آیتِ مجیدہ میں توحید، نبوت اور قیامت کے عقیدے کو بیان کیا گیا ہے۔ اور "واحدۃٍ" اِس لیے کہا گیا کہ تمام اصول کی جڑ اور مرکزی نقطہ صرف عقیدۂ توحید ہے۔ جب یہ عقیدہ درست ہو تو باقی سب کی درستی اسی کی بدولت ہوسکتی ہے۔ بروایت احتجاج طبرسیؒ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: "خداوندِ عالم نے رفتہ رفتہ احکام شریعت بھیجے۔ سب سے پہلے عقیدۂ توحید، پھر نبوت کی دعوت دی گئی۔ جب لوگوں نے اس کو تسلیم کرلیا تو یکے بعد دیگرے نماز، روزہ، حج، جہاد اور زکوۃ وصدقات کے احکام نافذ کیے۔ تو منافقوں نے کہا: "اے رسولؐ! اگر آپؐ کے پروردگار کی طرف سے کوئی اور حکم باقی رہ گیا ہو تو وہ بھی بیان کر دیجیے تاکہ ہم اطمینان کا سانس لیں"۔ پس یہ آیت اُتری کہ: "اب صرف ایک بات رہ گئی ہے اور وہ ہے ولایت علیؑ"۔ پس اس میں تو شک ہی نہیں کہ جو ولایتِ علیؑ کا قائل ہو جائے تو گویا وہ تمام اصول کا قائل ہوا۔

(برہان وستقصیات الدار بحوالہ تفسیر انوار النجف) ★.....

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"ایک ساعت غور وفکر کرنا پوری رات کھڑے ہو کر نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔"

(سفینۃ البحار جلد ۲، مادۂ فکر) ★.....

★ امام علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ "غور وفکر کرنے کا طریقہ کیا ہے؟"

★ فرمایا: "جب تم کسی ویرانے سے گذرو تو اُس ویرانے سے پوچھو کہ: تجھ میں رہنے والے کہاں چلے گئے؟ تیری بنیاد رکھنے والوں کا کیا ہوا؟ تو بولتا کیوں نہیں؟"

(سفینۃ البحار)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: "غور وفکر کرنا نیکی اور اچھے کاموں کے انجام دینے کی دعوت دیتا ہے۔"

(سفینۃ البحار جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۴۷﴾

آپ ان سے کہدیجئے کہ میں نے تم سے جو کچھ اجر (اپنی آلؑ کی محبت کی شکل میں) طلب کیا ہے وہ تو تمھارے ہی (فائدہ کے) لیے ہے میرا معاوضہ تو اللہ کے ذمّہ ہے اور وہ ہر چیز پر عینی گواہ ہے۔

اجرِ تبلیغِ رسالت میں اُمت کا فائدہ ہے

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت ہے کہ "جنابِ رسولِ خداصؐ نے فرمایا: اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس مودّت اور محبت کا میں نے تم سے سوال کیا ہے اُس محبت کے ذریعے سے تم دنیا میں بھی ہدایت پاؤگے اور قیامت کے دن بھی خدا کے عذاب سے نجات پاؤگے۔"

★ ...... (تفسیر صافی ص۴۱۲ بحوالہ کافی)

★ یہ حقیقت ہے کہ کسی نبیؑ نے اپنی اُمت سے کوئی اجر طلب نہیں کیا۔ صرف ہمارے رسولؐ نے خدا کے حکم پر اپنے قرابتدار کی محبت کو بطور اجرِ رسالت طلب فرمایا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو کام بغیر اجر کیا جائے وہ افضل ہوتا ہے اس لئے گذشتہ انبیاء کرامؑ کا کام افضل قرار پائے گا لیکن اِس آیت نے اِس سوال کو حل کر دیا۔ کیوں کہ اِس آیت میں بتلایا جا رہا ہے کہ ہمارے رسولؐ نے جو اجر طلب کیا ہے وہ اپنے فائدہ کے لیے نہیں، بلکہ خود اُمت کے فائدہ کے لیے طلب کیا ہے۔ یہ اپنی قسم کا واحد اجر ہے جو اجر طلب کرنے والے کے فائدہ کے لیے نہیں ہے، بلکہ اُجرت ادا کرنے والے کے فائدہ کے لیے ہے یعنی نبیؐ اپنے فائدہ کے لیے نہیں، بلکہ اُمت کے فائدہ کے لیے اُجرت طلب فرما رہے ہیں۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ ۚ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ ﴿۴۸﴾

(۴۸) کہدیجیے کہ "حقیقت یہ ہے کہ میرا پالنے والا حق کو (میرے دل میں) اُتارتا ہے اور وہ تمام پوشیدہ حقیقتوں کا جاننے والا ہے"۔

قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ مَا یُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَ مَا یُعِیۡدُ ﴿۴۹﴾

(۴۹) (اور یہ بھی) کہدیجیے کہ "حق آگیا اور اب باطل کے لیے کچھ نہیں ہو سکتا اور جو جھوٹا خدا ہے وہ نہ تو پہلے ہی کچھ پیدائش کی ابتدا کر سکتا ہے اور نہ وہ دوسری دفعہ پلٹا کر لا سکتا ہے۔

"قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ" یعنی جب حکومتِ حقّہ قائم ہوگئی تو باطل اپنے ہمنواؤں کے لیے نہ دنیا میں کوئی اچھائی پیدا کر سکتا ہے اور نہ آخرت میں فائدہ پہنچا سکے گا۔

(تفسیر انوار النجف)

★ ....

★ عبداللہ ابنِ مسعود سے روایت ہے کہ: جنابِ رسولِ خداؐ جب فتحِ مکّہ کے موقع پر مکّہ تشریف لائے تھے تو خانۂ کعبہ کے چاروں طرف ۳۶۰ بُت نصب تھے، آپؐ اپنے عصاء سے ایک ایک بُت کو گراتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے: جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا

(سورۂ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۸۱ پارہ ۱۵)

یعنی: "حق آگیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل تو مٹنے ہی کے لیے ہے"۔

(تفسیر مجمع البیان جلد، تفسیر کبیر۔ تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قُلۡ اِنۡ ضَلَلۡتُ فَاِنَّمَاۤ (۵۰) کہدیجیے کہ: "اگر میں گمراہ ہوں
اَضِلُّ عَلٰی نَفۡسِیۡ ۚ وَ اِنِ تو میری گمراہی کی ذمہ داری مجھ پر ہے
اهۡتَدَیۡتُ فَبِمَا یُوۡحِیۡۤ اِلَیَّ اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو یہ
رَبِّیۡ ؕ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ قَرِیۡبٌ ﴿۵۰﴾ اُسی کی وجہ سے ہے کہ جو میرا پالنے
والا مالک میری طرف وحی بھیجتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب
کچھ سننے والا بھی ہے اور (سب سے) بہت نزدیک بھی"۔

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ: "جو کوئی غلط کام کرے وہ خود اپنے کو اُس کا ذمہ دار سمجھے۔ لیکن جو اچھا کام کرے اُس کا انجام دینے والا بھی وہ خود ہے۔ اِس لیے اچھے کام کا اجر و ثواب بھی کام کے انجام دینے والے کو ملے گا۔ البتہ نیک کام انجام دینے کی توفیق خدا وند عالم عطا فرماتا ہے نبی کو یہ توفیق وحی کے ذریعے سے عطا ہوتی ہے، اور دوسروں کو یہ توفیق خدا کی ہدایات اور القاءِ ذہنی کے ذریعے سے عطا ہوتی ہے۔

نیز نبی کے الفاظ سے بھی انسان کو نیک کاموں کی ہدایات ملتی ہیں۔ خدا کی کتاب سے بھی نیک اعمال کی ترغیب اور توفیق حاصل ہوتی ہے۔

★ .... (مدارک ۔ فصل الخطاب)

★ سورۃ الشمس میں فرمایا: "فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا" (سورۃ الشمس آیت ۸ پ ۳۰)

یعنی: پس اُس کی بدکاریاں اور اُس کی پرہیزگاری اُس پر الہام کر دی۔ (سمجھا دی) یعنی ہدایت بذریعہ الہام بھی ہوتی ہے

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ (۵۱) اور کاش تم وہ موقع دیکھو جب
وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (۵۱) وہ لوگ گھبرائے بوکھلائے ہوئے پھر رہے
ہوں گے اور کہیں نکل بھاگنے یا بچ نکلنے کا کوئی موقع نہ پائیں گے، بلکہ بالکل
قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے۔

روزِ محشر کفار کی حالت

یعنی اگر تم دیکھو تو تمھیں عجیب امر دکھائی دے گا۔

یعنی: روزِ محشر کفار جب اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو گھبرا جائیں گے اور ان کے بھاگ نکلنے کا کوئی امکان نہ ہوگا اور اللہ ان کو گرفتارِ عذاب کرے گا اور اس طرح پکڑے گا جس طرح کوئی چیز قریب نزدیک سے اٹھالی جائے

ظہورِ امام مہدی کی نشانی

* یہ آیتِ مجیدہ ظہورِ امام مہدی علیہ السلام کے بعض حوادث کی نشاندہی کررہی ہے۔ چنانچہ مکانِ قریب سے گرفتار کیے جانے والے سفیانی کے لشکر والے ہوں گے۔ جو مدینہ کی تاراجی کے بعد مکہ کی طرف رُخ کریں گے۔ جب یہ لشکرِ سفیانی مقامِ بیداء پر پہنچے گا تو بحکمِ پروردگار زمین ان کو قدموں کے نیچے سے پکڑ لے گی اور وہ زمین میں دھنس جائیں گے۔ (تفسیر انوار النجف)

* یہ آیت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت کافروں، ظالموں کے حالِ زار کا نقشہ بھی پیش کررہی ہے۔ جیسا کہ جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: "جب سفیانی (ابوسفیان کی فکر رکھنے والے یا دورِ جاہلیت کے ماننے والے یا اس کی اولاد والے) حضرت امام مہدی کے مقابلے پر آئیں گے تو مکہ کے قریب ایک صحرا (بیداء) میں گرفتارِ عذاب ہوں گے۔ زمین شگافتہ ہوجائے گی اور سخت زلزلے کی وجہ سے لرزنے کانپنے لگیں گے اور پھر زمین میں دھنس جائیں گے۔"

* (الحدیث از ابنِ عباس، ابنِ مسعود، ابوہریرہ، ابوحذیفہ، ام سلمہ، حضرت عائشہ از کتبِ اہلِ سنت، تفسیر المیزان جلد ۱۶، بحار الانوار جلد ۵۲ باب علاماتِ ظہورِ مہدی ؑ)

وَقَالُوٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

(۵۲) اور اُس وقت یہ کہیں گے کہ: "ہم نے مان لیا (یا)، ہم ایمان لے آئے" حالانکہ اب اتنی دور نکلی ہوئی چیز (دنیا) سے (ایمان کا) لینا کہاں ممکن ہے۔

وَقَدْ كَفَرُوا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾

(۵۳) اور (حالانکہ) وہ پہلے تو اِس (آخرت کی حقیقت) کا انکار کرتے رہے، اور اندھا دھند تیر مارتے رہے، دور دور کی باتیں لایا کرتے تھے۔

ظالم و کافر کی موت کا نقشہ

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے ظالم، کافر کی موت کے وقت کا نقشہ اس طرح کھینچا کہ:

"موت کے وقت دنیا کی نعمتوں کے ہاتھ سے نکل جانے کی حسرتیں حملہ کرتی ہیں، اُن کے اعضاء سست ہو جاتے ہیں، چہروں کی رنگت زرد پڑ جاتی ہے، زبان کام کرنا بند کر دیتی ہے، صرف آنکھوں سے (مُٹر مُٹر) گھر والوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اور کانوں سے اُن کی آوازیں سن رہا ہوتا ہے، اور سوچ رہا ہوتا ہے کہ اپنی عمر کس کام میں برباد کر دی؟ پھر اُس مال کو یاد کرتا ہے جسے حرام حلال کی فکر کیے بغیر جمع کر لیا، پھر حیران پریشان ہو کر اپنے ہاتھ شرمندگی سے کاٹتا ہے کیوں کہ موت کے وقت وہ ساری باتیں اُس پر کھل جاتی ہیں جو پہلے پوشیدہ تھیں، اُس وقت آرزو کرتا ہے کہ جو لوگ مال کی وجہ سے مجھ پر رشک کرتے تھے کاش یہ مال اُن کے پاس ہوتا۔"

...... (نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۹)

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ (۵۴) لیکن اب (اُن پر موت کے ذریعہ سے)

مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ رُکاوٹ ڈال دی گئی، اُن کے اور

بِأَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اُس چیز کے درمیان جس کے یہ

إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ خواہش مند ہیں (کہ دنیا کی زندگی

مُّرِيبٍ ۝۵۴ دوبارہ مل جائے مگر اس سے یہ محروم کردیے ع ۶ / ۱۲

جائیں گے) جس طرح کہ اُنہی جیسوں کے ساتھ اس سے پہلے کیا گیا ہے

غرض وہ بہت ہی سخت قسم کے شک و شبہ میں گرفتار رہے تھے۔

کہ شک میں پڑے رہنے | آیت میں شک میں پڑے رہنے والوں کا نقشہ کھینچا ہے

والوں کو چین کہاں ؟ یہ سکون و اطمینان سے محروم لوگ تو ہمیشہ تردد و تذبذب میں ہی پڑے حیران و سرگرداں رہتے ہیں۔ * . . . (تفسیر ماجدی)

شک کی چار شاخیں

جناب امیر المومنین ؑ نے فرمایا: "شک کے چار شعبے ہیں (۱) التماری۔ (کٹھ حجتی و جھگڑے کرنا)، (۲) اَلْهَوْل ۔ (خوف) (۳) التَّرَدُّد ۔ (سرگردانی) (۴) الْاِسْتِسْلَام (باطل کے آگے سر جھکا دینا)۔ پس جس نے کٹھ حجتی اور لڑائی جھگڑے کو اپنا شیوہ بنا لیا اُس کی رات کبھی صبح سے ہمکنار نہیں ہو سکتی ؛ اور جس کو سامنے کی چیزوں نے ہول میں ڈال دیا وہ اُلٹے پیر پلٹ جاتا ہے۔ اور شک و شبہ میں سرگرداں رہتا ہے اُسے شیاطین اپنے پنجوں سے روند ڈالتے ہیں، اور جس نے دنیا و آخرت کی تباہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا وہ دونوں جہانوں میں تباہ ہو جائے گا * (نہج البلاغہ کلمات قصار ۳۱)

سورۂ سبا ختم ہوئی

www.drhasanrizvi.com

۳۵ سورۂ فاطر

بنانے والے کے ذکر سے شروع ہونے والی
سورت

خصوصیات

★ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص سورۂ فاطر سمجھ کر پڑھتا ہے اُسے قیامت کے دن جنّت کے تین۳ دروازے اپنی طرف بلائیں گے، تو وہ جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو جائے۔ ★ (تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
"جو شخص سورۂ فاطر کو رات کے وقت پڑھتا ہے خداوندِ عالم اُس کی حفاظت فرماتا ہے اور جو شخص دن کے وقت اس سورۃ کو پڑھتا ہے اُسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، اور خداوندِ عالم اُس کو دنیا و آخرت کے اس قدر خیرِ کثیر (بہت زیادہ فائدے) عطا فرمائے گا جس کا وہم و گمان بھی نہیں کرتا ہوگا۔ اور کسی نے اُن چیزوں کی تمنّا تک نہ کی ہوگی۔
★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۴ - کتاب ثواب الاعمال)

(نوٹ) مگر قرآن کے پڑھنے سے مراد: سمجھ کر پڑھنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوتا ہے

★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۴۵	سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَکِّیَّۃٌ	رکوعاتہا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ (۱) وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①

ہر قسم کی تعریف (حمد) اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے، جن کے دو دو تین تین اور چار چار بازو اور پر ہیں۔ اللہ اپنی خلقت میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے حقیقتاً اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

فرشتوں کی حقیقت

★ فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے

www.drhasanrizvi.com

سب ملائکہ کو ایک جیسا نہیں بنایا، بلکہ اُن کی اوضاع وبناوٹیں مختلف ہیں، اور حضور اکرمؐ نے جبریلؑ کو دیکھا تو اُن کے چھ سو پر تھے، ان کی پنڈلیوں پر موتیوں کی لڑیاں تھیں جس طرح سبزہ پر شبنم کے قطرے ہوا کرتے ہیں۔ اُن کی جسامت آسمانوں اور زمین کے خلاء کو پُر کرنے والی تھی۔

اور جب اللہ میکائیلؑ کو دنیا میں آنے کی اجازت دے گا تو اُن کا ایک قدم ساتویں آسمان پر ہوگا تو دوسرا ساتویں زمین تک جا پہنچے گا۔ اور بعض فرشتے ایسے بھی ہیں جن کا نصف حصہ برف ہے اور نصف حصہ آگ ہے۔ نہ برف آگ کو بجھا سکتا ہے اور نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے۔ اور وہ فرشتے اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ: "اے آگ اور برف میں اُنس پیدا کرنے والے اللہ! ہمیں اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔

* اور بعض فرشتے ایسے بھی ہیں جن کے کان اور آنکھ کے درمیان کا فاصلہ، تیز پرواز پرندے کی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

* فرشتے نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، بلکہ غذا نسیمِ عرش (یا ذکر و تسبیحِ معبود) ہے۔

* جو فرشتے رکوع میں ہیں وہ تا قیامت رکوع میں رہیں گے اور جو سجدے میں ہیں قیامت تک سجدے میں رہیں گے۔ اس حالت میں رہتے ہوئے کبھی تھکان تک محسوس نہیں کرتے، ہر آن وہ تر و تازہ رہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ تعداد فرشتوں کی ہے۔

* جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "کسی آسمان پر ایک کھال کے برابر ایسی جگہ نہیں ہے جہاں فرشتہ محوِ عبادت نہ ہو"

* جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ: "ہر دن اور ہر رات کو ستر ہزار فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، پھر زیارتِ پیغمبرِ اکرمؐ کا شرف حاصل کر کے شاہِ ولایت کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ اس کے بعد حرمِ حسینی میں پہنچتے ہیں، اور سحر تک وہاں رہ کر آسمان کی طرف جاتے ہیں، اور وہ پھر کبھی واپس نہیں آتے۔" * ... (تفسیر قمی، تفسیر انوار النجف)

* فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "ایک فرشتہ مرغ کی شکل میں ہے جس کے

www.drhasanrizvi.com

پاؤں ساتویں زمین پر اور سر عرش کے نیچے ہے، وہ رات کے آخری حصّے میں اپنے پروں کو جھاڑتا اور پھڑپھڑاتا ہے اور تسبیحِ پروردگار کرتا ہے پس سارے فرشتے تسبیح میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

تیز منقول ہے کہ جبرئیلؑ جنّت کی نہر سے غسل کر کے ہر صبح کو جب اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں تو ان سے گرنے والے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ:

"وضو کرنے والے انسان کے اعضاءِ وضو سے الگ ہونے والے ہر قطرے سے خداوندِ قدیر ایک ایک فرشتہ کو پیدا کرتا ہے۔" ★ ..... (تفسیر انوار النجف)

نیز ایک فرشتہ بشکلِ علیؑ

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "شبِ معراج جب میں چوتھے آسمان پر گیا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نور کے بنے ہوئے منبر پر بیٹھا ہے اور بہت سے فرشتے اُس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا

★ اے جبرئیلؑ! یہ کون فرشتہ ہے، جس کے اطراف دیگر فرشتے جمع ہیں؟

★ جبرئیل نے عرض کی: "آپؐ اُس کے قریب جاکر دیکھ لیجیے، اور اُس کو سلام کیجیے"

★ چنانچہ میں اُس فرشتے کے پاس گیا اور جب سلام کیا تو دیکھا کہ وہ تو میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں میں نے کہا: اے جبرئیل! کیا علیؑ مجھ سے پہلے آسمان پر آگئے؟

★ اُنھوں نے عرض کی: یا رسول اللہؐ! فرشتوں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت کا اشتیاق اللہ تعالیٰ سے ظاہر کیا۔ اللہ نے اس فرشتے کو علیؑ کی صورت پر نور سے خلق فرمایا۔

ہر شبِ جمعہ یہ فرشتے اِن کی ہزار مرتبہ زیارت کرتے ہیں اور اللہ بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اور اُن کی تسبیح و تقدیس کا ثواب علیؑ کے دوستوں کو ہدیہ کرتے ہیں۔

★ کچھ فرشتے ان لوگوں کے لیے سونے چاندی کی اینٹوں سے جنّت میں محل تیار کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو تسبیحاتِ اربعہ پڑھتے ہیں۔ ★ (ملخص از: حیات القلوب جلد دوم (اُردو ترجمہ))

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"فرشتے نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ شادی کرتے ہیں، وہ صرف تسنیم عرش سے زندہ ہیں۔"

★..... (تفسیر نور الثقلین، تفسیر علی بن ابراہیم)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فرشتوں کے چہرے بہت خوبصورت، آوازیں بہت اچھی اور بال بڑے حسین اور خوش منظر ہوتے ہیں۔"

★..... (تفسیر مجمع البیان)

★ نیز آنحضرت ص نے فرمایا: "خدا کی قسم! آسمانوں میں خدا کے فرشتوں کی تعداد زمین کی مٹی کے ذرات سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ آسمانوں میں ایک قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ اللہ بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس کر رہا ہوتا ہے۔"

★..... (بحار الانوار جلد ۵۹)

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

"فرشتے نہ سست ہوتے ہیں، نہ (اپنی تسبیح و تقدیس سے) غافل ہوتے ہیں، نہ وہ گناہ کرتے ہیں، اور نہ خدا کی نافرمانی، نہ اُن پر نیند آتی ہے، نہ وہ بھولتے ہیں۔ اُن کا بدن سستی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا، نہ وہ باپوں کے اصلاب اور نہ ماؤں کے ارحام میں قرار پاتے ہیں۔"

★..... (بحار الانوار جلد ۵۹)

★ نیز فرمایا: "بعض فرشتے ایسے ہیں جو قیامت تک رکوع ہی میں رہیں گے، اور کچھ ایسے ہیں جو قیامت تک سجدے میں رہیں گے (تھکیں گے نہیں) (سبحان اللہ)

★..... (بحار الانوار جلد ۵۹)

★ فرشتے اجسامِ لطیفہ رکھتے ہیں، وہ خدا کے علاوہ کسی کو لائقِ عبادت نہ جانتے۔

★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾

(۲) اللہ جس رحمت کا دروازہ لوگوں پر کھول دیتا ہے اُسے روکنے والا کوئی نہیں اور جس رحمت کو وہ کسی سے روک دیتا ہے تو اُس کے بعد اُسے کھولنے والا بھی کوئی نہیں (کیونکہ) وہ غالب عزت والا بھی ہے اور دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾

(۳) اے انسانو! یاد کرو اللہ کی اُس نعمت اور ا ن کو جو تم پر ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا بھی ہے، جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی عطا کرے؟ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، آخر تم کہاں سے دھوکا کھائے چلے جا رہے ہو؟

www.drhasanrizvi.com

آیت ۲ کی تشریح غرض کہ تمام رحمتوں اور فائدوں کے خزانے خدا ہی کے پاس ہیں، لیکن جس پر اُس کی رحمت کا تقاضا ہوتا ہے اُس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اگر تمام کائنات کے لوگ خدا کی رحمت کے دروازوں کو کسی پر بند کرنا چاہیں تو بند نہیں کر سکتے۔

اور جس کے لیے خدا اپنی رحمت کے دروازے بند کر دے، کوئی اُنہیں کھلوا نہیں سکتا۔ یہی توحید کا فلسفہ ہے۔ اسی مضمون کو خداوندِ عالم نے دوسری جگہ اس طرح فرمایا:

"وَاِنۡ یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنۡ یُّرِدۡكَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ یُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝" (سورۃ یونس آیت ۱۰۷)

یعنی: "اور (یاد رکھو کہ) اگر خدا کی طرف سے تمھیں کوئی برائی چھو بھی گئی تو پھر اُس کے سوا کوئی اس کا دفع کرنے والا نہیں ہوگا، اور اگر وہ تمھارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو پھر اُس کے فضل (وکرم) کا پلٹانے والا بھی نہیں ہوگا، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فائدہ پہنچائے اور وہ بہت ہی بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا (مہربان) ہے۔"

آیت ۳ کی تشریح: هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ: علامہ طبرسیؒ نے تفسیر مجمع البیان میں فرمایا: "کیا" لفظِ خالق کا اطلاق اللہ کے سوا کسی اور پر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ: اس کی دو صورتیں ہیں (۱) علی الاطلاق لفظ خالق اللہ کے علاوہ کسی اور پر نہیں ہو سکتا۔ البتہ اضافت کے ساتھ غیر اللہ پر بھی جائز ہے جس طرح حضرت عیسیٰ کی طرف مٹی سے پرندے کا خلق کرنا منسوب ہے۔ (۲) آیت میں غیر اللہ پر "خالق" کا اطلاق ممنوع ہے جو آسمان و زمین سے رزق کو خلق فرماتا ہے۔ پس اللہ ہی وہ خالق ہے جو آسمان سے بارش اور زمین سے انگوریاں پیدا کر کے صفتِ رازق سے متصف ہے، اس کے بعد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کی وضاحت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ معنی مذکور میں غیر اللہ پر خالقِ رازق کا اطلاق اُس کو الٰہ ماننے کے مترادف ہے پس اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ نہیں ہے۔ اس کے بعد تنبیہ فرمائی کہ اے انسانو! اس بارے میں ہرگز دھوکا نہ کھاؤ اور کسی پر خالق و رازق کا اطلاق کر کے مشرک نہ بنو۔ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ (۴) اور اب اگر یہ لوگ آپ کو
رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ‌ؕ وَاِلَى اللّٰهِ جھٹلاتے ہیں تو آپ سے پہلے
تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ۝۴ بھی بہت سے رسول جھٹلائے
جا چکے ہیں۔ بہرحال سارے معاملات
اللہ ہی کی طرف پلٹ جانے والے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ (۵) اے انسانو! حقیقتاً اللہ کا وعدہ
حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الۡحَيٰوةُ بالکل سچا ہے۔ تو یہ دنیا کی زندگی
الدُّنۡيَا ۚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ کہیں تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے
الۡغَرُوۡرُ ۝۵ اور وہ بڑا دھوکے باز (ابلیس) تمھیں اللہ
کے بارے میں دھوکہ دے کر چوٹ نہ دے جائے۔

شیطان کے دھوکے سے بچتے رہو

جناب امیرالمومنین ؑ نے فرمایا: "اللہ نے حضرت موسیٰ ؑ کو چار نصیحتیں فرمائیں: (۱) جب تک تم اپنے گناہوں کو بخشا ہوا نہ دیکھ لو دوسروں کے عیب تلاش کرو۔ (۲) جب تک تم میرے خزانوں کو ختم ہوتا ہوا نہ دیکھ لو اپنی روزی کے ختم ہو جانے کا غم نہ کھاؤ۔ (۳) جب تک تم میری حکومت کو ختم ہوتا نہ دیکھ لو میرے علاوہ کسی سے اُمید نہ باندھو۔ (۴) جب تک تم شیطان کو مرا ہوا نہ دیکھ لو اُس وقت تک اُس کی بدمعاشیوں، مکاریوں سے اپنے کو محفوظ نہ سمجھ لو۔ * (سفینۃ البحار جلد ۱)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ (۶) حقیقت یہ ہے، کہ شیطان تمہارا
فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدۡعُوۡا دشمن ہے۔ اِس لیئے تم بھی اُسے اپنا دشمن
حِزۡبَہٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ ہی سمجھو۔ وہ اپنی جماعت کو صرف اِس لیے
السَّعِیۡرِ ؕ﴿۶﴾ بلاتا ہے تاکہ وہ (انسان) کسی نہ کسی طرح
دوزخ والے بن جائیں۔

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ (۷) غرض جو لوگ کفر و انکارِ حق کی
شَدِیۡدٌ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ راہ اختیار کریں گے، اُن کے لیے سخت ترین
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ سزا ہے، اور جو خدا و رسولؐ کو دل سے
مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ﴿۷﴾ مان لیں گے اور نیک و صالح کام کریں گے ع ۱ ۱۳
اُن کے لیے گناہوں سے معافی، ڈھانپ لینے والی خدا کی رحمت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

"اجرِ کبیر" ظاہر ہے کہ جس اجر کو خداوندِ عالم "اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ" یعنی بہت بڑا اجر"
کہے وہ اجر کتنا زبردست اور کتنا عظیم الشان ہوگا اور کس قدر زیادہ اور بے تحاشا ہوگا
پھر خدا اُن کے گناہ بھی معاف فرمائے گا۔ (سبحان اللہ) نیک اعمال از خود گناہوں کی معافی کا ذریعہ
بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: (اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ) "بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔"
(سورۂ ھود آیت ۱۱۴ پارہ ۱۲)

www.drhasanrizvi.com

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۞

(۸) تو کیا (ایسے انسان کی گمراہی کی کوئی حد ہو سکتی ہے) جس کا بُرا کام ہی اُس کے لیے اُس کی خوبصورتی و زینت بنا ہوا ہے، وہ اُسے بہت ہی اچھا کام سمجھ رہا ہے؟ غرض حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ لہٰذا آپ ان کے اوپر افسوس کرنے میں اپنی جان نہ گھلائیں (کیوں کہ) وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں خدا اُس کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔

عُجُب، خود پسندی یا تکبر کی مذمت

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اُس کمترِ "عُجُب" کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی وجہ سے نیک اعمال برباد یا باطل ہو جاتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: "عُجُب (اترانا، تکبر، خود پسندی، خود کو بڑا سمجھنا) تکبر کا ایک درجہ ہے۔ اسی عُجب کا ایک درجہ ایسا بھی ہے کہ اُس درجہ پر پہنچ کر انسان کو اُس کی اپنی برائیاں اچھی لگنے لگتی ہیں، پھر وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں، بہت اچھا کام کر رہا ہوں۔" (تفسیر صافی ص۱۲۸ بحوالہ کافی)

www.drhasanrizvi.com

وَاللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحۡیَیۡنَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ کَذٰلِکَ النُّشُوۡرُ ﴿۹﴾

اور (اس لئے کہ) وہ اللہ ہی تو ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا تو وہ بادل کو حرکت میں لاتی ہیں۔ پھر ہم اُسے مردہ اُجڑی ہوئی بستی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اِس طرح اُس زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد ہم زندہ کردیتے ہیں۔ اِسی طرح (قیامت کے دن) مُردوں کو اُٹھایا جائے گا۔ (یا) مرے ہوئے انسانوں کا جی اُٹھنا بھی اِسی طرح ہوگا۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب خدا کو منظور ہوگا کہ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے تو چالیس دن تک متواتر آسمان سے پانی برسائے گا جس کی وجہ سے انسانوں کے جوڑ ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور ہڈیوں پر گوشت اُگ آئے گا۔"

★ ..... (تفسیر صافی ص ۴۱۸ بحوالہ المجالس، تفسیر قمی)

★ فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلے صور کے پھونکے جانے پر خداوندِ عالم "بحرِ مسجور" جس میں نطفے کی طرح کا پانی ہے، اس سے زمین پر پانی برسانے کا حکم دے گا۔ پس جہاں جہاں، جس جس مردے کو وہ پانی چھوئے گا، وہ مردہ زندہ ہوکر زمین سے نکل آئے گا۔"

(تفسیر امام حسن عسکری ؑ)

www.drhasanrizvi.com

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ (۱۰) اب جو کوئی عزت چاہتا ہے تو
فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۭ اِلَيْهِ ساری کی ساری عزت تو اللہ کی ہے
يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ اُس کی بارگاہ میں جو چیز بلند ہوتی ہے وہ
وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ صرف اچھی اچھی باتیں ہیں اور اچھا
وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ عمل اُس کو بلند کرتا ہے۔ رہے وہ جو
لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَ برائیوں کے منصوبے بنا کر چالبازیاں اور
مَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ⑩ مکاریاں کرتے رہتے ہیں، اُن کے لیے
بہت ہی سخت سزا ہے، اور اُن کی یہ مکاری اور چالبازی تباہ و برباد
ہونے والی ہے

اللہ کی فرماں برداری میں عزت ہے

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہر عمل کی سچائی ثابت ہونے
کا ایک ثبوت یا ذریعہ ہوا کرتا ہے، اور وہ انسان کا اپنا عمل ہوا کرتا ہے۔ مثلاً جب انسان کچھ
کہتا ہے اور اُس پر خود عمل بھی کرتا ہے، تو اُس نے اپنے قول کو سچا ثابت کر دیا۔ ایسے شخص کا قول
اُس کے اپنے عمل کی وجہ سے خدا کی بارگاہ میں بلند ہوتا ہے لیکن اگر انسان جو کہتا ہے اُس پر وہ
خود عمل نہیں کرتا یا اس کے خلاف عمل کرتا ہے، تو اُس کا قول بھی اُس کے ناپاک عمل کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے

www.drhasanrizvi.com

جو اُسے دوزخ میں گرا دیتا ہے۔"

* ...... (تفسیر علی ابن ابراہیم)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمھارا مالک ہر روز فرماتا ہے کہ میں عزیز (عزّت اور غلبہ والا) ہوں پس جو دنیا اور آخرت کی عزّت چاہتا ہے وہ "عزیز" کی اطاعت کرے۔"

* ...... (تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم یہ چاہو کہ بغیر اپنے قبیلے کی مدد کے عزّت والے، اور بغیر حکومت واقتدار کے تمھاری ہیبت ہو، تو گناہوں کی ذلّت سے نکل کر خداوندِ عزیز کی اطاعت و فرماں برداری کی عزّت کی پناہ میں آجاؤ۔"

* ...... (بحار الانوار جلد ۴۴)

"فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ" حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھا ہے۔ لوگ دوسری پانچ میں تلاش کرتے ہیں تو کیسے پاسکتے ہیں۔ (۱) میں نے علم کو بھوک میں رکھا ہے لوگ شکم پُری میں تلاش کرتے ہیں۔ (۲) میں نے راحت کو جنّت میں رکھا ہے، لوگ اُسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں (۳) میں نے تونگری کو قناعت میں رکھا ہے، لوگ اُسے کثرتِ مال و زر میں تلاش کرتے ہیں۔ (۴) میں نے عزّت کو اپنے دروازے پر رکھا ہے، لوگ اُسے بادشاہوں کے دروازوں پر طلب کرتے ہیں، اور (۵) میں نے اپنی رضا کو خواہشِ نفس کی مخالفت میں رکھا ہے اور لوگ اُسے خواہشِ نفس کی اطاعت میں تلاش کرتے ہیں، پس وہ کیسے پاسکتے ہیں۔ * (جامع الاخبار بحوالہ تفسیر انوار النجف)

★ "اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ" یعنی: "پاکیزہ کلمات اُسی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔" کَلِمُ، "کَلِمَۃٌ" کی جمع ہے۔ اور مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوسکتا ہے۔ بلکہ ہر وہ لفظ جس کے جمع اور واحد میں صرف تا، کا فرق ہو، جس طرح مَھَاۃٌ اور فَلَاۃٌ کی جمع مہاء اور فلاء آتی ہے، ان کو مذکر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور مؤنث بھی۔

www.drhasanrizvi.com

★ اللہ کی طرف کلمۂ طیّب کے بلند ہونے کا مقصد قبولیت ہے۔
کیوں کہ بنی آدمؑ کے نیک اعمال کو ملائکہ اوپر لے جایا کرتے ہیں۔

★ "کلمۂ طیّب" سے مراد: تسبیح و تقدیسِ پروردگار کی ادائیگی کے کلمات ہیں۔ اور اُن سب سے افضل کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہے۔ اور اسی بناء پر اِس کو کلمۂ طیبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

"تفسیر بُرہان" میں فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے:
"کلمۂ طیبہ" اِس طرح ہے: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ حَقًّا۔" ★ (تفسیر انوار النجف، تفسیر برہان، نور الثقلین)

★ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ "اور نیک عمل اُس کو بلند کرتا ہے"

★ اِس کے چند معنی کیے گئے ہیں:۔ (۱) عملِ صالح، کلم طیّب کو اوپر لے جاتے ہیں۔
(۲) عملِ صالح کو کلم طیّب اوپر لے جاتے ہیں۔

پہلی صورت میں مقصد یہ ہے کہ اعمالِ صالح عقیدہ کی بلندی کی ضمانت ہیں۔ کیوں کہ کلم طیّب سے مراد صحیح عقیدہ ہے۔

دوسری صورت میں مقصد یہ ہے کہ: صحیح عقیدہ اعمالِ صالح کی مقبولیت اور بلندی کا موجب ہے۔

★ اور اِس کا تیسرا ترجمہ اِس طرح بھی کیا گیا ہے کہ:
"کلمِ طیّبہ، اللہ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ یعنی بارگاہِ اجابت و قبولیت تک پہنچتے ہیں اور نیک عمل کو یعنی نیک اعمال بجالانے والوں کو اللہ بلند مقام عطا فرماتا ہے۔ (اور اُن کے صحیح عقیدے کی وجہ سے اُن کے اعمال قبول فرماتا ہے) (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ (١١) اور اللہ نے تمھیں مٹّی سے پیدا
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ کیا، پھر نطفے سے، پھر تمھیں مرد اور
اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ عورت کے جوڑے (جوڑے) بنا دیے۔
اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ اور نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور
وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا نہ کسی بچّے کو جنتی ہے، مگر یہ سب
يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ کچھ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ اور نہ
كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ کوئی عمر پانے والا عمر پاتا ہے اور
يَسِيْرٌ (١١) نہ اُس کی عمر میں کوئی کمی ہوتی ہے،
مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں (پہلے ہی سے) لکھا ہوا ہے۔ اور حقیقتاً اللہ
کے لیے یہ (سب کام) بہت ہی آسان ہے۔

اور اللہ نے تمھیں مٹّی سے پیدا کیا

★ گویا انسان کی خِلقت مٹّی سے شروع ہوئی اس کر لیئے

(١) حضرت آدم علیہ السلام کا پُتلا مٹّی سے بنایا گیا تھا۔
(٢) انسان جتنی غذائیں کھاتا ہے سب مٹّی سے پیدا ہوتی ہیں۔
(٣) پھر اُنہی غذاؤں سے نطفہ پیدا ہوتا ہے

www.drhasanrizvi.com

(۴) غرض انسان کے تمام اجزاء اسی غذا سے بنتے ہیں جو مٹی سے حاصل ہوتی ہیں۔
★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو عمر کم یا زیادہ کی جاتی ہے، وہ پہلے ہی سے لکھی ہوا کرتی ہے۔ اکثر لوحِ محفوظ پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں شخص اگر خدا کی اطاعت کرے گا تو فلاں وقت تک زندہ رہے گا، اور اگر خدا کی نافرمانی کرے گا تو اس کی عمر اتنے سال کم کردی جائے گی۔"

عمر اور روزی میں کمی اور اضافے کے اسباب

★ اسی لیے جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "صدقہ دینا، عزیز، رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، یہ دونوں باتیں، ملکوں، شہروں کو آباد کرتی ہیں اور عمروں کو بڑھادیا کرتی ہیں۔"
★ ...... (تفسیر صافی ص ۴۱۸ بحوالہ الجوامع)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"ہمیں ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلۂ رحمی (یعنی اپنے اعزہ و اقرباء کے ساتھ اچھا سلوک کرنے) سے زیادہ عمر کو بڑھاتی ہو، یہاں تک کہ اگر کسی شخص کی زندگی صرف تین سال باقی رہ جائے اور وہ اپنے کسی رشتہ دار سے اچھا سلوک کرے گا تو اللہ اس کی عمر ۳۳ سال کردے گا، اور اگر کسی کی عمر ۳۳ سال باقی ہو، مگر وہ اپنے رشتہ داروں سے قطعِ رحمی (برا سلوک) کرے گا، تو خدا اس کی عمر کاٹ کر صرف تین سال کردے گا۔"
★ ...... (اصول کافی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"میرے شیعوں کو حکم دو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبرِ مبارک کی زیارت کریں کیوں کہ اس سے رزق اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اور زیارت کے تارک کی عمر اور رزق کو کم کیا جاتا ہے۔"
★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ یہ آیت بداء کے عقیدے کو ثابت کرتی ہے یعنی تقدیر کے کچھ فیصلے بعض وجوہات کی بناء پر بدل بھی جاتے ہیں۔ جیسے صدقہ دینا عمر میں اضافہ کا سبب ہوا کرتا ہے۔ ★ (تفسیر علی بن ابراہیم، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خدا کی راہ میں خرچ کرنے اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنے سے عمروں میں اضافہ ہوتا ہے۔"

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کے رزق اور عمر میں اضافہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"

★..... (تفسیر نور الثقلین)

★ نیز فرمایا: "اے مسلمانو! زِنا سے بچو، کیوں کہ اِس کے چھ بُرے نتائج ہوتے ہیں تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔"

(۱) "دنیا میں زناکاری انسان کے چہرے کی رونق اور نورانیت کو ختم کر دیتی ہے۔

(۲) فقر و فاقہ آجاتا ہے۔

(۳) انسان کی عمر کم ہو جاتی ہے۔"

★..... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ جدید تحقیق سے سو فیصد ثابت ہو چکا ہے کہ ایڈز جیسا جان لیوا مرض زناکاری سے پھیلتا ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "نیک عمل (۱) چھپ (۲) کر صدقہ دینا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے، عمر کو بڑھاتا ہے، اور ستر قسم کی بُری موتوں سے بچاتا ہے۔"

★..... (سفینۃ البحار جلد ۲ - مادہ صدق)

اجلِ معلّق کی تعریف

بعض مفسرین نے لکھا کہ: "اجلِ معلّق وہ موت ہوتی ہے جو اعمال کے بدلنے سے بدل جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص خودکشی کر لیتا ہے، اگر کوئی خاص بڑا گناہ وہ شخص نہ کرتا، تو خودکشی نہ کرتا، اور زندہ رہتا۔" اِسی طرح شراب نوشی، زناکاری، بے لگام شہوت پرستی کی وجہ سے وہ اپنی طاقت بہت جلد کھو بیٹھتا ہے اور لقمۂ اجل بن جاتا ہے۔ دوسری اجل حتمی ہوتی ہے جو لازماً وقتِ معیّنہ پر آتی ہے۔

★... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا (۱۲) اور پانی کے دو ایسے ذخیرے
عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ برابر نہیں ہوتے جن میں ایک میٹھا
وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ اور پیاس بجھانے والا ہو، پینے میں
كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا خوشگوار بھی ہو اور مزیدار بھی، اور
وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ دوسرا ایسا سخت کھاری بدمزہ
وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ ہو، کہ حلق تک چھیل کر رکھ دے۔
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ اور پھر تم اِن دونوں پانیوں سے
تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ ترو تازہ (مزیدار) گوشت بھی

کھاتے ہو اور پہننے کے لیے زیور (جواہرات) بھی نکالتے ہو، اور انہی پانیوں میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اُن کا سینہ چیرتی چلی جاتی ہیں، تاکہ تم خدا کے فضل و کرم سے روزی تلاش کرو اور تاکہ شاید تم خدا کے شکر گذار بن جاؤ۔

آیت کے چند الفاظ کی تشریح

"عَذْبٌ" کے معنی پاک و پاکیزہ پانی (۲) ٹھنڈا پانی
* .... (مفردات امام راغب)

"فُرَاتٌ" یعنی: ایسا پانی جو بہت صاف ستھرا، میٹھا، خوشگوار ہو۔ * (لسان العرب)

www.drhasanrizvi.com

" سَآئِغٌ " یعنی : اتنا میٹھا خوشگوار پانی جو بآسانی گلے سے اُتر جائے۔
*..... (تفسیر نمونہ)

" مِلْحٌ " شور، یا کڑوا پانی کے برعکس پانی

" اُجاجٌ " ایسا کڑوا پانی جو حلق کو بند کردے۔
*..... (مفردات امام راغب، تفسیر کبیر)

★ " مِلْحٌ اُجاجٌ " خداوندِ عالم نے پانی کو میٹھا اور تلخ و نمکین بناکر مخلوق پر احسانِ عظیم فرمایا۔ چنانچہ میٹھا پانی پینے کے لیے اور تلخ و نمکین پانی اُس کے اندر بے شمار مرنے والی مخلوق کے تعفّن، بدبو کو ختم کرنے کے لیے۔ پس سمندروں کے پانی میں تلخی تعفّن و بدبو سے حفاظت کے لیے ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اُس میں بے شمار مرنے والی مخلوق کا تعفّن پورے ربع مسکون کو ناقابلِ آبادی بنا دیتا۔ اور سمندر کے پانی کو مالح نہیں کہا جاتا، بلکہ ملح کہا جاتا ہے۔
*..... (تفسیر انوار النجف)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ " تم اِن دونوں پانیوں سے پہننے کے زیور بھی نکالتے ہو۔ "
زیور (حلیہ) سے مراد موتی، ہیرے، مونگے۔ یعنی جواہرات وغیرہ ہیں۔ انسان خود کو سجانے، آراستہ کرنے کے لیے زیور کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔
(روح - بیضاوی)

آیت کا پیغام

اِس آیت میں ایک طرف تو دنیا کے نظام اور اُس کی وحدت، نظم اور نفع بخشی سے خدا کی توحید، کمالِ قدرت، کمالِ صنعت، کمالِ حکمت کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف بحری تجارت کی ترغیب دی جارہی ہے۔ آج بحری تجارت دنیا کے ملکوں کی قومی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

*..... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ (۱۳) نیز یہ کہ وہ خدا رات کو دن کے
وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اندر، اور دن کو رات کے اندر پروتا نکالتا
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ہوا لے آتا ہے، اور اُس نے سورج
كُلٌّ يَّجْرِي لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط اور چاند کو اس طرح قابو کر رکھا ہے کہ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط ان میں سے ہر ایک مقررہ وقت تک چلے
وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ ہی چلا جا رہا ہے۔ یہ ہے اللہ تمھارے
دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ پالنے والے مالک کی شانِ قدرت کہ
قِطْمِيْرٍ ط (۱۳) ساری کی ساری بادشاہی، حکومت
سلطنت اور ملکیت اُسی خدا
کی ہے۔ اور اُسے چھوڑ کر جن دوسروں
کو تم پکارتے ہو، وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے
اوپر کی پتلی سی جھلی جیسی حقیر اور معمولی سی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ (۱۴) اگر تم انھیں پکارو گے تو وہ
وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ تمھاری پکار کو سن بھی نہیں سکتے
وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ اور اگر سن بھی لیں تو ان کا تمھیں
وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۠ (۱۴) کوئی جواب تک نہیں دے سکتے اور
قیامت کے دن تو وہ اس بات تک کا انکار کر بیٹھیں گے کہ تم نے
ان کو خدا کا شریک بنایا تھا۔ حقیقتِ حال کی ایسی صحیح خبر تمھیں
ایک پوری پوری خبر رکھنے والے خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

ع ۱۴

★ خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: "جن کو تم میرے علاوہ پکارتے ہو، اولاً تو وہ تمھاری پکار کو سنتے ہی نہیں، اور اگر وہ سن بھی لیں تو وہ تمھاری مدد نہیں کر سکتے، اور دوسرے یہ کہ روزِ قیامت تمھارے اس غلط رویے سے وہ بیزار بھی ہوں گے۔"
(تفسیر انوار النجف)

مطلب یہ ہے کہ: "یہ بت، جنات، فرشتے یا ارواح جن کو تم خدا کا شریک یا خدا سمجھ رہے ہو، وہ تمھاری دعاؤں پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ ان کے پاس کوئی اختیار ذاتی طور پر نہیں ہے، وہ خدا کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ آیت کے آخر میں خدا نے فرمایا: "حقیقتِ حال کی ایسی صحیح خبر تمھیں ایک خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔" یعنی خدا خود تم کو حقیقت سے آگاہ کر رہا ہے کہ جن جن کو تم ہمارا شریک بنا کر پکارتے ہو وہ سب بالکل بے اختیار ہیں، وہ تو قیامت کے دن خود ان لوگوں کی تردید کر دیں گے جو ان کو خدا یا خدا کا شریک بنائے ہوئے تھے۔ ★... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (۱۵) اے انسانو! تم اللہ کے محتاج
اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ ہو، اور اللہ غنیٔ مطلق اور بے نیاز
الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ ہے (یعنی) اللہ کو کسی کی کوئی ضرورت
نہیں ہے اور وہ قابلِ حمد بھی ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ (۱۶) اگر وہ چاہے تو تم کو بالکل ختم
بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ ﴿۱۶﴾ کر کے لے جائے اور کوئی نئی
مخلوق (تمھاری جگہ) لے آئے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ اور یہ کام اللہ کے لیے کوئی
مشکل بھی تو نہیں۔

انسان خودمختار بھی ہے اور محتاج بھی

★ انسان فقیر ہے، یعنی محتاج ہے

اپنے وجود کے پیدا کرنے میں بھی، اور اپنے وجود کو باقی رکھنے میں بھی۔ حد تو یہ ہے کہ جن چیزوں میں بظاہر ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم مطلقاً خود مختار ہیں، مثلاً بولنا، دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا وغیرہ یہ بھی خدا کی مشیت (مرضی) یا اجازت کے بغیر ممکن نہیں، اگر خدا نہ چاہے تو بولنے والے کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ اس کے برخلاف خداوندِ عالم غنیٔ مطلق ہے یعنی کسی کا کسی طرح محتاج نہیں، اس لیے

www.drhasanrizvi.com

خدا کو کسی کی اطاعت کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ حتیٰ کہ خدا ہماری تعریف (حمد و ثنا) کا بھی اِس لئے محتاج نہیں ہے کہ وہ از خود لائقِ تعریف (لائقِ حمد) ہے۔ اور ساتھ ساتھ ہماری ضرورتوں اور مشکلات کا چارہ ساز بھی ہے۔

*..... (تفسیر ماجدی)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "تم ہی اللہ کے محتاج ہو" یعنی خدا تمہارا محتاج نہیں ہے کہ اگر تم اُسے نہ مانو گے تو خدا کی خدائی چل ہی نہ سکے گی، تم اِس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ تم خدا کی اطاعت نہ کرو گے تو خدا کا کوئی نقصان ہو جائے گا۔ البتہ تم ضرور خدا کے محتاج ہو۔

*..... (تفہیم القرآن)

★ نکتہ ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں "غنی" کے ساتھ "حمید" دونوں صفات کو ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ وہ اِس لیے کہ اگر کوئی غنی ہو۔ یعنی دوسروں کا محتاج نہ ہو، مگر وہ کسی کو فائدہ بھی نہ پہنچاتا ہو، تو وہ غنی تو ہے مگر قابلِ تعریف نہیں ہے۔ جبکہ خدا غنی ہونے کے ساتھ ساتھ قابلِ تعریف بھی ہے۔ یعنی غنی بھی ہے اور تعریف (حمد) کا مستحق بھی ہے۔ کیوں کہ وہ دوسروں کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بھی ہے۔

*..... (تفسیر کبیر)

★ اور آیت ۱۷ میں خدا نے خود کو "عزیز" فرما کر یہ بھی بتلا دیا کہ کائنات میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے کہ جب خدا کی سزا آتی ہے تو وہ خدا کا ہاتھ پکڑ سکے اور اُس کے کسی فیصلے کو نافذ ہونے سے روک سکے۔ اِس لیے کہ خدا ہر چیز پر غالب (عزیز) ہے۔ اور اپنی قوت کے بل پر ہر کام کرنے والا ہے۔

*......... (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر امام رازی)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: اِس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ تم اِس زمین پر خود اپنے بل بوتے پر دندناتے پھرتے ہو۔ خدا تمھیں صرف ایک اشارے سے یہاں سے چلتا کر سکتا ہے۔ اِس لیے تم اپنی اوقات پہچانو اور خدا سے سرکشی کرنے کی بجائے اُس کی اطاعت کی زندگی اختیار کرو۔ * (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ (۱۸)	کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے
وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی	کے (گناہوں کا) بوجھ نہ اُٹھائے گا
حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ	چاہے وہ قریب ترین رشتہ دار ہی
شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ	کیوں نہ ہو۔ مگر آپؐ (آخرت کے
اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ	خوف سے) صرف اُنہی لوگوں کو ڈرا کر
یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ	متنبہ کر سکتے ہیں جو بے دیکھے
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ	اپنے پالنے والے مالک سے ڈرتے ہیں
تَزَكّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰی لِنَفْسِهٖ ؕ	اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہیں
وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾	اب جو شخص بھی پاکیزگی اختیار کرتا ہے

(یعنی) بُرائیوں سے پاک زندگی گذارتا ہے تو وہ خود اپنے ہی فائدے کے لیے پاکبازی کو اختیار کرتا ہے (بالآخر) پلٹنا تو سب کو اللہ ہی کی طرف ہے۔

★ روزِ قیامت کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے گا

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "قیامت کے دن ایک ماں اپنے بیٹے سے کہہ رہی ہوگی کہ (اے فرزند!) میری

www.drhasanrizvi.com

اُن تمام تکلیفوں کے بدلے، جو میں نے تیرے لیے دنیا میں برداشت کی تھیں، میرے کچھ ہی گناہوں کا بوجھ اپنے ذمّے اٹھالے۔" تو بیٹا جواب دے گا کہ "(اے ماں!) مجھ سے دور ہو جا، کیوں کہ میں تجھ سے زیادہ بوجھ اپنے ہی گناہوں کا اُٹھائے ہوئے ہوں۔"

★.... (تفسیر ابوالفتوح، قرطبی، روح البیان)

★ تفسیر مجمع البیان (طبرسیؒ) میں ابنِ عبّاس سے منقول ہے کہ:

"جب ماں باپ اپنے بیٹے کو پکار کر اُسے اپنے بوجھ کے اُٹھانے کو کہیں گے تو بیٹا کہہ دے گا "میرے لیے تو اپنا ہی بوجھ کافی ہے۔"

★.... (تفسیر انوار النجف)

★ "سورۃ عبس" میں فرمایا: "فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ ۝ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیۡهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیۡهِ ۝ لِكُلِّ امۡرِیٴٍ مِّنۡهُمۡ یَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ یُّغۡنِیۡهِ ۝" (سورۃ عبس آیت ۳۳ تا ۳۷ پارہ ۳۰)

یعنی: "پس جب کانوں کے پردے پھاڑ ڈالنے والی (آواز) آئے گی، تو اُس دن (روزِ قیامت) آدمی اپنے بھائی سے (گریز کر کے) راہِ فرار اختیار کرے گا، اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی اور اپنے بچّوں سے بھی۔ اُس دن اُن میں سے ہر ایک شخص کی ایسی ہی حالت ہوگی جو اُسے دوسروں سے لاپرواہ کر دے گی۔ (اور وہ اپنی ہی جان بچانے کی فکر میں لگا ہوگا۔)

★ آیتِ مجیدہ کی روشنی میں (۱) حرام زادے کو اُس کے ماں باپ کے فعلِ بد کی سزا نہیں دی جائے گی (۲) میّت پر رونے والے اگر ناجائز طریقہ اختیار کریں گے تو اُس کا وبال اُنہی پر ہوگا، میّت پر نہ ہوگا۔ (۳) اگر کوئی شخص بعض نیک اعمال و فرائض کو معذوری کی بنا پر ترک کر کے مرے اور وارثوں کو وصیّت کر جائے لیکن وارث اس پر عمل نہ کریں تو اُس کا وبال میّت پر نہ ہوگا۔ (تفسیر انوار النجف بحوالہ ابوالحسن شعرانی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا يَسْتَوِى الْأَعْمٰى (۱۹) اور (اس لیے) اندھا اور
وَالْبَصِيْرُ ۝۱۹ آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا۔

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝۲۰ اور نہ اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝۲۱ اور نہ ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں اور گرم جلانے والی دھوپ کی تپش ایک جیسی ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِى الْأَحْيَآءُ وَلَا (۲۲) اور نہ زندہ اور مردہ ایک جیسے
الْأَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ ہو سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ
مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ اللہ جسے چاہتا ہے سنوا دیتا ہے
مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝۲۲ مگر آپ اُن (جسموں) کو نہیں سنوا سکتے جو قبروں میں دفن ہیں۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝۲۳ (۲۳) آپ تو صرف (زندوں) کو خبردار کرنے والے ہیں

www.drhasanrizvi.com

★ آیت ۱۹ : "اندھے" سے مراد عقل کا اندھا۔ یعنی کافر ہے۔

: "دیکھنے والا" سے مراد صاحبِ عقل۔ عقل سے کام لینے والا یعنی مومن۔

★..... (تفسیر صافی ص۴۱۸)

★ آیت ۲۰ : "اندھیروں" سے مراد باطل اور غلط راستہ ہے۔

"روشنی" سے مراد حق اور صحیح راستہ ہے۔

★...... (تفسیر صافی ص۴۱۸)

★ آیت ۲۱ : "چھاؤں" سے مراد جنت کی چھاؤں یا ثواب ہے۔

"دھوپ" سے مراد جہنم کی تپش یا عذاب ہے۔

★..... (تفسیر صافی ص۴۱۸)

★ آیت ۲۲ : "امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

"زندوں" سے اوّلین اور اصل مراد "علماء" اور

"مُردوں" سے اصل مراد "جہلاء" ہیں۔

★...... (تفسیر صافی ص۴۱۹)

مُردے سنتے اور سمجھتے ہیں

جناب رسولِ خدا ص نے جنگِ بدر کے کفار مقتولین کے مُردہ جسموں سے پکار کر فرمایا: "کیا تم نے جس کا خدا اور رسول ص نے وعدہ کیا تھا، سچ پایا"؟

★ حضرت عمر نے عرض کی: "کیا یہ مُردے سُن سکتے ہیں"؟

★ آنحضرت ص نے فرمایا: "اے عمر! تم میری باتوں کو ان سے بہتر نہیں سُن رہے ہو۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔" (صحیح بخاری جلد ۵)

★ حضور اکرم ص نے فرمایا: "اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو۔" (مسلم ج۲ حدیث ۲۱)

★ حضرت امام علی ع نے کوفہ کے نواح میں مومنین کی قبروں سے گفتگو فرمائی۔" (نہج البلاغہ کلمات قصار ۱۳۰)

★ میں نے خود لندن میں ۱۹۷۶ء میں "اسپرچول سوسائٹی" میں جاکر اپنے والد بزرگوار کی روح سے میڈیم کے ذریعہ گفتگو کی اور انھوں نے میرے بڑے مشکل سوالات کا بالکل درست جواب دیا۔ ★ (مؤلف)

Spiritual Society

www.drhasanrizvi.com

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾

ہم نے آپؐ کو بالکل ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ڈرانے یا خبردار کرنے والا نہ ہوا ہو۔

★ اس سلسلے میں دو باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں۔ (۱) ایک نبیؑ کی تبلیغ جہاں جہاں تک پہنچ سکتی ہے وہاں کے لیے وہی نبیؑ کافی ہوتا ہے (۲) جب تک کسی نبیؑ کی ہدایت کے اثرات باقی رہتے ہیں، دوسرے نبیؑ کے بھیجنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ یہ لازمی نہیں ہوتا کہ ہر ہر نسل کے لیے الگ الگ نبیؑ بھیجے جائیں۔ (تفہیم القرآن)

★ "نذیر" "ڈرانے والا" سے مراد نبیؑ ہوتا ہے یا وصیِ نبیؑ۔ اس آیت سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر زمانے میں ایک امام، خدا کا خلیفہ، حجتِ خدا ضرور ہوتا ہے۔ ★.. (تفسیر صافی صہ ۴۱۹، تفسیر قمی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "حضرت محمد مصطفےٰؐ دنیا سے اُس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آنحضرتؐ نے اپنا قائم مقام مقرر نہ فرما دیا۔ جو آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمت کے لیے مدبر ہو۔ اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرتؐ نے آنے والی نسلوں کے لیے تبلیغِ دین کا کوئی انتظام نہیں فرمایا۔ اور اگر کہا جائے کہ آنے والی نسلوں کے لیے قرآن کافی ہے۔ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ:
بے شک قرآن اُس وقت مفید ہو سکتا ہے جب اُس کے لیے تفسیر کرنے والا بھی موجود ہو۔" اگر کوئی یہ کہے کہ: "کیا حضور اکرمؐ نے اپنے زمانے کے لوگوں کے لیے تفسیر نہ کر دی تھی؟"

www.drhasanrizvi.com

* آپؐ نے فرمایا : بے شک یہ درست ہے لیکن بعد والوں کے لیے قرآن مجید کی مکمل تفسیر اور تفصیل کا پورا علم حضورِ اکرمؐ نے صرف ایک شخص کے سپرد کیا تھا جو اس کی پوری تفسیر کا عالم تھا، اور وہ شخص حضرت ابوالائمہ امام علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام تھے ۔

اور تفسیر قرآن مجید کے علم کا یہ منصب اسی طرح یکے بعد دیگرے سلسلہ وار حضرت امام مہدیؑ قائم آلِ محمدؐ تک جا پہنچا، جو سب کے سب خداوندِ عالم کی طرف سے عہدۂ امامت پر فائز ہیں جن کی معرفت و اطاعت ہر مکلّف پر واجب ولازم ہے "۔

* ...... (تفسیر انوار النجف ۔ الکافی)

(یہی تفسیر ہیں ائمۂ اہلِ بیتؑ کے سلسلے سے ملی ہے اس لیے یقیناً یہ وہی تفسیر ہے جو جناب رسولِ خداؐ نے بیان فرمائی تھی ۔ اور قرآن مجید نے بھی ارشاد فرمایا کہ :

" قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ "

یعنی : " تمھارے پاس اللہ کی جانب سے نور (نبیؐ اور امام) اور کتابِ مبین آچکی ہے "۔

بغیرِ آلِ نبیؐ لکھ رہے ہیں تفسیریں
کتاب کیسے پڑھی جائے گی چراغ بغیر ؟ (قمر جلالویؒ)

نتیجہ قرآن کا یہ عمومی اعلان کہ : " کوئی قوم ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا (نبیؐ) ضرور گذرا ہے "۔

یہ ارشاد بتاتا ہے کہ مشرق و مغرب میں جہاں کہیں بھی انسان آباد ہوئے ہیں، اُن کے پاس کبھی نہ کبھی، کوئی نہ کوئی نبیؐ ضرور آیا ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ اُمّت نے اُس کی تعلیمات کو بھلا دیا یا بدل دیا جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو گئے ۔

* ...... (تفسیر تبیان ۔ تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ (۲۵) اور اب اگر وہ آپؐ کو جھٹلائیں
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ تو اُن سے پہلے گذرے ہوئے لوگ بھی
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ (انبیاء کو) جھٹلا چکے ہیں۔ اُن کے
وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿۲۵﴾ رسول اُن کے پاس واضح معجزات لے کر آئے
اور تحریریں اور روشن دستورِ حیات پیش
کرنے والی کتاب بھی لے کر آئے تھے۔

ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا (۲۶) پھر بھی جن لوگوں نے نہ مانا تو اُن
فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۲۶﴾ کو میں نے پکڑ لیا۔ تو اب دیکھ لو کہ ع ۱۲ ۳ ۱۵
میری سزا کیسی سخت تھی؟

"بِالزُّبُرِ" جس کتاب کی کتابت مستحکم اور سخت ہو اُسے زبور کہتے ہیں۔ * (مفردات امام راغب)

"زُبُر" جمع ہے "زبور" کی۔ کتاب اور زبور میں فرق یہ ہے کہ کتاب لکھی ہوئی تحریر پر اطلاق ہوتی ہے، اور زبور اُس کو کہا جاتا ہے جو پتھر یا دیوار یا کسی جسم پر کُرید کر نقشِ الفاظ کو ثبت کیا جاتا ہے۔ اِسی معنوی فرق کی بنا پر دونوں کو آیتِ مجیدہ میں جمع کیا گیا ہے، اور اسی بنا پر زبر کو جمع کے صیغے میں لایا گیا ہے۔ کیوں کہ ایسی تحریریں متعدد پتھروں پر نقش ہونی ضروری ہیں۔ اور کتاب چوں کہ خود اوراقِ متفرقہ کا مجموعہ ہوتی ہے لہٰذا اس کو جمع کے صیغے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ * (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾

(۲۷) کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر ہم نے اُسی پانی کے ذریعے سے مختلف رنگوں کے پھل (زمین سے) نکال دیے، اِسی طرح پہاڑوں میں بھی کچھ سفید کچھ سُرخ اور کچھ گہری کالی دھاریوں والے ٹکڑے ہوتے ہیں، اُن کے بھی رنگ جدا جُدا ہوتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

(۲۸) اِسی طرح انسانوں، جانوروں اور چوپایوں میں بھی طرح طرح کے رنگ ہیں۔ حقیقتاً اللہ کے بندوں میں صرف علم رکھنے والے ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔ حقیقتاً اللہ ہی عزت والا، اور بڑا بخشنے والا، اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لینے والا ہے

www.drhasanrizvi.com

نعمتوں کا ذکر، مقامِ تفکّر، علمائے کے اوصاف

خداوندِ عالم نے اپنی صفتِ کاملہ اور قدرتِ تامّہ کی مثالیں اِس آیت میں بیان فرمائی ہیں کہ: "زمین پر آسمان سے برسنے والی بارانِ رحمت کی بدولت ہم نے رنگ برنگے میوہ جات پیدا کیے جن کے رنگ، حجم، ذائقہ اور لذّت میں نمایاں فرق ہے (یعنی: آم، جامن، انگور، کھجور، کیلا، سیب، خربوزے، تربوز وغیرہ کے رنگ مختلف، ذائقے مختلف، حجم مختلف اور فوائد مختلف ہیں) انسان کے لیے اپنی طویل زندگی میں تمام میوہ جات کو کھا سکنا تو درکنار، شمار بھی ممکن نہیں۔

پھر پہاڑوں میں سفید و سُرخ دھاریاں، گوناگوں شکلیں موجود ہیں، اور بعض بالکل سیاہ ہیں، جن میں کوئی دوسرا رنگ نہیں ہے۔ یہ سب انسانوں کے لیے دعوتِ فکر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

"جُدَدٌ" جمع ہے "جدید" کی جس کے معنی طرائق، راستے و خطوط ہیں، اور "جادہ" یعنی راستہ اِسی سے ہے۔

"غَرَابِیبُ" جمع ہے "غربیب" کی، جس کے معنی "سیاہ" ہیں اور اِس کی اضافت سود کی طرف تاکید کے لیے ہے یعنی سخت سیاہ۔

* اور صرف زمین سے اُگنے والی سبزیوں و میوہ جات، اور پہاڑوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ انسان، چوپائے اور زمین پر چلنے اور رینگنے والے تمام جانور، شکل، وضع قطع، حجم اور قد و قامت و جسامت اور رنگ و نسل اوصاف میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

* اللہ کی مخلوقات میں بنظرِ غائر مطالعہ کرنے والے (کَذٰلِكَ) اِسی طرح تمام کائنات کے بارے میں غور و فکر کریں تو انھیں پروردگارِ عالم کی قدرت اور اُس کی عظیم صفت کی معرفت حاصل ہو سکے گی پھر اُس کی مخالفت کی جرأت نہ ہو سکے گی کیونکہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ کا خوف صرف علماء کو ہوتا ہے یعنی

www.drhasanrizvi.com

صرف اُنہی لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے جو علم و معرفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔
اور اگلی آیت میں علماء کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ وہ (۱) اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنے والے (۲) نماز کو اُس کے اوقات میں ادا کرنے والے، (۳) اور ہمارے عطا کردہ رزق سے خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو اللہ اُن کے اعمال کا اجر بھی عطا فرمائے گا۔ اور اپنے فضل و کرم کی مزید بارش بھی اُن پر برسائے گا۔ ★ ..... (تفسیر انوار النجف)

★ اللہ عزّ شانہٗ نے اِن آیات میں تخلیقِ کائنات کے چند حسین اور واضح و روشن ترین نمونے پیش کرتے ہوئے اپنی سب سے پیاری مخلوق، انسان کے خوابیدہ مغز کو بیدار اور اپنے انعامات کی مضراب سے اُس کے احساسات کو جگایا ہے۔ جس سے متاثر ہو کر اللہ عزّ شانہٗ کے ایک عبدِ حقیر نے حامدانہ انداز میں اپنے مرصّع الفاظ کے ضوفشان موتی پیش کرتے ہوئے اپنے مالکِ حقیقی کی عطا کردہ توفیق سے تبریک حاصل کی ہے۔ موصوف نے "خالقِ کائنات" سے مخاطب ہو کر عرض کیا ہے کہ: ؎

★ کون کہتا ہے تجھے پردۂ مخفی میں نہاں — چپّہ چپّہ سے تری دید کا عنواں ہے عیاں
★ یہ زمیں، چاند ستارے یہ فلک پر خورشید — یہ دمکتا ہوا مہتاب یہ دریائے رواں
★ بپھری بپھری یہ سمندر کی مچلتی امواج — سبزۂ و گل کی یہ پھیلی ہوئی اِک فصلِ جواں
★ چہرۂ گل کی وہ ہر سمت معطر خوشبو — اُس کی ہر رگ سے ٹپکتا ہوا اِک حُسنِ نہاں
★ ابرِ باراں سے چھلکتا ہوا وہ آبِ حیات — جس سے ہر سمت فضا ہوتی ہے، رنگین سماں
★ یہ شب و روز، یہ موسم، یہ کڑکتی بجلی — یہ مہکتی سی فضاؤں میں پرندوں کا جہاں
★ شاخ در شاخ وہ لٹکے ہوئے میووں کی پھبن — زندگی جن کے ہر اِک قطرۂ شیریں میں نہاں
★ زندگی کا یہ تسلسل، یہ نظامِ ہستی — عقلِ انسان کو ادراکِ مشیّت سے کہاں

www.drhasanrizvi.com

★ حسنِ دلکش سے مزیّن یہ بشر کی تخلیق — تیرا جلوہ ہے ہر اک ذرۂ خاکی میں نہاں
★ ہے تری ذات کا اقرار زباں پر سب کی — صبحدم طوطی و مرغانِ چمن کی وہ اذاں
ہو مبارک تجھے حامدؔ یہ خدا کی توفیق
تجھ کو بخشا ہے اُسی ذات نے اپنا عرفاں — (حامد کاظمی)

★ ★ ★

آیت ۲۸ کی تشریح

★ "خشیت" اُس خوف کو کہتے ہیں جس میں تعظیم کا احساس موجود ہو۔ اِس قسم کا خوف صرف علماء میں ہی ممکن ہے۔

★..... (مفردات امام راغب)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:

"علم اور عمل دو مخلص دوست ہیں۔ جو شخص خدا کو پہچان لیتا ہے، وہ خدا سے ڈرنے لگتا ہے۔ پھر یہی خوف، عمل اور خدا کی اطاعت پر آمادہ کرتا ہے۔ صاحبانِ علم اور اُن کی پیروی کرنے والے وہی ہوتے ہیں جنھوں نے خدا کو اچھی طرح پہچان لیا ہے، اِسی لیے وہ عمل کرتے ہیں اور خدا سے عشق کرتے ہیں۔"

★..... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "علماء سے یہاں مراد وہ لوگ ہیں جن کے اعمال اُن کے اقوال سے ہم آہنگ ہوں۔ اِس لیے جس کا قول اُس کے عمل سے ہم آہنگ نہ ہو وہ عالم نہیں ہوتا۔" پھر فرمایا: "تم میں زیادہ عالم وہ ہے جس کا خوفِ خدا سب سے زیادہ ہو۔" (مجمع البیان)

★ اور قرآن نے فرمایا: "جن کو علم دیا گیا تھا، اُنھوں نے کہا: تم پر وائے ہو، اللہ کا ثواب بہت بہتر ہے اُس کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور وہ سوائے صبر کرنے والوں کے کسی کو نہیں ملتا۔"

★..... (سورۃ القصص آیت ۲۸ پارہ ۲۰)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾

(۲۹) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی کتاب کو سمجھ کر پڑھتے رہتے ہیں اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اُس میں سے چھپ کر اور بظاہر خیرات کرتے رہتے ہیں، وہ ایسی تجارت کی اُمیدیں رکھتے ہیں جس میں نقصان کا امکان ہی نہیں

خوفِ خدا رکھنے والے علماء کی صفات

یہ بیان فرمائی ہیں کہ: "وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنے والے، نماز کو اس کے اوقات میں ادا کرنے والے، اور ہمارے عطا کردہ رزق میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرنے والے ہوتے ہیں پس ایسے لوگوں کو خدا اُن کے اعمال کا اجر بھی دے گا اور اپنے فضل و کرم کی بارش بھی اُن پر کرے گا۔
(تفسیر انوار النجف)

★ ایک شخص نے جنابِ رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ: "یا رسولؐ اللہ! مجھے موت کیوں پسند نہیں"؟

★ آنحضرتؐ نے فرمایا: "تمہارے پاس کچھ مال و دولت ہے"؟ اُس نے عرض کی: "جی ہاں"۔

★ آپؐ نے فرمایا: "اُسے اپنے جانے سے پہلے آگے بھیج دو" عرض کی: "میں ایسا بھی نہیں کرسکتا"۔

★ آپؐ نے فرمایا: "انسان کا دل اُس کے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ اُسے اپنے آگے بھیج دے تو وہ چاہتا ہے کہ اُس کے ساتھ جا ملے، اور اگر اُسے اپنے پاس ہی روک کے رکھے گا تو چاہتا ہے وہ بھی اُس کے ساتھ رہے، نہیں رہتا رہے"۔ ★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَ (۳۰) تاکہ خدا اُن کا پورے کا پورا اجر
يَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ (انعام) اُن کو ادا کرے اور اپنے فضل
إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝۳۰ کرم سے اُن کو اور زیادہ بھی عطا فرمادے

حقیقتاً اللہ بے حد بخشنے والا بھی ہے اور اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لینے والا بھی ہے، اور اچھے اچھے کاموں کی پوری پوری قدر کرنے والا بھی ہے۔

★ اہلِ ایمان کے نیک کاموں کو تجارت اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ہر تاجر اس اُمید پر تجارت کرتا ہے کہ اُس کا لگایا ہوا سرمایہ بھی اُس کو واپس مل جائے گا، اور اُس کی محنت کا اجر بھی اُسے ملے گا۔ اور اُس پر مزید نفع بھی ملے گا۔ اسی طرح مومن خدا کی اطاعت اِس اُمید پر کرتا ہے کہ جو مال، محنت، اوقات اُس نے خدا کی راہ میں خرچ کیے ہیں اُن کا بھی پورا پورا اجر اُسے ملے گا، مزید یہ کہ خدا اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ اپنی طرف سے بطور نفع عنایت فرمائے گا۔ البتہ دنیوی تجارت میں نفع اور نقصان دونوں کا امکان ہوتا ہے لیکن خدا کے ساتھ نیک عمل کی تجارت میں کسی قسم کا کوئی نقصان ہوتا ہی نہیں۔

پھر آخر میں خدا کا خود کو "شکور" یعنی قدردان فرمانا بتا رہا ہے کہ خدا نیک عمل مومن کے ساتھ تنگدل، کنجوس آقا کی طرح پیش نہیں آئے گا۔ بلکہ بیحد فیاض، کریم، قدردان آقا کی طرح اُس کی کوششوں کی بیحد قدر فرمائے گا، اور اُس کی کمزوریوں سے چشم پوشی فرمائے گا۔ (تفہیم القرآن)

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "بھرپور اجر" سے مراد مقام شفاعت ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ اُن لوگوں کی شفاعت کریں گے جنھوں نے اُن کے ساتھ دنیا میں نیکی کی ہے لیکن اپنے دوسرے اعمالِ بد

www.drhasanrizvi.com

کی وجہ سے مستحق عذاب ٹھہرے ۔"
* ..... (تفسیر مجمع البیان)

* غرض یہ پورا اجر پانے والے خود بھی نجات یافتہ ہوں گے اور دوسروں کی نجات کا ذریعہ بھی ۔
* ..... (تفسیر نمونہ)

* بعض مفسرین نے لکھا کہ خدا کا فرمانا کہ " وہ اپنے فضل وکرم سے اضافہ فرمائے گا " یعنی وہ لوگ خدا کے جمال وجلال کو دیکھ سکیں گے اور اس منظر سے بہت زیادہ لذت حاصل کریں گے ۔ (تفسیر نمونہ)

* پھر خود اللہ اُن کے اعمالِ نیک کا شکریہ ادا فرمائے گا ۔ یہ اُن کی افضل ترین جزا ہوگی ۔

* عربوں میں ایک محاورہ ہے کہ : " اَشْکَرُ مِنْ بَرُوْقَۃٍ " یعنی فلاں شخص درخت بروقہ سے بھی زیادہ شکریہ ادا کرنے والا ہے "۔ عرب میں ایک چھوٹا سا درخت ہوتا ہے جس کا نام " بروقہ " ہے ، جو بادل کے آتے ہی اُس کا سایہ پڑتے ہی سرسبز ہونا شروع ہوجاتا ہے اُس میں کونپلیں پھوٹ پڑتی ہیں ، تو وہ بادلوں کا انتہائی شکر گذار کہلاتا ہے ۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

غرض اللہ اپنی معمولی سی اطاعت پر بڑی سے بڑی جزا عطا فرمانے والا ہے جو ذات درخت بروقہ کی خالق ہو وہ کتنی زیادہ شکریہ ادا کرنے والی ہوگی ۔ * (تفسیر مجمع البیان)

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا کا ایک فقرہ ہے کہ : " یَامَنْ یَقْبَلُ الْیَسِیْرَ وَیَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ " یعنی : اے وہ اللہ جو تھوڑے سے عمل کو قبول کر لیا کرتا ہے اور اُس کے بدلے میں بہت سے گناہوں کو معاف کر دیا کرتا ہے ۔" (از مفاتیح الجنان وغیرہ)

* " سورۃ البقرۃ " میں فرمایا : ایک درہم خرچ کرنے کے بدلے میں جو اللہ کی راہ میں خرچ ہوا ہو ، سات سو بلکہ دوگنا ، بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے ۔" (آیت ۲۶۱) اب اس سے بڑا احمق کون ہوگا کہ جو خدا سے نیک عمل کی تجارت نہ کرے ۔ اور یہ موقع ضائع کر دے ۔" جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا : جان لو کہ تمہاری زندگی کی قیمت جنت لگا دی گئی ہے ۔ اس لئے اپنی جان کو جنت سے کم کسی قیمت پر نہ بیچ ڈالنا ۔" [۱] (مومنین کے مال اور جانوں کو اللہ نے جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے ۔" [۲])

[۱] (نہج البلاغہ ۔ کلمات قصار ۴۵۶) [۲] سورۃ التوبہ آیت ۱۱۱ پ ۱۱)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيٓ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ مِنَ
الۡكِتٰبِ هُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بِعِبَادِهٖ لَخَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿۳۱﴾

(۳۱) اور ہم نے جو کتاب آپؐ کی طرف بذریعہ وحی بھیجی ہے وہ سراسر حقیقت (حق ہی حق) ہے، جو تصدیق کرنے والی ہے اُن کی جو اس سے پہلے آئی تھیں۔ حقیقتاً اللہ اپنے بندوں کے حال سے پوری طرح باخبر اور ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ
اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡهُمۡ
ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ وَمِنۡهُمۡ
مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ
بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ
هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ؕ ﴿۳۲﴾

(۳۲) پھر ہم نے کتاب کا وارث بنایا اُن لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا پس اُن میں سے کچھ تو خود اپنی ذات پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ معتدل ہیں، اور اُن میں سے کچھ وہ ہیں جو اللہ کی اجازت سے نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ بس یہی بہت بڑی فضیلت ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۲۲: نیکیوں میں سبقت کرنے والے

از تفسیر اہلِ بیت (آولین معنی میں)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ:
"یہ آیت (آولین معنی میں) خاص طور پر اولادِ علیؑ و فاطمہؑ (مراد ائمۂ اہلِ بیتؑ) کے بارے میں اُتری ہے۔"
★...... (تفسیر صافی ص۴۱۹)

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جانے والے امامؑ ہیں (امام کے معنی: آگے بڑھ جانے والے کے ہوتے ہیں)"
"مُقْتَصِدٌ" "درمیانی درجے میں کام کرنے والے" وہ لوگ ہیں جو امامِ حقیقی کو جانتے پہچانتے ہیں۔
"ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ" "اپنے اوپر ظلم کرنے والے" وہ لوگ ہیں جو حقیقی امام کو جانتے پہچانتے ہی نہیں۔
★...... (تفسیر صافی ص۴۱۹ بحوالہ البصائر)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ "اس آیت میں کون کون داخل ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "(۱) نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے امامؑ ہیں
(۲) "درمیانی (مُقْتَصِد) آدمی" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے امام کے حق کو پہچانتے ہیں۔
(۳) "ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ" "اپنے اوپر ظلم کرنے والے" یا خود کو نقصان پہنچانے والے وہ لوگ ہیں جو نہ تو لوگوں کو گمراہ ہونے سے روکیں اور نہ ہدایت کی طرف لوگوں بلائیں۔
★...... (احتجاج طبرسیؒ)

★ اِن تینوں قسم کے لوگوں میں انتخاب کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ خدا کے بندوں میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اور اُن میں قرآن کے (حقیقی آولین معنی میں) وارث صرف وہی لوگ ہوں گے جو نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہوں گے۔ انھیں خدا خود منتخب فرماتا ہے۔ ★... (فصل الخطاب)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "یہاں "الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا" یعنی: "ہم نے اِس کتاب (قرآن) کا وارث اپنے چُنے ہوئے بندوں میں سے ایک گروہ کو بنایا۔" اُن چُنے ہوئے (منتخبِ خدا) بندوں سے مراد ائمۂ معصومینؑ (ائمۂ اہلِ بیتؑ) ہیں۔"
★... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

www.drhasanrizvi.com

★ "قتادہ" سے منقول ہے کہ: (تفسیرِ عامّہ)

"ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ" سے مراد اصحابِ مشئمہ، اور "مُقْتَصِدٌ" اصحابِ میمنہ سے اور "سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ" "سابقون" میں سے ہوں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ الواقعہ میں ارشاد فرمایا: "وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝" (سورۃ الواقعہ آیت ۷ تا ۱۱ پ ۲۷)

یعنی: "(روزِ قیامت) اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ گے۔ (۱) پس داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال لینے والے (واہ) داہنے ہاتھ والے کیا (چین میں) ہیں (۲) اور بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال لینے والے افسوس بائیں ہاتھ والے بھی کیا (مصیبت میں) ہیں۔ (۳) اور جو آگے بڑھ جانے والے (نیک کاموں میں سبقت کرنے والے) ہیں۔ واہ کیا کہنا، وہ آگے بڑھنے والے ہی تھے۔ یہی لوگ خدا کے مقرب بندے ہیں۔" (تفسیر کبیر امام رازی، مجمع البیان)

★ علامہ ابنِ مردویہ نے ابنِ عبّاس سے روایت کی ہے کہ "سابقون" تین ہیں:

(۱) یوشعؑ بن نون (وصیٔ حضرت موسیٰؑ) (۲) حزقیلؑ۔ مومنِ آلِ فرعون (۳) حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ۔ دوسری روایت میں یوشعؑ کی جگہ حزقیلؑ کا نام ہے اور آخر میں ہے کہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ان سب میں افضل و بہتر ہیں۔"

★ ... (تفسیر درِ منثور جلد ۶ صفحہ ۱۵ طبع مصر، امام رازی نے تفسیر کبیر میں بھی نقل کیا ہے) (بحوالہ حاشیہ قرآن الحکیم فرمان علی)

★ لیکن اہلِ سنّت کے مفسرین کے نزدیک "سابق بالخیرات" نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جانے والے اصحابِ رسولؐ ہیں۔ "مُقْتَصِدٌ" یعنی درمیانے لوگ "تابعین" ہیں۔ اور "ظالم لنفسہٖ" یعنی اپنے اوپر ظلم کرنے والے، دوسرے گنہگار لوگ ہیں۔" (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا (۳۳) وہی ہمیشہ رہنے والی جنتوں
یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ میں داخل ہوں گے، وہاں انھیں سونے
مِنۡ ذَہَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ۚ کے کنگن اور موتیوں (کے ہار) پہنا کر
وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۳۳﴾ سجایا جائے گا اور ان کے لباس (پوشاک)
ریشم کے ہوں گے۔

وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ (۳۴) اور وہ کہیں گے: "شکر اس اللہ کا جس نے
اَذۡہَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ ہم سے رنج و غم کو بالکل دور کر دیا۔
رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُ ﴿۳۴﴾ حقیقتاً ہمارا پالنے والا مالک رحمتوں سے
ڈھانپ لینے والا بڑا بخشنے والا اور اچھے کاموں کی پوری پوری قدر کرنے والا ہے۔

قرآن پر عمل کرنے والوں کی قدر

قرآن مجید کے احکامات پر عمل کرنے والوں کے ساتھ خداوند عالم یہ سلوک ہوگا: (۱) آیت ۳۲ کے حوالے سے عاملینِ قرآن دنیا میں زرق برق لباس نہیں پہنتے تھے زیورات، مالِ دنیا اور دکھاوے کے اسیر نہ تھے، لوگوں کے دل نہ دکھاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کے بہترین لباس سے آراستہ فرمایا۔ اور کیوں کہ ان لوگوں نے دنیا میں خود کو اچھے اخلاق سے آراستہ پیراستہ کیا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کے ریشم کے نرم لباس پہنائے، اور کیوں کہ دنیا میں زیورات نہیں پہنتے تھے

www.drhasanrizvi.com

اِس لیے جنّت کے زیورات پہنائے۔

(۲) اور کیوں کہ قرآن پر عمل کرنے والے ہر ہر نعمت پر دنیا میں خداوندِ کریم کی حمد بجالایا کرتے تھے اس لیے جنّت میں اللہ نے اُن کو اپنی حمد بجالانے کی توفیق عطا فرمائی جو اُن کے لیے عظیم لذت و عزت کا سبب ہوگی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے تیسرا کرم اُن پر یہ فرمایا کہ ہر قسم کا رنج و غم اُن سے دور فرمادیا۔ کیوں کہ وہ دنیا میں اپنے گناہوں پر غمگین رہتے تھے، اِس لیے خدا نے اُن سے ہر قسم کے غم و الم کو دور کردیا، نہ وہاں اُن کے لیے دل کی بے اطمینانی ہوگی، نہ بدخواہوں کی دل آزاری، نہ جابروں کا ظلم، نہ کم ظرفوں کی ہم نشینی۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ "حُزن" کے اصل معنی زمین کا ناہموار ہونا ہوتے ہیں۔ کیوں کہ غم و اندوہ انسان کو ناہموار اور درشت کردیتے ہیں اِس لیے "حُزن" کے معنی غم و اندوہ کے ہوگئے۔

★ ...... (تاج العروس)

★ "تفسیرِ صافی" میں ہے کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا کہ: "جب مومن جنّت میں اس شان سے داخل ہوگا کہ اس کے سر پر تاجِ ملک و کرامت ہوگا اور سونے چاندی اور یاقوت و جواہر سے جڑا ہوا لباس اُس کے زیبِ تن ہوگا جو خالص ریشمی ہوگا پس اُس کی زوجہ حورِ عین، مسک و عنبر سے معطّر یاقوت و جواہرات سے جڑے ہوئے نہایت اعلیٰ جنّتی لباس میں ملبوس ستّر کنیزوں کے زمرہ میں اپنے شوہر کے استقبال کے لیے اپنے دریچے سے برآمد ہوگی جب اُس کے پاس پہنچے گی تو اُس کو سلام کرکے نہایت محبت بھرے لہجے میں پیار سے اُس سے بات کرکے اُسے گلے لگائے گی تو پورے پانچ سو برس کے طویل عرصے تک وہ دونوں آپس میں ہمکنار رہیں گے جس میں اُنھیں کوئی تھکاوٹ یا سستی نہ ہوگی۔ مومن اُس کے گلے میں یاقوت کا سرخ ہار دیکھے گا جس کے درمیان تختی پر لکھا ہوگا: اے خدا کے ولی! میں آپ کی محبوبہ حور ہوں، آپ میرے لیے اور میں آپ کے لیے خلق کی گئی ہوں"۔ اِس کے بعد ایک ہزار فرشتے اُس کو مبارکباد کے لیے حاضر ہوں گے۔" پھر فرمایا کہ علیؑ کے شیعوں کے لیے روزِ قیامت بڑی خوشی ہوگی جب وہ اپنے اپنے محلوں میں داخل ہوں گے تو فرشتگانِ کرامت اُن کو پروردگارِ عالم کی طرف سے خوشخبری دیں گے اور پوچھیں گے: "کیا تم نے اللہ کا وعدہ پالیا؟" وہ عرض کریں گے "اے پروردگار! بیشک ہم نے آپ کا وعدہ پورا پالیا! ہم آپ سے راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی رہیں"۔ پس ارشاد ہوگا کہ میرے نبی کی آل کی محبت کی وجہ سے تم کو یہاں کی رہائش نصیب ہو۔ فرشتے مصافحہ کرکے مبارکباد کہیں گے کہ یہ ہمیشگی کا گھر ہے پس وہ کہیں گے

"الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن" (انوار النجف، تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ (۳۵) جس نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے
مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جگہ ٹھہرایا،
نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا جس میں ہمیں نہ کوئی تکلیف اٹھانی
لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ پڑتی ہے اور نہ کبھی ذرا سی تھکان
لاحق ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ (۳۶) رہے وہ جنہوں نے خدا و رسول
لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا کا انکار کیا اُن کے لیے دوزخ کی
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ بھڑکتی آگ ہے، نہ تو اُن کا قصہ
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ ہی پاک کر کے مار دیا جائے گا اور
نہ اُن کی سزا میں کوئی کمی کی جائے گی۔ اِسی طرح ہم ہر اُس ناشکرے کو سزا دیتے ہیں جو کفر و انکارِ حق کی راہ اختیار کرتا ہے۔

آیت ۳۵ کے الفاظ کی تشریح: دَارُ الْمُقَامَةِ: "ٹھہرنے کی جگہ"۔ مراد: جنّت۔ "نَصَبٌ": رنج و غم
"لُغُوب" کے معنی: "تھکان" کے ہوتے ہیں۔ (مفردات القرآن امام راغب، تفسیر صافی ص۲۳۰)
"لُغوب" کے معنی سستی، جو مشقت سے پیدا ہوتی ہے اور "نصب" کے معنی جسمانی تھکان، لغوب کے معنی دماغی تھکان
...... (روح المعانی)

www.drhasanrizvi.com

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ (۳۷) اور وہ وہاں چیخ و پکار کرتے ہوں گے کہ: اے

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا ہمارے مالک! ہمیں یہاں سے نکال لے۔ اب ہم

غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَ اچھے اچھے کام کریں، اُن کاموں سے مختلف جو ہم

لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ پہلے کیا کرتے تھے۔" (کہا جائے گا) کیا ہم نے تم کو

مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ اتنی عمر (اور عقل) نہ دی تھی جس میں اگر کوئی

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل

مِنْ نَصِيرٍ ﴿۳۷﴾ کرسکتا تھا؟ اور تمھارے پاس بُرے انجام سے

ڈرانے والا (رسول) بھی آیا تھا۔ غرض اب تم (اپنے کفر و انکارِ حق کا) مزہ چکھو۔ پس ظالموں کا کوئی مددگار و ناصر نہیں ہوا کرتا۔

وہ عمر کہ جس کے بعد عذر قبول نہیں ہوتا

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"اَلْعُمُرُ الَّذِي أَعْذَرَ اللّٰهُ فِيهِ إِلَى ابْنِ آدَمَ سِتُّونَ سَنَةً۔" (نہج البلاغہ کلمات ۳۲۶)

یعنی: "وہ عمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر کو قبول نہیں کرتا، ساٹھ برس کی ہے۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اٹھارہ سال کی عمر تک کے نوجوان لڑکے کو سبق سکھانے کے لیے ڈانٹ ڈپٹ اور سختی سے کام لینا چاہیے۔"

★ .... (تفسیر صافی صفحہ ۱۴۹ بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ)

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کو خداوندِ عالم نے ساٹھ سال کی عمر عطا فرمائی، پھر اُس کے لیے عذر و معذرت کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ نیز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ: "ساٹھ سال والے لوگ کہاں ہیں"؟

پھر فرمایا: "یہی وہ عمر ہے جس کے بارے میں خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ: "کیا ہم نے تمھیں اتنی مقدار میں عمر نہیں دی تھی کہ جس میں تم لوگ اچھی طرح غور و فکر کر سکتے"؟

★...... (تفسیر قرطبی، تفسیر درمنثور)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کم سے کم یہ عمر اٹھارہ سال ہے" اور زیادہ سے زیادہ یہ عمر ساٹھ سال ہے۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان)

نتیجہ یہ نکلا کہ: (۱) "انسان نام ہے صرف عقائد و افکار اور اعمال کا، نہ کہ اعضاءِ بدن یا شکل و صورت کا۔" ★.... (آیت اللہ کاشف الغطاء از اصل الشیعہ و اصولھا)

(۲) موت کے بعد دنیا کی طرف واپسی ممکن نہیں (تفسیر کبیر امام رازی)

★ سورۃ الانعام میں اسی حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ:

"وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝" (سورۃ الانعام آیت ۲۸ پارہ ۷)

یعنی: "اور اگر وہ (دنیا میں) لوٹا بھی دیے جائیں تب بھی وہ اُسی کا اعادہ کریں گے جس سے منع کیے گئے تھے"

★ سورۃ المومنون میں فرمایا: "اے ہمارے مالک! ہمیں اِس (دوزخ) سے نکال دیجیے۔ پس اگر ہم پھر (برائی کی طرف) لوٹیں تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے (ایک موقع اور چاہیے) اللہ کا فرمان ہوگا کہ: "تم جہنم ہی میں رہو اور مجھ سے کلام بھی نہ کرو"۔ ؎

؎ (سورۃ ۲۳ المومنون آیت ۱۰۷-۱۰۸ پ ۱۸)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیۡبِ (۳۸) بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر
السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے، (بلکہ)
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۳۸﴾ حقیقتاً وہ تو سینوں اور دلوں کے اندر کے چھپے
ہوئے رازوں تک سے واقف ہے۔

ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ (۳۹) اُسی نے تم لوگوں کو زمین پر اگلے والوں
فِی الۡاَرۡضِ ؕ فَمَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کی جگہ پیدا کیا ہے۔ اب جو کوئی بھی کفر کا
کُفۡرُہٗ ؕ وَ لَا یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ راستہ اختیار کرتا ہے اُس کے کفر و انکار کا
کُفۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ اِلَّا وبال خود اُسی کو اُٹھانا پڑتا ہے، اور
مَقۡتًا ۚ وَ لَا یَزِیۡدُ الۡکٰفِرِیۡنَ کافروں کو اُن کا کفر و انکار اس کے سوا کچھ
کُفۡرُھُمۡ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ نہیں بڑھاتا کہ اُن کے پالنے والے مالک کی
ناراضگی اُن پر اور زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ غرض کافروں کے پاس نقصان
میں اضافے (پر اضافے) کے سوا اور کچھ نہیں بڑھتا۔

---

* تم لوگوں نے پچھلی قوموں کے انجام سے کچھ سبق حاصل نہ کیا اور اپنے کفر کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی میں اضافہ ہی کر لیا۔

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ (۴۰)	آپ اُن سے کہہ دیجیے: "کیا تم نے اپنے
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ	(بنائے ہوئے خدا کے) شریکوں پر غور بھی کیا ہے
اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا	جنھیں تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے رہتے ہو؟
مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ	مجھے دکھاؤ تو سہی کہ آخر انھوں نے زمین میں کیا چیز
شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ	پیدا کی؟ یا اُن کی آسمانوں میں کیا شرکت ہے؟
اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي	یا ہم نے انھیں کوئی تحریر یا کتاب دی ہے جس کی
بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ	بنا پر (یہ لوگ اپنے شرک کے لیے) کوئی صاف دلیل
يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ	رکھتے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے
بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝۴۰	کو دھوکے پر دھوکہ دیے ہی چلے جارہے ہیں۔

* "ظالموں" سے اوّلین مراد مشرکین ہیں۔ اس لیے کہ شرک سے بڑا ظلم کوئی نہیں ہوسکتا "ظلم" کے معنی ہیں: "کسی چیز کو اُس جگہ رکھنا جو اُس کا موقع و محل نہ ہو۔" اور اس سے زیادہ کسی چیز کو نامناسب جگہ کیا رکھا جاسکتا ہے کہ جو خدا نہ ہو اُس کو خدا یا خدا کا ساتھی قرار دے دیا جائے

* "غُرور": دھوکہ، جھوٹے وعدے جو بت پرست بتوں کی طرف سے وعدے کرتے تھے "جو سراسر دھوکہ اور جھوٹ نکلیں گے۔" * (تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ اللّٰهَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ (۴۱) حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی وہ ہے جو
وَ الۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۬ۚ آسمانوں اور زمین کو (اپنی جگہ سے)
وَ لَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا ہٹ جانے سے روکے ہوئے ہے۔ اگر وہ
مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ کے بعد (علاوہ)
اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ کوئی اور انھیں روک ہی نہیں سکتا۔ یقیناً
وہی بُردبار (برداشت کرنے والا) اور بڑا معاف کرنے والا ہے۔

اللہ کی قدرت، کاملہ ہے

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ طالب علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ: "کیا عرش خدا کو اٹھائے ہوئے ہے یا خدا، عرش کو اٹھائے ہوئے ہے"؟

★ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی شان و شوکت اس بات سے بہت بلند ہے کہ کوئی چیز اسے اٹھائے۔ بلکہ عرش ہو یا آسمان و زمین، یا ساری کائنات، جو کچھ بھی ہے اُس کو اللہ اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ سنبھالے ہوئے ہے ★ ....." (تفسیر صافی ص ۴۲۰ بحوالہ کافی)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "ہم (ائمہ اہلِ بیت) کے سبب سے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو زائل (برباد) نہیں کرتا۔" ★ (الاکمال)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اگر ہم (ائمہ اہلِ بیت) میں سے کوئی امام زمین پر باقی نہ رہے، تو تمام اہلِ زمین ختم ہو جائیں۔" ★ (الاکمال)

★ "حلیماً غفوراً" یعنی اُن کی بدکاریوں کے باوجود اُن کی سزا میں جلدی نہیں کرتا۔ اور کیونکہ غفور ہے اس لیے بدکاروں کی توبہ قبول فرماتا ہے حتیٰ کہ اگر مشرک شرک سے توبہ کرلے تو قبول فرماتا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ (۴۲) اور اُنھوں نے اپنی کوشش بھر بڑی سے

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ بڑی قسمیں کھائیں کہ اگر ان کے پاس کوئی

نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى ڈرانے والا (پیغمبر) آئے تو وہ دنیا کی ہر

مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا قوم سے کہیں زیادہ ہدایت حاصل کرنے

جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ والے ثابت ہوں گے۔ مگر جب اُن کے

اِلَّا نُفُوْرًا ۙ﴿۴۲﴾ پاس ڈرانے والا (پیغمبر) آگیا تو اُس کے

آنے کے بعد اُن میں حق سے دور بھاگنے کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ ہوا۔

★ شانِ نزول اِس آیت کی یہ ہے کہ حضورِ اکرم ؐ کی بعثت سے قبل مشرکینِ مکہ جب یہ سنتے تھے کہ گذشتہ قوموں نے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی اور اُنھیں قتل کر دیا، تو وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ہمارے پاس کسی پیغمبر کو بھیجتا تو ہم ایسے ثابت نہیں ہوں گے کہ اُن کی تکذیب کریں یا اُن کو قتل کردیں، بلکہ ہم تو سب سے زیادہ ہدایت حاصل کرنے والے ہوں گے۔

مگر جب رسولِ اکرم ؐ جیسے عظیم المرتبت، سردارِ انبیاء تشریف لائے، تو نہ صرف اُنھوں نے آنحضرت ؐ کو جھٹلایا، بلکہ ہزاروں مکر و فریب کیے اور آپ ؐ سے جنگ کرنے پر اُتر آئے۔

خداوندِ عالم اِس آیت میں اُن کے بے بنیاد دعووں پر اُن کی ملامت کر رہا ہے۔

★ .... (تفسیر درِ منثور، روح المعانی، تفسیر کبیر، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

(۴۳) وہ زمین میں خود کو اور زیادہ بڑا سمجھنے لگے اور بُری بُری مکاریاں کرنے لگے حالاں کہ بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو مٹا کر رکھ دیا کرتی ہیں، تو اب کیا یہ لوگ اِس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ پہلی (گذشتہ) قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقۂ کار رہا ہے، وہی سلوک ان کے ساتھ بھی کیا جائے؟ (کیونکہ) تم اللہ کے دستور اور طریقۂ کار میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی یہ بھی نہ پاؤ گے کہ اللہ کے طریقۂ کار کو اُس کے متفرد راستے سے کوئی طاقت پھیر دے۔

★ پہلی قوموں کے ساتھ اللہ کا سلوک یہ رہا ہے کہ جو قوم اپنے نبیؑ اور اُس کی تعلیمات کو مسلسل اپنے قول اور عمل سے جھٹلاتی رہتی ہے اُس کو آخرِ کار تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے (تفسیر کبیر)

★ قریش اور کفارِ مکہ کے سرداروں نے بُری بُری چالوں کی سزا بدر کے میدان میں اچھی طرح چکھی۔ ★ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۰)

www.drhasanrizvi.com

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ (۴۴) کیا یہ لوگ زمین میں کبھی چلے
فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ اُن کا کیا
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے؟
أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا وہ تو اِن سے کہیں زیادہ طاقتور
كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن بھی تھے۔ غرض اللہ کو کوئی چیز
شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا بے بس نہیں کرسکتی، نہ آسمانوں میں اور
فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ نہ زمین میں۔ وہ سب کچھ جاننے
عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿۴۴﴾ والا، بہت زیادہ طاقت و قدرت
رکھنے والا ہے۔

★ سورۃ الروم[۳۰] میں ارشاد فرمایا: "کیا انھوں نے زمین میں سیر نہیں کی، تاکہ وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیا حشر نشر ہوا کہ جو اُن سے پہلے تھے، جو اُن سے زیادہ طاقت ور تھے اور اُنھوں نے زمین کو خوب اچھی طرح آباد کیا، اور زمین پر اُن کی آبادی بھی اُن سے زیادہ تھی۔ اُن کے پیغمبر[۲] واضح دلیلیں لے کر اُن کے پاس آئے تھے، (مگر وہ اپنی خودسری پر قائم رہے اور اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے) پس اللہ نے تو اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود اُنھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔" ★ (سورۃ الروم[۳۰] آیت ۹ پ[۲۱])

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ (۴۵) اور اگر کہیں اللہ لوگوں کو اُن کے

بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ بُرے کاموں کی وجہ سے (فوراً) پکڑ لیا

عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ کرتا تو زمین پر کسی چلنے پھرنے والی

وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى مخلوق کو زندہ نہ چھوڑتا، مگر (اصل بات

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ یہ ہے کہ) وہ انھیں ایک مقررہ وقت

اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ تک کے لیے مہلت (پر مہلت) دیتا ہے

بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝۴۵ ع ۱۸ تو جب اُن کی وہ مدّت پوری ہو جائے

گی، تو اللہ اپنے بندوں کو خوب اچھی طرح دیکھ (نمٹ) لے گا۔

خدا کی سزا، لوگوں کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتی ہے — خداوندِ عالم نے سورۃ الروم میں ارشاد فرمایا:

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝" (سورۃ الروم آیت ۴۱ پارہ ۲۱)

یعنی: "(لوگوں کے (بُرے) اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری، (زمین پر اور سمندروں میں) خرابی ظاہر ہوئی۔ خدا چاہتا ہے کہ اُن کے بُرے اعمال کے کچھ نتائج کا مزہ انھیں چکھا دے، تاکہ وہ برائی سے (نیکی کی طرف) پلٹ آئیں۔"

★ .... نیز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ:

www.drhasanrizvi.com

خداوندِ قدوس نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:

"اے آدم کے بیٹے! تو میرے ارادے سے آزاد پیدا کیا گیا ہے، اب تو اپنی مرضی سے جو کچھ چاہے اپنے لیے اختیار کر سکتا ہے۔

* اے فرزندِ آدم! تو نے میری ہی نعمتوں کو کھا کر قوّت حاصل کی، اور پھر تو میری ہی نافرمانی اور معصیت کا مرتکب ہو گیا۔ حالاں کہ تو میری ہی عطا کی ہوئی قدرت اور عافیت سے میرے عائد کیے ہوئے فرائض کو ادا کر سکتا ہے۔ اِسی لیے میں تیری نیکیوں میں تجھ سے اولیٰ ہوں اور تو اپنے گناہوں کے معاملے میں خود ذمّہ دار ہے

* میری نعمتوں کے ذریعے سے تجھے ہمیشہ خیر اور فائدہ ہی پہنچا ہے، جبکہ تیری طرف سے تیرے جرائم کی وجہ سے ہمیشہ شر اور بُرائی تجھ تک پہنچی ہے۔

* میں نے تجھے (بُرے کاموں کے بُرے انجام سے متنبّہ کرنے اور) ڈرانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی، اور غرور، تکبّر اور غفلت کرنے پر میں نے تجھے فوراً سزا نہیں دی۔ (بلکہ تجھے ہمیشہ سنبھلنے کی مہلت ہی دی)

"یہاں تک حدیثِ قدسی بیان فرمانے کے بعد جنابِ رسولِ خداؐ نے اِسی آیت ۴۵ کی تلاوت فرمائی۔" * (تفسیرِ نمونہ)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ (۱) وہ لوگ کہیں بھی چلے جائیں خدا سے چھپ نہیں سکتے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے خدا اُن کو اُن کے جرائم پر عذاب دے سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی صورت یا شکل میں ہوں۔ (۲) آیت کا مطلب یہ بھی ہے کوئی شخص اپنا عمل خدا سے چھپا نہیں سکتا (۳) خدا خوب اچھی طرح سے جانتا ہے کہ کون کیسے اور کتنے اور کب عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ یٰسٓ ۳۶ کی فضیلت

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر چیز کا ایک دل ہوا کرتا ہے، اور قرآن کا دل سورۃ یٰسٓ ہے۔"

★..... (تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ ا تفسیر کبیر امام رازی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "جو شخص سورۃ یٰسٓ کو دن میں پڑھے گا تو وہ سارے دن محفوظ اور روزی سے بھرا رہے گا، اور جو شخص اس سورۃ کو رات کے وقت پڑھے گا تو خداوندِ کریم ورحیم ایک ہزار فرشتوں کو اُس پر مقرر کرتا ہے جو شیطان سے اور ہر آفت سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔"

★.... (تفسیر مجمع البیان، طبرسیؒ، تفسیر انوار النجف مولانا حسین بخشؒ جاڑا)

★ یاد رہے کہ یہ تمام فضیلتیں اُن لوگوں کے لیے ہیں جو قرآن مجید یا اس سورۃ کو سمجھ کر پڑھتے ہیں، اُس کے مفاہیم پر غور کرتے اور عمل کرتے ہیں۔

★..... (تفسیر نمونہ)

اِس لیے کہ قرآن صرف بلا سمجھے پڑھنے رٹنے کے لیے نہیں بلکہ سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے اترا ہے۔ یہی خداوندِ عالم کا اصل مقصد ہے۔

★... (مؤلف)

★ ★ ★ ★ ★

www.drhasanrizvi.com

اٰیَاتُھَا ۸۳	سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ	رُکُوْعَاتُھَا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا مسلسل بیحد رحم کرنے والا ہے۔

*****

یٰسٓ ① (۱) یاسین! یعنی اے وحی کے سننے والے انسان (مراد رسولؐ)

یاسین کے معنی

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"یاسینؐ" جنابِ رسولِ خداؐ کے القاب میں سے ایک لقب ہے۔ اس کے معنی ہیں: "اے وحی کے سننے والے"۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے خود فرمایا: "یاسین (یعنی) اے وحی کے سننے والے انسان حقیقتاً آپ رسولوں میں سے ہیں۔ (القرآن سورۃ یٰسٓ آیت ۱ تا ۳)

★ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ بحوالہ معانی الاخبار، تفسیر قمی۔)

★ حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ: "یاسین کے معنی ہیں: اے انسان!" ★ (تفسیر کبیر بقول ابن کثیر، ابن عباس، عکرمہ، ضحاک، حسن)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے بھرے دربار میں فرمایا:

"یاسین سے مراد رسولِ خداؐ ہیں اور الیاسین (آلِ یاسین) سے مراد آلِ محمدؐ ہیں، اور ہم آلِ محمدؐ ہیں۔"

★ (عیون الاخبار الرضاؑ)

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ﴿٢﴾ (۲) قسم ہے اُس گہری بالکل ٹھیک ٹھیک، دانائی کی باتوں والے قرآنِ حکیم کی۔

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿٣﴾ (۳) کہ حقیقتاً آپؐ رسولوں میں سے ہیں۔

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٤﴾ (۴) بالکل سیدھے راستے پر۔

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿٥﴾ (اور یہ قرآن) اُتارا ہوا ہے اُس عزّت والے زبردست طاقت والے مسلسل بیحد رحم کرنے والے اللہ کا۔

★ اعتراض یہ ہے کہ رسولِ خداؐ کو کیوں مخاطب کیا گیا ہے؟ عام مشرکوں سے خطاب کیوں نہ کیا؟

جواب یہ ہے کہ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کی تائید کی جائے کہ رسولِ اکرمؐ حق پر ہیں، چاہے مشرکین اُن کو قبول کریں یا نہ کریں۔ حق کسی کے قبول کرنے کا محتاج نہیں ہے۔ ★ (تفسیرِ نمونہ)

★ "اے محمدؐ! تم خدا کے رسول ہو۔" اس بات کی دلیل خود یہ قرآن ہے۔ کیوں کہ یہ قرآن حکمت ہے معرفت ہے، علم ہے۔ اور جو شخص اَن پڑھ ہوتا ہے اُس کا حکمت سے کوئی ربط نہیں ہوتا۔ جس شخص نے منطق نہیں پڑھی اُسے کیا پتہ کہ قیاس کی کتنی شکلیں ہوتی ہیں، جس نے کیمسٹری نہیں پڑھی اُسے کیمسٹری کے اصولوں کا کیا پتہ؟ اسی طرح قرآن نے رسولِ خداؐ کے برحق ہونے کی یہ دلیل دی ہے۔ (تفسیر سورۂ یٰسٓ آیت اللہ)

www.drhasanrizvi.com

یہ الفاظ حضورِ اکرمؐ کا بہترین تعارف ہیں

(۱) "یاسین" یعنی: وحی کے سننے والے۔

یعنی: محمد مصطفیٰؐ کی پہلی شان تو یہ ہے کہ وہ صاحبِ وحی (وحی کے سننے والے) ہیں۔

(۲) "وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ" قرآن حکیم کی قسم کھائی۔ تو قرآن کا ایک ایک لفظ محمد مصطفیٰؐ کے صاحبِ وحی ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ قرآن حضورؐ ہی پر اُترا ہے اور ایسا عظیم معجزہ ہے کہ آج تک پوری دنیا مل کر اس کے ایک سورے یا آیت کا بھی جواب نہ لاسکی۔ غرض یہ بتایا گیا ہے کہ محمد مصطفیٰؐ کو پہچاننا ہے تو قرآن حکیم کے حوالے سے پہچانو۔ (تفسیر کبیر، تفسیر مجمع البیان)

(۳) "اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" یعنی: "حقیقتاً آپؐ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔"

ہمارے نبیؐ کی تیسری خاصیت یا شانِ معرفت یہ ہے کہ وہ خداوندِ عالم جو ساری کائینات کا خالق و مالک ہے، اُس کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس طرح محمد مصطفیٰؐ کی شان یاں کو خداوندِ عالم کی شان یاں کے حوالے سے پہچانو۔

(۴) "عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" یعنی: "آپؐ بالکل سیدھے راستے پر ہیں۔" یعنی کمالِ ہدایت پر ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپؐ کے دہنِ مبارک سے نکلا ہوا کوئی حرف غلط نہیں اور ان کا ہر ہر عمل بالکل درست اور قابلِ اتباع ہے۔ * (تفسیر مجمع البیان، تفسیر ماجدی)

خدا کی دو اہم صفات

"تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ" یعنی: "یہ قرآن اُتارا ہوا ہے غالب رحم کرنے والے کا۔" یہاں خدا نے خود کو "عزیز" (غالب) ہر چیز کو خود اپنی قوت کے بل پر کرنے والا۔ اس لیے فرمایا کہ خدا جیسی غالب ہستی ہی قرآن جیسی عظیم اور زبردست کتاب نازل فرماسکتی ہے۔ جو ہمیشہ کے لیے معجزہ بھی ہے اور ہر قلبِ سلیم رکھنے والے انسان کے لیے سرچشمۂ ہدایت بھی۔

پھر خدا نے خود کو "رحیم" اس لیے فرمایا کہ یہ اُس کی رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ اُس نے اتنی عظیم کتاب ہماری ہدایت کے لیے نازل فرمائی۔ یعنی اگر تم قرآن کی تعلیمات کو اپنالوگے تو خدا کی رحمتوں کے مستحق بن جاؤ گے اور کج بحثی کرنے والوں کو سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ * (تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ (٦) تاکہ بُرے کاموں کے بُرے انجام سے اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اُس قوم کو ڈرائیں اور خبردار کریں جس کے باپ دادا کو ڈرایا نہیں گیا تھا، تو وہ بے خبری اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى (٧) اُن میں سے زیادہ تر لوگ تو خدائی سزا اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ کے مستحق ہو ہی چکے ہیں، چناں چہ اب وہ ایمان نہیں لاتے۔

اعتراض اور اُس کا جواب

اعتراض یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو خدا نے یہ فرمایا کہ "ہر قوم کے لیے ایک ہادی ضرور ہوتا ہے۔" ★ "وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ":

دوسری طرف خدا یہاں پر یہ فرما رہا ہے کہ: "جن کے باپ دادا خبردار نہیں کیے گئے تھے۔"

★ اِس کا جواب یہ ہے کہ: "اللہ جب کسی نبیؑ کو بھیجتا ہے تو اُس کی تعلیمات کے اثرات دور دور تک پھیلتے ہیں اور نسلاً بعد نسلٍ باقی رہتے ہیں۔ اِس لیے اُس زمانے کو ہدایت سے خالی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے البتہ جب اُس نبیؑ کی تعلیمات کے اثرات بالکل ہی مٹ جاتے ہیں یا نبیؑ کی تعلیم کو سراسر بدل کر رکھ دیا جاتا تب دوسرے نبی کو بھیجنا ضروری ہوتا ہے (اُس عرصے میں انبیاء کے اوصیاء، انبیاء کا کام کرتے رہتے ہیں) ......" (تفسیر کبیر امام رازی)

★ غرض طالبانِ حق کے لیے ہر زمانے میں خدا کی حجت موجود ہوا کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد

www.drhasanrizvi.com

سے ہمارے رسولؐ کے آنے کے درمیان کے عرصے کو "عرصۂ فترت" اِس لیے نہیں کہتے کہ اُس زمانے میں خدا کی حجت مطلقاً موجود ہی نہ تھی۔ البتہ اُس دوران کوئی اولوالعزم صاحبِ کتاب پیغمبر نہیں آیا۔ (تفسیر نمونہ) ..... *

★ قرآن کے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ (۱) غافل، سوئی ہوئی انسانیت کو بیدار کیا جائے۔ (۲) جن خطرات سے اُن کا سامنا ہے اُن سے بچایا، ڈرایا جائے (۳) شرک، کفر، گناہ اور برائیوں کی آلودگیوں سے پاک کیا جائے۔ (تفسیر کبیر، تفسیر مجمع البیان)

آیت: لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ .... الخ کا مطلب یہ ہے کہ: "اے رسولؐ! آپؐ کے سپرد بہت سخت کام کیا گیا ہے کہ عرب جیسی قوم کو قرآن کے ذریعہ بیدار فرمائیں، جس قوم کے پاس صدیوں سے کوئی اولوالعزم پیغمبر نہیں آیا۔ ایسی جاہل، غافل، ضدی، ہٹ دھرم قوم، جسے نہ خدا کی پرواہ، نہ آخرت کی فکر، نہ ماضی پر نظر، نہ مستقبل پر نگاہ۔ نہ مبداء سے تعلق نہ منتہا کا تصور۔ نہ نیک کی تمیز، نہ بد کی خبر، نہ بھلے کا شعور، نہ بُرے کی پرواہ۔ ایسوں کو غفلت اور جہالت کے اندھیروں سے نکالنا اور ہدایت کی صاف سڑک پر لانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ (تفسیر کبیر، تفسیر کشاف)

بہرحال علمِ الٰہی میں تو ازل سے ثابت تھا کہ کون کون قوم کی اکثریت اور کون کون لوگ ہدایت کی راہ قبول نہ کریں گے، اور عذابِ الٰہی کے مستحق بنیں گے۔ مگر رسولؐ کو یہی حکم تھا کہ آپؐ اتمامِ حجت کرتے رہیں اور کارِ ہدایت انجام دیتے رہیں، ہمت شکن واقعات کا مقابلہ کرتے رہیں، غمگین نہ ہوں، نتیجہ خدا کے سپرد فرما دیں۔

★ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ : یعنی "ثابت ہو چکی بات بہتوں پر"۔ یہ بات اُن لوگوں پر صادق آتی ہے جو خدا اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے، نہ برائی کو بُرائی سمجھتے ہیں، نہ اچھائی کو اچھائی۔ (تفسیر نمونہ)

★ خدا کا فرمانا کہ: "اب وہ ایمان نہیں لاتے"۔ یہ بات علمِ الٰہی میں گذری ہے جو خدا کے علمِ ازلی کا ایک حصہ ہے۔ اِس میں جبر و اکراہ کا شائبہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ کیوں کہ حق سے بے پرواہ ہو کر حق سے بھاگ رہے ہیں جس کا منطقی نتیجہ لازمی طور پر یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے اسی لیے خدا کی ہدایت اور توفیقات سے محروم رہ گئے۔ (ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ (۸) (اِسی لیے) ہم نے اُن کی گردنوں
اَغۡلٰلًا فَهِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ میں طوق ڈال دیے ہیں جس نے
فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ﴿۸﴾ اُن کو ٹھوڑیوں تک جکڑ رکھا ہے
اسی لیے وہ سر اوپر کیے کھڑے ہیں۔
وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ (۹) اور ہم نے اُن کے آگے بھی دیوار
سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ سَدًّا کھڑی کردی ہے، اور اُن کے پیچھے
فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ فَهُمۡ لَا بھی دیوار کھڑی کردی ہے۔ غرض
یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۹﴾ ہم نے اُن کو ڈھانپ رکھا ہے (اسی لیے)
اُن کو کچھ دکھائی سجھائی نہیں دیتا۔

"طوق" سے مراد اُن کی ہٹ دھرمی ہے جس کی وجہ سے یہ حق کو قبول نہیں کرتے۔ اور "ٹھوڑیوں تک جکڑے ہوئے ہونے" سے مراد گردن کی اکڑ ہے جو غرور اور تکبر کا منطقی جسمانی نتیجہ ہے۔ خدا فرما رہا ہے کہ: "ہم نے اُن کی ہٹ دھرمی، ضد اور حق دشمنی کو اُن کی گردن کا طوق بنا دیا، اور اُن کے تکبر کی وجہ سے اُن کی گردنیں اکڑ گئیں اِس حالت میں کوئی بھی روشن حقیقت اُن کے سامنے آجائے تو یہ اُس کی طرف توجہ کرنے والے نہیں ہیں۔" (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۹ : شانِ نزول یہ ہے کہ: ابوجہل نے کئی دفعہ جناب رسولِ خدا کو قتل کرنے کی کوششیں کیں، مگر جب بھی وہ اس بدترین کام کے لیے آنحضرتؐ کے پاس جاکر حملہ کرنا چاہتا تھا، اُس کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہتی تھی، اور حرکت کرنے کی طاقت تک سلب ہوجایا کرتی تھی۔ جب وہ پلٹ کر اپنے ساتھیوں میں پہنچتا تو اُن کو بھی نہ بتاسکتا تھا۔

★.... (تفسیر آلوسی ۔ روح المعانی)

★ مگر آیت کا تعلق صرف ابوجہل سے نہیں، بلکہ اس کا مفہوم عام ہے۔ کفر و شرک کے تمام سرغنوں حق دشمنوں، ہٹ دھرم متعصب افراد پر صادق آتا ہے۔

★.... (تفسیر نمونہ)

آگے اور پیچھے دیواریں حائل ہیں۔

★ انسان دُو قسم کی ہدایتوں کا محتاج ہے:

(۱) نظری فکری یا استدلالی ہدایت۔

(۲) فطری، وجدانی ہدایت۔

★ سامنے کی دیوار نظری اور فکری ہدایت سے محرومی کی طرف اشارہ ہے۔

★ پیچھے کی دیوار سے فطری وجدانی ہدایت کے استفادے سے رُک جانا ہے۔

دوسرا مطلب یہ لکھا گیا ہے کہ: آگے والی دیوار سے مراد وہ رکاوٹیں ہیں جو اُسے آخرت کی تمام کامیابیوں سے روک دیں گی۔ اور پیچھے والی دیوار سے مراد وہ رکاوٹیں ہیں جو اُسے دنیا کی سعادت، آرام اور سکون تک نہیں پہنچنے دیں گی۔

★.... (تفسیر نمونہ)

آیت کا حاصلِ بیان یہ ہے کہ جو لوگ حق کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے، اور از خود اُنھوں نے حق سے اپنی آنکھیں بند کرلی ہیں، ایسے لوگوں کو سمجھانا، یا، نہ سمجھانا برابر ہے۔ کیوں کہ ایسے چکنے گھڑے کبھی سدھر نہیں سکتے۔

★... (مفردات امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ (۱۰) اب اُن کے لیے برابر ہے چاہے

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ آپؐ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں

یہ مانیں گے نہیں۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ (۱۱) (کیوں کہ) آپؐ تو بس صرف اُسی

وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ شخص کو ڈرا (سمجھا) سکتے ہیں

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ جو نصیحت اور یاد دہانی کا اثر لے

كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اور نصیحت کی پیروی کرنے پر تیار

ہو، اور اَن دیکھے خدائے رحمان (کی ناراضگی) سے ڈرے جو سب کو

فیض اور فائدے پہنچانے والا ہے۔ ایسے شخص کو گناہوں سے معافی، خدا کی

ڈھانپ لینے والی رحمت اور باعزت اجر و ثواب کی خوشخبری سنا دیجیے۔

آیتؐ کے اوّلین مصداق حضرتؑ علیؑ ہیں

خداوندِ عالم کا یہ ارشاد کہ: "جو نصیحت کی پیروی کرنے پر تیار ہو۔" اس سلسلے میں حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ان الفاظ کے اوّلین مصداق حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ذات ہے۔"

* (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ بحوالہ کافی)

www.drhasanrizvi.com

★ اِس لیے کہ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ہی وہ واحد شخص ہیں کہ جنھوں نے فرمایا کہ:

"جب پہلے پہل جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غارِ حرا میں وحی اُتر رہی تھی تو: اَرٰی نُوْرَ الْوَحْیِ وَ اَشَمُّ رِیْحَ الله "میں نورِ وحی کو دیکھ رہا تھا، اور اللہ کی خوشبو کو سونگھ رہا تھا"۔

★.... (نہج البلاغۃ)

★ اِس طرح جب پہلے پہل جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ ذوالعشیرہ میں اسلام کا پیغام علی الاعلان ارشاد فرمایا تو متفقہ طور پر صرف حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "اَنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ" "اے اللہ کے رسولؐ! میں آپؐ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوں"۔ اِس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: "اے علیؑ! تم میرے وزیر ہو، خلیفہ ہو، وصی ہو، اور میرے جانشین ہو"۔

★.... (سیرۃ ابنِ ھشام، تاریخ طبری)

★ اِس سے ثابت ہوا کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت پر آنحضرتؐ کی پیروی کے اعلان کرنے والے حضرت امام علی علیہ السلام تھے۔

★ اِس لیے اِس آیت کے ان الفاظ "مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ" کے سب سے زیادہ اور اوّلین مستحق حضرت امام علی علیہ السلام ہیں۔ (مؤلف)

★ "ذکر" کے معنی (۱) نصیحت (۲) قرآن مجید کو بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ یعنی "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ" "ہم نے تمھاری طرف قرآن نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو احکام صاف صاف بیان کر دو"۔ (سورۃ النحل ۱۶ آیت ۴۴ پارہ ۱۴)

★ نتیجہ یہ نکلا کہ نصیحت یعنی قرآن کی پیروی کا نتیجہ مغفرت یعنی خدا کی معافیاں، اجرِ کریم یعنی عزّت والا عظیم ثواب ہے۔ اور نصیحت پر عمل وہی کرتا ہے جو خدا کی سزا سے ڈرتا ہے یا عظمتِ خدا سے متاثر ہوتا ہے۔

★.... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی (۱۲) (کیونکہ) ہم یقینی طور پر مردوں کو
وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا زندہ کرنے والے ہیں۔ اور ہم لکھتے
وَاٰثَارَهُمْ ؕ وَکُلَّ شَیْءٍ جاتے ہیں اُسے جو وہ کر چکے ہیں، اور وہ
اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ بھی جو اُن کے اعمال کے اثرات ہیں۔
مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾ مزید یہ کہ ہم نے ہر چیز کا احاطہ
روشن مرتبے والے امام (مبین) میں بھی کر دیا ہے۔

★ خدا کا یہ فرمانا کہ "ہم لکھتے جاتے ہیں اُسے جو وہ کر چکے ہیں، اور وہ بھی جو اُن کے اعمال کے اثرات ہیں۔"

اس سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے اثرات اور نشانات اُن کے مرنے کے بعد بھی باقی رہ جاتے ہیں۔ جیسے: کسی نے کسی کو علم سکھایا، یا کسی نے ظلم و جور کی بنیاد ڈالی (یا کسی نے اپنے نبیؐ کی سنت میں تبدیلی کر دی، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا) ان کاموں کا اثر دوسروں پر مسلسل پڑتا رہا۔ اُن کو بھی اللہ لکھتا جاتا ہے۔

★ ..... (تفسیر صافی ص ۴۲۱)

★ امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "امام مبین" یعنی روشن مرتبے والے امام سے مراد خدا کی قسم، میں ہوں۔ کیوں کہ میں ہی حق اور باطل کو الگ الگ کرتا ہوں اور صاف صاف بیان کرتا ہوں، اور میں نے یہ عہدہ جناب رسول خداؐ سے ورثے میں پایا ہے۔ ★.. (تفسیر صافی ص ۴۲۱، تفسیر قمی)

۱۴ع ۱۸

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ جو میرے پالنے والے مالک نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو اور میں نے اُس علم کو علیؑ کی ذات میں احصار نہ کردیا ہو۔"

★ ۔۔۔۔ (احتجاج طبرسیؒ)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جب یہ آیت اُتری تو حضرت ابوبکر اور عمر اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے:

"یا رسول اللہؐ! کیا امامِ مبین توراۃ ہے؟" جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "نہیں"

★ عرض کیا: "کیا انجیل ہے؟" فرمایا: "نہیں"

عرض کیا: "کیا امامِ مبین سے مراد قرآن ہے"؟ فرمایا: "نہیں"۔

اِسی دوران جنابِ امیرالمومنینؑ تشریف لے آئے تو جنابِ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: "یہ وہ امامِ مبین ہے جس میں اللہ نے ہر شے کے علم کا احصار فرمایا ہے۔"

(تفسیر البرہان صـ ۸۸۶، حقائق الوسائط صـ ۱۷۸، احتجاج طبرسیؒ تفسیر انوار النجف)

★ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام کے ہمراہ شریکِ سفر تھا جب وادیٔ نمل یعنی چیونٹیوں کی وادی سے ہمارا گذر ہوا تو چیونٹیوں کا ایک سیلابِ رواں میں نے دیکھا میں یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر ہوا اور اچانک کلمۂ تکبیر زبان پر جاری کرکے میں نے کہا جلیل ہے وہ ذات جو اِن کی تعداد کو جانتا ہے۔" جنابِ امیرالمومنینؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: "اے ابوذرؓ! ایسی بات مت کہو، بلکہ یہ کہو جلیل ہے وہ ذات جس نے اِن کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی قسم اِن کی تعداد، بلکہ اِن کے نر و مادہ کو میں بھی جانتا ہوں۔

★ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

"مَاقَدَّمُوْا" یعنی جو کام اُس نے پہلے بھیجے " اِن الفاظ سے مراد وہ کام ہیں جو انسان نے انجام دیے ۔ اور "اٰثَارَهُمْ" یعنی اُن کے اثرات " سے مراد وہ اثرات ہیں جو معاشرے پر مرتّب ہوئے ۔ مثلاً : اگر کسی نے کوئی ایسا مدرسہ ، ہسپتال وغیرہ قائم کیا کہ جس سے لوگوں نے اُس کے مرنے کے بعد بھی فائدہ حاصل کیا تو یہ قائم کرنے والے کا اثر کہلائے گا

★..... (تفسیر نمونہ)

★ بعض مفسرین کے نزدیک "امام مبین" سے یہاں مراد انسان کا نامۂ اعمال ہے ۔ قرآن میں ہے کہ : مجرم لوگ جب اپنا نامۂ اعمال دیکھیں گے تو کہیں گے : "یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ج (سورۃ الکھف آیت ۴۹ پارہ ۱۵)

یعنی : "ہائے افسوس ہم پر ، یہ کیسی کتاب ہے کہ جس نے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ لکھے بغیر چھوڑا ہی نہیں"

★ فرزندِ رسولِ خدا ص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا ص ایک ایسے علاقے سے گذرے جہاں کوئی درخت یا جھاڑی وغیرہ نہ تھی ۔ آنحضرت ص نے وہاں سواری سے اُتر کر اپنے اصحاب کرام سے فرمایا : "ایندھن کے لیے لکڑیاں جمع کرو ۔" اصحاب نے عرض کی : یارسول اللہ ص ! یہ تو بالکل خشک جگہ ہے یہاں دور دور تک درخت وغیرہ کا نام ونشان تک نہیں ہے یہاں ایندھن نہیں مل سکتا ۔"

آنحضرت ص نے فرمایا : "جاؤ اور جو کچھ بھی مل سکے ، لے آؤ ۔" اصحاب نے دوڑ دھوپ کی اور کچھ ہی دیر کے بعد لکڑیوں کا ڈھیر جمع ہو گیا ۔ جب اُس میں آگ لگائی گئی تو بڑے بڑے شعلے بھڑکنے لگے ۔

آنحضرت ص نے فرمایا : "بس اِسی طرح قیامت کے دن چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی لا حاضر کیا جائے گا ۔ لہٰذا تم چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچتے ڈرتے رہو ، اس لیے کہ خدا اُن کو بھی جمع کر کے حساب لینے والا ہے ، جو اُن کو لکھتا جا رہا ہے ۔ اور خدا نے ہر چیز کو کھلی کتاب (کتابِ مبین) میں جمع کر دیا ہے ۔" [1]

★ آپ نے فرمایا کہ : "مسجد کی طرف تمہارے جانے اور آنے کے قدم بھی تمہارے آثار ہیں جو تمہارے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں ۔

★..... (تفسیر قرطبی ، ترمذی ، مسلم ، تفسیر کبیر ، روح المعانی)

[1] (تفسیر نور الثقلین جلد ۴ ، تفسیر انوار النجف ، اُصول کافی)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ (۱۳) اور اُن کے سامنے مثال بیان

الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا کیجیے اُس خاص بستی والوں کی کہ

الْمُرْسَلُوْنَ ۚ ⑬ جب اُن کے پاس (ہمارے) بھیجے ہوئے

رسول[۳] آئے ۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ (۱۴) جب ہم نے اُن کی طرف دو[۲]

فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ رسولوں کو بھیجا تو انھوں نے اُن

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ⑭ دونوں رسولوں کو جھٹلا دیا تو ہم

تیسرے کو (اُن دونوں کی) مدد کے لیے بھیج دیا پس اُن رسولوں نے

(اُن لوگوں سے) کہا: "ہم تمھاری طرف (ہدایت کے لیے) بھیجے گئے ہیں۔

٭ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا ... الخ جناب رسالت مآبؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ اہلِ مکہ کے سامنے اصحابِ انطاکیہ (انطاکیہ کے باشندوں) کی مثال بیان کرو تاکہ اُن کے انجام سے یہ لوگ عبرت و نصیحت حاصل کریں۔" ٭ تفسیر مجمع البیان میں دو قسم کی روایات اہلِ انطاکیہ کے بارے میں ملتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں میں سے دو[۲] کو انطاکیہ بھیجا۔ جب وہ دونوں حواری انطاکیہ بستی کے قریب پہنچے تو اُن کی ملاقات ایک ضعیف العمر شخص سے ہوئی جو دُنبیاں چرا رہا تھا جو حبیب نجار کے

نام سے مشہور تھا۔ اسی شخص کو مومنِ آلِ یاسین کے لقب پکارا اور یاد کیا جاتا ہے۔ غرض کہ حبیب نجار نے اِن دونوں سے احوال پرسی کی۔ انھوں نے بتایا کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کی جانب سے انطاکیہ بستی والوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تاکہ یہ لوگ بت پرستی کو چھوڑ کر خدا پرست بن جائیں۔ حبیب نجار نے اُن سے معجزے یا کرامت کا مطالبہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم اللہ کے حکم سے بیماروں کو (بغیر دوا کے) شفاء، نابیناؤں کو بینائی اور مبروص کو تندرستی دے سکتے ہیں۔

حبیب نجار نے کہا کہ آپ لوگ اگر میرے بیمار فرزند کو تندرست کردیں تو آپ کے دعوے کو سچا جان کر ایمان لے آؤں گا۔ اُن حواریوں نے اُس کے بیمار فرزند پر اپنا دستِ شفا پھیرا تو وہ صحتمند ہوگیا۔ اور حبیب نجار ایمان لے آیا۔ یہ خبر اہلِ انطاکیہ اور وہاں کے بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ نے اُن دونوں حواریوں کو بلا کر اُن کی احوال پرسی کی اور وہاں رہنے اور تبلیغِ دین کی اجازت دے دی۔ کافی عرصہ تک وہ وہاں مقیم رہے لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ ایک دن بادشاہ اپنی سواری پر اپنے محل سرا سے برآمد ہوا تو اِن دونوں حواریوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ذکرِ خدا زبان پر جاری کیا۔ بادشاہ نے غصے میں آکر اِن کو تازیانے لگوائے اور قید کرلیا۔

یہ خبر سن کر حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بلند مرتبہ حواری شمعونُ الصفا کو اُن دونوں کی رہائی اور مدد کے لیے روانہ کیا۔ جناب شمعونُ الصفا نے انطاکیہ پہنچ کر ایک عرصے تک قیام کیا، رفتہ رفتہ بادشاہ کے مقرب بن کر اُس کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر موقع غنیمت دیکھ کر بادشاہ کی اجازت سے اُن دونوں حواریوں کو طلب کیا جو قید کی سختیاں برداشت کر رہے تھے۔ جب وہ دربار میں حاضر ہوئے تو اُن کے دین کی حقانیت کے ثبوت میں تمام اہلِ دربار اور خود بادشاہ کے سامنے اُن سے معجزے طلب کیے۔ اُنھوں نے دو نابیناؤں کو بینا کردیا، ایک مُردے کو بادشاہ کی فرمائش پر زندہ کردیا جس نے زندہ ہو کر اُن دونوں حواریوں کی حقانیت کی گواہی بھی دی لیکن بادشاہ اور تمام رعایا اپنے کفر پر اڑے رہے اور رسولوں کے قتل کا منصوبہ بنایا پس وہ عذابِ خدا میں گرفتار ہوئے۔ آیت ۲۰ اسی شخص کی طرف اشارہ ہے۔ (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ (۱۵) اِس پرستی والوں نے کہا: "تم کچھ نہیں ہو
مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مگر ہم ہی جیسے چند بشر (انسان) اور
مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا خدائے رحمٰن نے کوئی چیز (تم پر) نہیں
تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُتاری ہے، تم تو صرف جھوٹ بولتے ہو۔"

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ (۱۶) رسولوں نے کہا: "ہمارا پالنے والا
اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مالک خوب جانتا ہے کہ ہم ضرور
تمھاری طرف خدا کے رسُول بنا کر
بھیجے گئے ہیں۔

★ معلوم ہوتا ہے کہ بشریت اور رسالت کے درمیان کافر لوگ پہلے ہی سے منافات کے قائل تھے
اُن کے ذہن نشین یہ بات کرائی گئی تھی کہ رسول وہی ہوگا جو بشر نہ ہو۔ اِسی بنا پر جب بھی کوئی رسُول خدا کی
جانب سے مامور ہو کر تبلیغِ دینِ خدا کے لیے آتا تو قوم کے واعظ، مقرر، عوام الناس کو گمراہی پر برقرار
رکھنے کے لیے پروپگینڈہ کیا کرتے تھے کہ یہ تو ہم جیسا بشر ہے، یہ رسول کیسے ہو سکتا ہے۔
چنانچہ انطاکیہ کی طرف جانے والے رسُولوں کو بھی پہلی دفعہ یہی جواب دیا گیا کہ تم تو ہماری طرح کے بشر ہو
تم رسالت کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑰ (۱۷) اور ہم پر صرف صاف صاف "خدا کا پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی اور ذمہ داری نہیں ہے۔"

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑱ (۱۸) بستی والوں نے کہا: "ہم تو تمھیں اپنے لیے نحوست سمجھتے ہیں، اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمھیں پتھر مار مار کر زخمی کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف دینے والی سزا ملے گی۔

★ جب کفارِ انطاکیہ نے دیکھا کہ رسولوں کی دلیلوں کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے، تو کہنے لگے کہ تم ہمارے لیے بُری فال (نحوست) لے کر آئے ہو، کہ ہمیں تم لوگوں نے ہمارے آبائی دین سے بدظن کر دیا، اور یہ مصیبت تمھاری وجہ سے ہم پر آئی ہے لہٰذا اس کا تلخ نتیجہ دیکھنے کے لیے تیار رہو جاؤ۔ اب ہم تم پر پتھر برسائیں گے ★ ... (تفسیر انوار النجف)

★ جب گاؤں والوں نے انبیاء کا مسلسل انکار کیا تو اُن کے کفر کی وجہ سے اُن پر قحط پڑا۔ اس بات پر اُنھوں نے انبیاء کرام پر طعنہ کسا کہ تمھاری وجہ سے ہم پر قحط آیا ہے تم ہی ہمارے لیے نحوست لے کر آئے ہو، ہم تم سے پہلے ہم آرام و سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اگر تم اپنی نصیحتوں کو بند نہ کرو گے تو ہم تمھیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے ★ .. (شیخ الاسلام عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ (۱۹) رسولوں نے جواب دیا: "تمھاری
اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ نحوست تو خود تمھارے اپنے ساتھ
قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ (تمھارے کرتوت کی وجہ سے) لگی ہوئی ہے
جب تم کو نصیحت کی جاتی ہے (تو تم کو
بُری لگتی ہے) دراصل تم حد سے گذر چکے ہو۔"

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ (۲۰) اتنے میں شہر کے دور ترین کنارے
رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے
اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ لگا: "اے میری قوم والو! اِن رسولوں
کی پیروی اختیار کرلو (بات مان لو)

اُس رَجُل کا نام حبیب نجّار تھا

مفسّرین کہتے ہیں کہ اُس (رَجُل) مردِ صالح کا نام حبیب نجار تھا۔ وہ شہر کے پرے کنارہ پر عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ کسبِ حلال سے محنت کی روزی کماتا تھا۔ فطری صلاحیت اور حق دوستی کی وجہ سے چُپ نہ رہ سکا۔ مرسلینؑ کے خلاف بغاوت کی خبر سُن کر دوڑتا بھاگتا، انبیاءؑ کو بچانے کے لیئے آیا۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن انبیاءؑ کرام کی آواز شہر کے دور دراز حصّوں تک پہنچ چکی تھی۔ [1]

[1] (شیخ الاسلام عثمانی۔ تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

ایک جان بکف مجاہد

اِس آنے والے مجاہد کا نام حبیب نجار بیان کیا گیا ہے

یہ اتنا عقلمند انسان تھا کہ فوراً دونوں مرسلینؑ کی سچائی کو سمجھ گیا۔ جب اُسے خبر ملی کہ وسطِ شہر میں شہر کے لوگ انبیاءؑ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو اُس نے ایسے موقع پر خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا۔ لہٰذا تیزی سے دوڑتا ہوا انبیاءؑ کی حمایت اور قوم کی فہمائش کے لیے آپہنچا۔

قرآن نے اُس کے لیے لفظ "رَجُلٌ" استعمال کیا ہے جس کے معنی "بہادر" کے بھی ہوتے ہیں اور "آدمی" کے لیے بھی یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اِس لفظ "رَجُلٌ" سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ آدمی کوئی دولت مند یا "سردار" نہ تھا۔ مگر اُس کا ایمان اتنا سچا تھا کہ لوگوں کی مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کی اور میدانِ جہاد میں پورے شہر کے لوگوں کے مقابلے میں آکر ڈٹ گیا۔ اور اُن لوگوں کو "اے میری قوم والو!" کہہ کر سمجھایا۔ اُس نے انبیاءؑ کی صداقت پر سب سے پہلی دلیل یہ دی کہ "وہ بے غرض لوگ ہیں، تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگ رہے ہیں، نہ وہ تم سے مال، عزت یا کوئی عہدہ مانگ رہے ہیں۔

دوسری بات اُس نے یہ کہی کہ وہ انبیاءؑ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔ ان کی باتیں حق اور درست ہیں، اور عقل و فطرت کے عین مطابق ہیں۔ پھر اُس نے توحید کو ثابت کیا اور کہا کہ:

"وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝" (سورۂ یٰس آیت ۲۲)

یعنی "اور میرے پاس کیا دلیل ہے کہ میں اُس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب کو اُسی کی طرف پلٹنا ہے۔)

* ..... (تفسیر نمونہ)

* پھر اُس قوم کے بدمعاشوں نے اُس پر پتھر برسائے اور اُس کے جسم کو اپنے تلے روند ڈالا۔ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر، تبیان۔

* تفسیر ابوالفتوح رازی۔)

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے — جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذتِ آشنائی * (اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

اتَّبِعُوا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ (۲۱) اُن کی پیروی کرو جو تم سے کوئی

اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱ اجر یا معاوضہ تک نہیں مانگتے اور

وہ (خدا کی طرف سے) ہدایت کے راستے پر بھی ہیں۔ (یعنی ہدایت یافتہ ہیں)

(معلوم ہوا کہ نبوّت کی سب سے بڑی دلیل (۱) قول و عمل کی سچّائی اور معقولیّت اور پاکیزگی ہوتی ہے (۲) بے غرض ہونا (۳) اور خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہونا ہوتا ہے۔ اِس لیے انبیاء کے جانشین امام بھی وہی ہوسکتے ہیں جن میں یہ تینوں خصوصیّات موجود ہوں۔)

اَجرِ رسالت کا مسئلہ

* بے غرض پیغمبروں کی یہ ایک خاص خصوصیت قرآن میں بار بار بیان ہوچکی ہے کہ "وہ تبلیغِ دین اور اصلاحِ اُمّت پر کسی قسم کا کوئی مادّی یا دُنیوی یا اُخروی معاوضہ اُمّت سے نہیں مانگتے"، بلکہ وہ فرماتے رہے ہیں کہ ہمارا اجر تو بس اللہ کے پاس ہے۔

لیکن ہمارے رسول حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی آلِ پاک کی مودّت اجرِ رسالت کے طور پر مانگی۔ وجہ اُس کی یہ ہے کہ انصارِ مدینہ کے بزرگوں نے خود اجرِ رسالت دینے کی فرمائش کی، تو آنحضرتؐ نے اُن کے اِس سوال اور فرمائش پر سکوت اور خاموشی اختیار فرمائی اور وحیٔ ربّانی کا انتظار فرمایا۔ کیوں کہ رسولؐ وحی کے علاوہ خود اپنی طرف سے کوئی کلام نہیں کرتے۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم نے فرمایا کہ:

www.drhasanrizvi.com

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝" (سورۃ النجم ۵۳ آیت ۳-۴ - پارہ ۲۷)

یعنی: "اور وہ (رسول اللہؐ) تو اپنی خواہشِ نفس سے بولتے ہی نہیں، بلکہ جو کچھ وہ بولتے ہیں وہ تو صرف وحیِ ربانی ہوتی ہے جو اُن پر نازل ہوتی ہے۔"

چنانچہ اللہ نے وحی نازل فرمائی کہ: "قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ (سورۃ الشوریٰ ۴۲ آیت ۲۳ پارہ ۲۵)

یعنی: (اے رسولؐ! آپؐ ان سے) فرما دیجیے کہ میں تم سے اِس (تبلیغِ رسالت) کا کوئی اجر و صلہ نہیں مانگتا، سوائے قربیٰ (قرابتداروں) کی محبت کے۔ اور جس کسی نے بھی (یہ) نیکی حاصل کرلی، ہم اُس کی اِس نیکی میں اُس کے لیے اور اضافہ و زیادتی کردیں گے۔ یقیناً اللہ (گناہوں کا) بخشنے والا اور (تمھاری اس نیکی کی) قدر کرنے والا (شکر گزار) ہے۔"

معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے اجرِ رسالت اوّلاً تو (۱) اللہ کے حکم سے مانگا۔ اِسی لیے آیت "قُل" سے شروع ہوئی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ خود خداوندِ عالم نے قرآن میں اس کے بارے میں بھی وضاحت فرما دی کہ:

"قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ" (سورۃ سبا ۳۴ آیت ۴۷ پ ۲۲)

"کہہ دیجیے کہ میں نے جو کچھ تم سے بطور اجر کے طلب کیا ہے وہ بھی تمھاری بھلائی کے لیے ہے۔"

گویا جس طرح تبلیغِ رسالت حضور اکرمؐ کی طرف سے اُمت پر ایک عظیم احسان تھا کہ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ پر لگا دیا جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا۔

اِسی طرح جس چیز کو رسالت کا اجر قرار دیا وہ بھی اُمت کی بھلائی کی خاطر تھا۔ چنانچہ یہ دوسرا احسان ہے کیوں کہ اِس طرح سے اُمت کے لیے تاقیامت گمراہی سے بچے رہنے کی ضمانت دے دی گئی ہے۔ جیسا کہ

www.drhasanrizvi.com

حدیثِ ثقلین میں اِس کی صراحت موجود ہے۔ کہ اگر تم نے آلِ محمدؐ کی پیروی قلبی محبت سے کی تو تم گمراہی سے بچے رہو گے۔" اِس طرح محمدؐ آلِ محمدؐ کی اطاعت کرنا اور پیروی کرنا مزید آسان اور دلچسپ بن جائے گا، احکامِ خداوندی کی عملی تعمیل کرنے میں ناگواری کا عنصر ختم ہو جائے گا اور پھر آخرت میں یہی آلِ محمدؐ کی محبت اُن کی شفاعت کا سبب بن جائے گی۔

* ..... (مؤلف)

امام شافعی نے فرمایا: "لَوْ كَانَ حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ رِفْضًا
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَيْنِ اِنِّي رَافِضًا

یعنی: "اگر آلِ محمدؐ کی محبت رِفض (حق سے پھر جانا) ہے تو تمام زمین و آسمان، دنیا و آخرت گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔"

* .... (امام شافعی، تفسیر کبیر امام رازی)

۵ کفن میں ہے مرے کربل کی مٹی * مسافر بے سروساماں نہیں ہے۔

حبیبؑ نجار مومنِ آلِ یٰسؑ

تفسیر صافی میں قمی سے منقول ہے کہ حبیبؑ نجار حضرت محمد مصطفےٰؐ کی نبوت پر ایمان لائے تھے حالاں کہ یہ آپؐ کے زمانۂ بعثت سے چھ سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ خفیہ طور پر ایک غار میں عبادت کیا کرتے تھے جب انطاکیہ میں رسولوں کی آمد پر مطلع ہوئے تو حاضرِ خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ جنابِ رسالت مآبؐ سے منقول ہے کہ: صدیق کل تین ہیں:

(۱) مومنِ آلِ یٰسؑ حبیبؑ نجار (۲) حزقیلؑ مومنِ آلِ فرعون (۳) علیؑ ابن ابی طالبؑ اور علیؑ اِن دونوں سے افضل ہیں۔ ایک روایت میں آسیہ زنِ فرعون ہیں، اور حزقیل کا نام نہیں ہے۔

* .... (تفسیر انوار النجف - سعادت مجالس)

الحمدللہ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود: آج ۲۹ صفر ۱۴۲۲ھ - ۲۴ مئی ۲۰۰۱ء شب جمعہ ۲۲ ویں پارے کی تفسیر اختتام کو پہنچی۔

* کاتب ..... سید محمد جعفر رضوی ۳۶ بی لانڈھی